قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ (المائدہ ۵:۱۵)

فن تصوف پر بیش بہا معلومات سے لبریز نادر مضامین کا مجموعہ

العلم نور فی حصول لؤ لؤ مکنون

المعروف بہ

العلم نورٌ

آستانہ قطب الاقطاب
حضرت سرکار سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
جنگلی پیٹھ، پرانی ہبلی، ضلع دھارواڑ (کرناٹک)

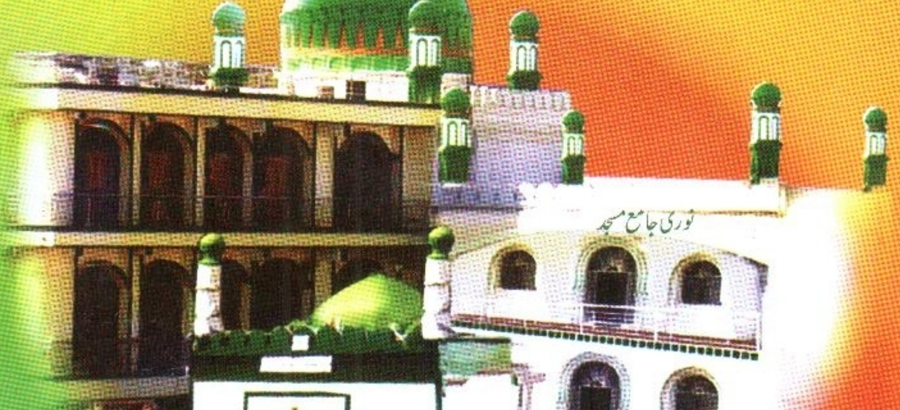

تصنیف لطیف:
پیر طریقت حضرت شاہ عارف القادری سلیمانی
ابن منور القادری، المتوطن فقیر نند بلی، مقیم حال آدرش نگر، مالا پور، دھارواڑ (کرناٹک) فون: 09740357786

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں

نامِ کتاب : **العلم نورٌ**

مصنف : پیرِ طریقت حضرت الشاہ عارف القادری سلیمانی صاحب

پروف ریڈنگ : الفقیر مقبول احمد قادری، دھارواڑ

سنِ اشاعت : ماہِ رمضان المبارک 1433ھ ، اگست 2012ء

صفحات : 228

تعداد : ایک ہزار کاپیاں (اشاعت اول)

قیمت :

☆☆☆

شائع کردہ

خانقاہِ عالیہ قادریہ ولی اللّٰہیہ، مالا پور، دھارواڑ، کرناٹک

PDFaid.com
#1 pdf solutions online

انتساب

رہبرِ سالکاں، فخرِ کاملاں، جانِ عاشقاں، سرِ دلبراں

قطب الاقطاب، حضرت شیخ سید نور محمد شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

اور

شہزادۂ سرکار سیّد نور محمد شاہ قادری، کامل فقیر، روشن ضمیر

حضرت سیّد محمد نور احمد شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

آستانہء قادریہ نوریہ، جامع مسجد، جنگلی پیٹھ جونی ہُبلی (کرناٹک)

کے نام

”گر قبول افتد زہے عزّ و شرف“

سگِ بارگاہ غوثیت مآب الفقیر الشاہ **عارف القادری** عفی عنہ

المطوطن، فقیر نندی ہلی، تعلقہ شہنور۔

حال مقیم: آدرش نگر، مالا پور، دھارواڑ۔ (کرناٹک) الہند

رابطہ : 09740357786, 09880723671

تقریظِ و تأثرات

پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر ملّت، حضرت العلام

ابوالفدا شاہ محمد ذوالفقار محی الدین صدیقی القادری الملتانی مدظلہ العالی

(کامل الفقہ جامعہ نظامیہ، ایم اے یم فیل، پی جی ڈی ٹی اے اینڈ پی ایچ ڈی عثمانیہ یونیورسٹی)

چیر پرسن بوڈ آف اسٹڈیز عربی (اورنٹیل) عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید نا الانبیاء والمرسلین ع علی اٰلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

امابعد!

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (مجادلہ) رفعت وعظمت کا میعار قرآن کریم ایمان اور علم کو بتلا رہا ہے، مدارج ایمان میں ترقی اور اس کی حلاوت علم ہی کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ قرآن کریم ہو یا احادیث نبویہ جہاں کہیں بھی علم کا ذکر آیا ہے اس سے مراد علم حق ہی ہے یعنی وہ علم ہے جس سے ذات کا ادراک اور اس کا حضور وشہود ہو، امتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی شناخت ہی علم سے ہے، علم ہی کے ذریعہ اس امّت کو وہ سرفرازی ہوئی کہ ”یغبطھم الانبیاء والمرسلین“ انبیاء ومرسلین جیسی اولوالعزم ہستیاں بھی ان پر رشک کریں گی، ذات جتنا اس امّت پر عیاں ہوئی ہے ماضی میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی، کیسے کیسے دعوی حضرات اولیاء قدس اسرارہم نے کئے ہیں ذات ان پر کتنی عیاں تھی جہاں دیکھا جدھر دیکھا صرف ذات ہی کو دیکھا اور اپنے کو اتنا مٹایا کہ سوائے ذات کے کچھ باقی نہ رکھا، درست کہا جس نے بھی کہا

من نیم وللہ و باللہ من نیم

سر سرم جانِ جانم تن نیم

قسمیں کھا کھا کر اپنے ناسوت کی نفی کی جارہی ہے اور آن اور ہر لمحہ لاہوت پر نگاہ مرکوز کئے ہوئے ہیں اسی کا ظہور اس کے شہوت کے ساتھ کیا جارہا ہے۔ اور اس طرح کے جتنے ارشادات ملتے ہیں وہ مبنی بر حقیقت ہیں، اور علم وعرفان کی روشنی میں ہم پر منکشف ہوسکتے ہیں۔

گرامی قدر حضرت شاہ عارف القادری صاحب عمّ فیوضہ کی مایہ ناز تصنیف ”العلم نور“ مظر نواز ہوئی، مجھ جیسے احقر کو تقریظ لکھنے کا حکم دیا گیا جو اپنے کو اس منصبِ جلیلہ سے کوسوں دور سمجھتا ہے، پھر بھی ہمت

جٹا کر میں نے کتاب کا تقریباً حصہ پڑھا۔حضرت موصوف کوچۂ معرفت کے قدیم شناور ہیں،تصوف کے نقات اوراس کے اسرار کو بڑے ہی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے،ذات شریف جہاں آپ کا شرح صدر فرمائی ہے وہیں زور قلم سے خوب سرفراز فرمایا ہے۔کتاب کے نام''العلم نور'' سے واضح ہورہا ہے کہ موضوع کتاب کیا ہے، جہاں علم وعرفان کے حقائق کوآپ نے اس کے اقسام کے ساتھ روشناز فرمایا وہیں ایسے مضامین عارفانہ کومنتخب کیا ہے جوآج کے دور میں عنقاء ہوتے جارہے ہیں،آج کے اس دور پرفتن میں جہاں ظاہرداری کا بول بالا ہے وہیں روحانیت اورعلم حق یکسر معدوم ہوتے نظر آرہے ہیں!لوگ جانتے بھی نہیں کہ تصوف کس چیز کا نام ہے،کچھ نام نہاد تصوف کے موضوع سمینارز ہوتے ہیں جس میں نفس موضوع کو سمجھے بغیر کتابوں کی اوراق گردانی کی جاتی ہے،خانقاہوں میں صرف رسم خانقاہی وہ بھی گاہے گاہے نظر آتی ہے،ایسے پرآشوب دور میں جس تڑپ اورولولہ کے ساتھ موصوف محترم نے قلم اٹھایا ہے وہ صد آفرین ہیں، قلم میں تعالی نے بڑی روانی عطا فرمائی ہے،جیسا کہ موصوف نے اپنی کتاب میں جسمِ خاکی کی حقیقت پر کیا ہی خوب تحریر فرمایا ہے،(ملاحظہ ہو)

اے اللہ کے بندے!اس جسمِ خاکی کی حقیقت کوسمجھنے کی کوشش کر''نحن اقرب الیہ من حبل الورید '' وہ تیری شہ رگ سے قریب ہے۔یہ جسمِ خاکی اس کا مکان ہے وہ تیرے اندر مکین ہے!''وفی انفسکم افلا تبصرون ''وہ تیری جان میں ہے تو دیکھنا کیوں نہیں چاہتا؟ اس تن میں ایک من ہے اس کا دروازہ کھول اور جسم خاکی کی حقیقت کو دیکھ تیرے اندر خدا اپنی قدرت اور جاہ وجلال کے ساتھ موجود ہے! اور ایک جگہ حضرت موصوف تحریر فرماتے ہیں

''اے بھولے بھٹکے انسان تو خود سے خود کو کھو چکا ہے خود کو باہر نہ تلاش کر اپنی حقیقت کو پہچان تیری رگ جاناں سے قریب وہ ہے جس کے ساتھ تو وعدۂ الست کر کے آیا تھا'' غرض یہ کہ کتاب کے ہر ورق اور ہر سطر سے صرف وصول الی اللہ کا درس ملتا ہے کہیں جمالی کرنیں بکھیری گئی ہیں تو کہیں مظہر جلال کے ساتھ رونمائی ہوتی گئی اور مضامین مکمل ہوتے گئے۔ایسے مضامین مثلاً!مسائل فکر،طریق مراقبہ،عرفان کیا ہے، توجہ الی اللہ،نفی واثبات،منازل اربع،فنا وبقا،قربِ الٰہی،حقیقت عرش جو بظاہر دقیق معلوم ہوتے ہیں مگر حضرت کے قلم نے انہیں سہل سے سہل کر دیا اور اگر قاری تھوڑی سی دلچسپی کے ساتھ ان مضامین کو پڑھ لیا تو سمجھنے میں دشواری نہیں ہوگی مزید قاری کی سہولت کے لئے سوال وجواب کا طریقہ بھی اپنایا گیا غرض یہ کہ حضرت کی دلی تمنا یہی ہے کہ جس باغ حقیقت کے آپ پھل اور پھول توڑ رہے ہیں اس میں ساری مخلوق آپ کے ہم نوالہ وہم پیالہ ہوجائے۔

اعتذار کے ساتھ دو باتوں کی طرف توجہ چاہتا ہوں اگر مناسب سمجھیں تو آئندہ ایڈیشن میں شامل کر سکتے ہیں

ا۔علم حق اور معراج النبی ﷺ ایک دوسرے کے لئے لازم اور ملزوم ہیں،معراج میں قرب کی جو منزلیں طئے کی گئی ہیں وہیں سے علم حق کی کیاریاں پھوٹ پڑیں۔اسرار معراج کی تفہیم کے بغیر علم حق میں کمال آ ہی نہیں سکتا۔اس موضوع پر روشنی ڈالی جائے تو بہت بہتر ہے۔

۲۔فقر کا موضوع تشنہ طلب ہے اس پر سیر حاصل بحث ضروری ہے فقیری حضور اقدس ﷺ کا طرہ امتیاز ہے، یہ نعمت عظمی آپ ہی کی عنایت وکرم سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

صوفی سرمد قدس سرہ کے دو اشعار پر اپنی بات ختم کرتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں بدست دعا ہوں کہ **اللّٰھم ازقنا رزقا حلالا و صدقا مقالاً و اوقاتاً صالحا لا ساعة فیها الا بمحیة اللّٰہ ولا لمحة فیها الا شهود اللّٰہ اللّٰهم صل و سلم و زدوبارك علی محمد النبی الامی و علی الہِ اصحابہِ و أتباعه الی یوم الدین۔**

شعر

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند	عمرے باید کہ یار آید بکنار
سوز دل پروانہ مگس را ندہند	ایں دولت سرمدی ہمہ کس را ندہند

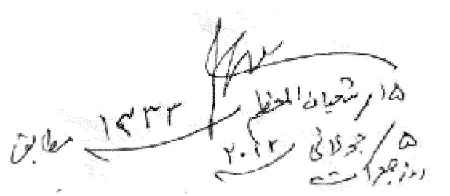

تقریظ انور

ادیب شہیر، نقادِ شہیر، استاذ الاساتذہ، عزّت مآب ڈاکٹر سید عباس متقی صاحب قبلہ

(صدر بزم سعدی شیرازی، مدینہ نگر، یاقوت پورہ، حیدرآباد دکن)

جب ہم علم تصوّف کا سرسری جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تصوّف، اسلام کی روح اور دین کا مقصد ہے، جن لوگوں نے تصوّف کو چھوڑ دیا انہوں نے اسلام کا مزہ نہیں چکھا۔ ہر لطف، صحت کامل کا متقاضی ہوتا ہے، اسی طرح تصوّف بھی ایمانی صحت کا متقاضی ہے، دل کی صفائی اور باطن کی طہارت کا حصول یصوف کے بنیادی اصول ہیں۔ جو اذہان نابالغہ علوم تصوّف سے بیگانہ ہیں درحقیقت وہ صحت مند نہیں ہیں۔ اسلام چاہتا ہے کہ دل ان تمام خرابیوں بلکہ بیماریوں جیسے دنیا پرستی، جاہ طلبی، حرس و ہوس، بغض و عناد، کینہ و عداوت، جہل و غفلت، شہوت و غضب، برہمی و بے مروّتی، آزشہرت، نازدولت وغیرہ وغیرہ سے شفا پائے اور دامن روح ان داغہائے مکروہ سے پاک ہو اور انسان جسے فتنہ روزگار کہا گیا ہے، محض اوراق مطبوع کے مطالعے سے اقدار اسفل سے نجات حاصل کرسکتا جب تک کہ خانقاہی نظام مسعود سے منسلک ہوکر علم تصوّف نہ حاصل کرلے اور کسی پیر دستگیر کے دست حق پرست پر بیعت نہ حاصل کرلے۔ یہی تو مقم تھا جس کو موالانا رومؒ نے ایک شعر میں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ

مولوی ہرگز نہ شد ملائے روم　　　تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

اب یہی دیکھئے، ہم عہد حسد میں سانس لے رہے ہیں، اور تصوّف حسد کے جراثیم کو دل سے نکال کر باطن کو نور ایمانی سے جگمگا دیتا ہے۔ پاکیزہ قلوب میں نور الٰہی منعکس ہوتے ہیں، دل میں اگر حسد نے گھر کر رکھا ہے تو بندے کے لاکھ سجدے بیکار ہیں بلکہ جس کسے ایک مطلوب سجدہ نصیب ہوجاتا ہے تو بقول اقبالؔ ہزار سجدوں سے اسے نجات دلاسکتا ہے۔ یہ تو بہت زیادتی ہے کہ سجدہ ہو اور روح سجدہ نہ ہو، نماز پڑھی جائے اور روح نماز سے بیگانگی برتی جائے، روزہ تو رکھا جائے اور عرفان صوم سے آدمی نا آشنا ہو۔ تصوف نے انا کو حق کی تعلیم دی ہے۔ لفظ الہٰ کے حقیقی معنی بتائے ہیں۔ قرب کی لطافتوں سے آگاہ کیا ہے، قرآن مجید کے مطالب سمجھائے ہیں، حدیث نبویؐ کے مفاہیم سے آگاہی بخشی ہے۔ دین و اسلام کی روح کو سمیٹا بلکہ راہ سلوک

پر چلا کر انسان کو بندۂ خدا بنا دیا ہے۔ کچھ انہیں باتوں کی تعلیم دینے اور تربیت کرنے شہر دھارواڑ کے بزرگ قلم کار حضرت پیر طریقت عارف اللہ قادری سیلمانی نے کمر باندھ لی ہے۔ آپ دامے، درمے۔ سخنے قدمے بلکہ قلمے انہی علوم باطنی کی تعلیم دینے اور اذہان جویا کو مغز اسلام سے آگاہ کرانے پر خود کو مامور کر رکھا ہے۔

زیرِ نظر تصنیفِ نو المعروف ''العلم نور'' ہمارے ہاتھوں میں ہے، یہ علم نور حقیقتاً ایک فانوس ہے جس سے انوار حق چھن چھن کر قاری کے قلب و روح کو مطہر و منور کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو نا مناسب نہ ہوگا کہ ساری کتاب از تمہید تا تتمہ حدیث متلو و حدیث غیر متلو کی باطنی تفسیر ہے۔ لفظ لفظ تشریح اور حرف حرف تفہیم ہے۔ عنادین بھی کچھ ایسے دل پذیر ہیں کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ورق ورق پر جو دریائے علم ورودِ فن رواں ہے وہ منزل آشنا کرتی ہے۔ وہ افکار باطنی جو منطق الطیر، مثنوی مولانا روم اور نفحات الانس میں پوشیدہ تھے حضرت نے نہایت چابکدستی و سہل گوئی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ حضرت عارف اللہ قادری نے اہل اللہ کے رموز باطنی سے اس طور آگاہ فرمایا ہے کہ اس مشعل انوار کی روشنی سے ایک عالم متاثر بلکہ مستفید ہوسکتا ہے۔ پیر ناقص اور پیر کامل کے مابین جو فرق بتاتے ہوئے حضرت نے بیعت کو لازمی گردانا ہے وہ اہل تصوّف کے لئے خاصئ کی چیز ہے۔ اے جگہ فرماتے ہیں کہ

" کسی پیر کامل کی رہبری حاصل کر تا کہ وہ تجھے وہاں تک پہنچا دے جہاں سلامتی ہے اور اسلام کی تکمیل ہے اسی مقام کو مقامِ اسلام کہتے ہیں"۔

حضرت نے اپنی کتاب میں ان حقائق پر سے پردے اٹھائے ہیں جن پر مدت مدید سے دبیز پردے پڑھے ہوئے تھے۔ امید ہے کہ اس کتاب سے استفادے کے بعد ایک زمانہ آپ کے افکار عالیہ سے خبردار ہوگا اور "سراطِ مستقیم" کی حقیقت کو پہچان لے گا۔ ایک جگہ حضرت نے جو یان تصوّف کو درس دیتے ہوئے اپنے پیر کا درس یاد دلایا ہے جو ہر اعتبار سے مرید صادق کے لئے کامل تعلیم ہی نہیں بلکہ کامل دستگیری بھی ہے۔

"میرے پیر کی نصیحت مجھے یاد ہے میرے پیر نے مجھ سے کہا تھا کہ اچھی یا بری خواہشات، غضب، غصہ، جھوٹ و فریب، بدرزبانی و بدگوئی، حرص، حسد و تکبر کو ترک کردو کیوں کہ یہ تمہاری ذات کے خلاف نفس امّارہ کی سازش ہے، ظاہری حواس خمسہ کے ظاہری تقاضے تیرے ہفت اندام کو گھائل کر رہے ہیں لہٰذا باطنی حواس خمسہ کے ساتھ محفوظ ہوجا۔"

نیز حضرت نے "موتو اقبل ان تموتوا" اور "اجسامہم فی الدنیا وقلوبہم فی الآخرۃ" کوعنوان درس بنا کر علم کے موتی رولے ہیں وہ اذہان وقلوب میں ایک روشنی اور جوش پیدا کرتے ہیں۔ جب سالک اس راہ پر گامزن ہوجاتا ہے تو پھر اس کے فنافی اللہ باقی باللہ ہونے میں کوئی امر مانع نہیں رہتا۔

حضرت نے دور حاضر کے ان نام نہاد علماء وکم عیار عاملین پر کاری ضرب لگائی ہے جنکا کام ہی عوام کو لوٹنا اور اپنی ناپاک جھولیاں بھرنا ہے۔ ان نابالغ پیروں کو اپنے طنز کا نشانہ بنایا ہے جنہیں علم معرفت سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا وہ پیر کامل تو کیا ہونگے خود مریدوں کے مرید ہوتے ہیں۔ صفحہ ۲۱۷ پر یوں رقم طراز ہیں کہ۔

"اگر انسان علم سے بناوٹی اور پر اسرار شخصیت بننا چاہتا ہے یا علم کی ترویج واشاعت کے نام پر رشوت طلب کرتا ہے تو وہ جہنمی ہے، ایسے عالم کو عالم سوء کہتے ہیں۔ علماء کی عیاریوں سے باخبر رہنا چاہئے، علمائے کاملین جو رشوت کو نجس تصور کرتے ہیں ایسوں کی پیروی کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔"

آخر میں حضرت نے ایک جملۂ لطیف لکھ کر اہل بصیرت کو بحر فکر وانبساط میں غرق کر دیا کہ

"کیا بتاؤں کہ "عین" کیا ہے، تو علم کی عین یا عمل کی عین سے اسے نہ جانتا ہے نہ پہچانتا ہے۔ اس عین کے دیدار کے لئے "عشق" کی عین چاہئے۔"

غرض اس کتاب کی اشاعت پر احقر، حضرت کی خدمت میں ہدیہ تبرک وتہنیت پیش کرتا ہے امید ہے کہ یہ تصنیف علوم قرآن وحدیث کے طالب علموں کے علاوہ سلوک کی منزلیں طے کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

وما توفیقی الا باللہ

مختصر تعارف مصنف

حضرت پیر طریقت عالی مرتبت عارف اسرار ربانی عارف القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی ذات علم وعرفان کا وہ حسین جھرنا ہے جس کا ہر قطرہ تشنگان دیدار یار کے لئے آب حیات کا درجہ رکھتا ہے، سبحان اللہ علامہ اقبال کا یہ شعر آپ کی ذات کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔ ع

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آج کے تصوف نہ آشنا دور میں آپ نے اس مقدس علم وعرفان کو انتہائی سہل ترین انداز میں پیش کر کے دور قدیم کے ان تمام تصانیف تصوف کو سمجھنے کا قرینہ عطا کر دیا ہے۔،

ولادت، خاندان اور سلسلۂ نسب:

آپ کی ولادت 1950ء 10/06 کو صبح صادق کے وقت اپنے ننھیال ہانگل شریف ضلع ہادیری کرناٹک میں ہوئی ، آپ قطب الاقطاب، مرجع سلاطین انام، فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت پیر محمد قاسم سلیمانی قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (چنار شریف، قصبہ ٹکور ضلع مرزاپور، یوپی)ارحمہ اللہ تعالیٰ ونور مرقدہ کی اولادوں میں سے ہیں، اللہ کا شکر عظیم ہے کہ آپ کے اجداد سلسلۂ قادریہ عالیہ کی تبلیغ واشاعت کرتے ہوئے دکن ہندوستان کے صوبۂ شہنور کے قصبہ فقیر نند یہلی کو اپنا مسکن بنالیا، والیان شہنور نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ہزاروں ایکڑ زرخیز زمین کا خطہ بطور انعام عطا کیا اور یہ جاگیریں آپ کے خاندان میں آج تک محفوظ ہیں اور یہاں آپ کے اجداد کے آستانے زیارت گاہ خاص وعام ہیں۔

تعلیم:

عصری تعلیم کے حصول کے لئے سن 1962ء میں آپ اپنے والدین کے ہمراہ ہانگل تشریف لائے ، یہاں آپکی صغرسنی کو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت شمس العلماء حضرت پیر سید مقبول احمد قادری ، سہروردی ، کشمیری ، کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور آپ کا رجحان شعروشاعری کی طرف ہوا ، ایک مرتبہ آپ نے سرکار کشمیر اعلیٰ حضرت کی شان عظمت میں قصائد لکھکر سنائے تو حضرت والا نے آپ کے حق میں دعا فرمائی "کہ اللہ تیرے علم وقلم میں تاثیر وشفاء عطا فرمائے آمین ! سبحان اللہ آپکی دعاؤں کی تاثیر کرشمہ انگیز ثابت ہوئی کہ آپ کئی مفید کتابوں کے مصنف بن گئے ، اور کتاب "**العلم نقطة**" ، بھی آپ کی دعاؤں کا صدقہ ہے ۔

الغرض ایک طویل عرصہ تک آپ سرکار کشمیر کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے بعد آپ ہی کی اجازت سے سن 1969ء میں اپنے والدین کے ہمراہ شہر دھارواڑ کرناٹک) تشریف لائے یہاں بھی سرکار کشمیر کی دعاء رنگ لائی کہ آپ کو حضرت پیر طریقت عارف سر الست ولیٔ کامل حضرت سرکار سید عبدالسلام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ترویندرم کیرالا جیسے مرشد کامل سے ملاقات ہوئی اور جب پیر سے محبت کا رشتہ گہرا ہوا تو مکمل ۱۴ سال تک آپ کے ہمراہ سیلانی بن گئے ۔ پیر کامل سے آپ کو روحانی وعرفانی وہ اثاثہ حاصل ہوا جو پچھلی کئی صدیوں سے کتابوں میں معمہ بن چکا تھا ، اللہ تعالیٰ آپکی عمر دراز فرمائے کہ آج آپکی کتابیں سالکین راہ خدا کے لئے مشعلِ راہ ہدایت کا درجہ رکھتی ہیں ۔ ، نیز حضرت موصوف نے آپکی خلافت کے تعلق سے فرمایا کہ آپکی نعمتِ کبریٰ یعنی نعمت خلافت وقت کے عظیم ترین بزرگ پیر طریقت ، رہبر شریعت ، شیخ الاسلام حضرت سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمۃ سے باطنی روحانی طور پر عطا ہوگی فوراً قبول کرلینا ، ہوا بھی یہی کہ سرکار حضرت سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمۃ کے وفات کے تقریباً ۸۰؍ سال

بعد روحانی طور پر حاصل ہوئی ، ظاہری خلافت آپ کے نبیرہ حضرت پیر طریقت سید شاہ ولی اللہ قادری مدظلہ العالی کے دست مبارک سے حاصل ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ آپکا سایہ تمام مریدین کے سروں پہ تادیر قائم رکھے ۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ مسلسل کئی سالوں سے خانوادۂ قادریہ ولیٔ اللّٰہیہ تشنگانِ علوم باطن اور طالبان حق کی رہبری ورہنمائی میں سرگرم عمل ہے ، کئی اللہ کے بندے آج بھی اس خانوادہ سے وابستہ رہکر اپنے قلب وباطن کا تزکیہ کرتے ہوئے مراقبہ ، مجاہدہ ، مکاشفہ اور مشاہدہ کے منازل سے گذر رہے ہیں ۔ باطنی دنیا کا وہ حال وکیف جو اسلاف کی تاریخ میں جابجا ملتا ہے ، الحمدللہ ! ہماری اس خانقاہ میں تاحال وہ تمام امور جاری وساری ہیں ، ان تمام مریدین متوسلین ومحبین کی تعلیم وتربیت اور اصلاح قلب وباطن کی اہم ترین ذمہ داری حضرت والا کے سر ہے ، اللہ تبارک وتعالیٰ اس دور پرفتن میں ایسی اصحاب صفہ والی تربیت یافتہ اور اسکے عاملین کو اپنا وصال حقیقی نصیب فرمائے اور اپنے تمام بندوں کو خودشناسی اور خداشناسی کی توفیق بخشے ۔ اور حضرت صاحب قبلہ کا سایہ وسرپرستی ہم تمامی پر تادیر قائم رکھے ۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین ۔ ،،

فقط

الفقیر مقبول احمد قادری ، المتوطن شگاؤں ضلع ہاویری ، مقیم حال دھارواڑ کرناٹک

فہرستِ مضامین

شمار نمبر	مشمولات	صفحہ نمبر
1	خطبۂ عارفانہ	1
	باب اول	
2	آیت نور اور مختصر تشریح	2
3	سچ اور سچے کی تلاش	5
4	قرآن اور حقیقتِ قرآن	10
5	اسم اللہ، صفت الرحمٰن، صفت الرحیم کیا ہے؟	12
6	رحمت کیا ہے؟	13
7	سالک میں ملکوت اور جبروت	13
8	فی مقعد صدق کا مقام کیا ہے؟	14
9	اے سالک راہ خدا!	15
10	شراباً طہورا کیا ہے؟، حضرت عشق کا راز!	16
11	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تعریف	18
	باب دوم	
12	پیر کے لئے فقر کیا ہے؟	24
13	فخر محمدی ﷺ کیا ہے؟، علمِ حاضرات کیا ہے؟	25
14	اسم اللہ ذات کے حاضرات کے ظاہر کیا ہیں؟	26
15	اسم اللہ ذات کے حاضرات باطن کیا ہیں؟	26
16	علم ناظرات کیا ہے؟	26

17	قادریت کے علمِ حاضرات وناظرات	27
18	کلمۂ طیب کے حاضرات ودعوت حروف	29
19	اسم اللہ ذات کے حاضرات کی برکت	30
20	علمِ حاضرات وناظرات کے اقسام	31
21	لوح محفوظ اور لوح ضمیر	32
22	مراتبِ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	34
23	قادری طریق اور لقاء الٰہی	37
24	طہارت کیا ہے؟، اخلاص کیا ہے؟	40
25	شق صدر اور شرحِ صدر	42
26	صراطِ مستقیم کیا ہے؟	44
27	اسلام کیا ہے؟، اسلام اور علمِ دین	47
28	من عرف نفسہ کیا ہے؟	49
29	علم کیا ہے؟	51
30	علم کی اصل کیا ہے؟	53
31	لا الہ الا اللہ کیا ہے؟	53
32	وسیلہ کیا ہے؟	56
33	عالم کسے کہتے ہیں؟	58
34	اللہ سے کیا مانگنا چاہیے؟	59
35	عالم وہ ہے!	60
36	لامکاں کیا ہے؟	61

37	توحید کی پہچان کیا ہے؟	61
38	عبادت کیا ہے؟	63
39	برائے نام علم، برائے نام عالم	63
40	ناقص پیر اور ناقص عالم کی اتباع	64
41	وہ عالم جو کتابی ہے	65
42	یہ دنیا کیا ہے؟	66
	﴿بابِ سوم﴾	
43	نماز کیا ہے؟	68
44	صاحب حضور قلب	68
45	اے دل، بے علم وعمل مشائخ	69
46	علم وعقل کیا ہے؟	70
47	نفی واثبات کیا ہے؟	71
48	نفی کیا ہے؟	72
49	کامل مرشد کیا کرتا ہے؟	73
50	نفی اثبات کس طرح ممکن ہے	74
51	توجہ الی اللہ کیا ہے؟	74
52	رائی کا پربت	75
53	دعوت کیا ہے؟	77
54	علم دعوت کیا ہے؟، طریقہ دعوت	78
55	عرفان کیا ہے؟	79

56	لاہوت واسرار ربوبیت کیا ہے؟	80
57	خواہشات نفسانی	82
58	مرتبۂ انسان کیا ہے؟	82
59	علم اور عشق	84
60	علم اور عقل، علم اور نفس۔	86
61	علم اور عرفان	87
62	عشق کیا ہے؟	88
63	عشق سلامت رہے۔	89
64	العشق ھواللہ	90
65	یہ کیا جانیں عشق کیا ہے؟	91
66	مظہر عشق کیا ہے؟، اور نماز عشق کیا ہے؟	92
67	جسمِ خاکی کی حقیقت	94
68	قرب وحضوری	95
69	انسان اور نفس	96
70	راز انسان	98
71	راز قلب وقالب	99
	﴿بابِ چھارم﴾	
72	اذکار کی حقیقت اور طریقہ جات	100
73	خوش الحانی اذکار، آواز کے اقسام	105
74	وجہ تخلیق اور خلقت	109

75	نور کیا ہے؟، عقل کیا ہے؟	111
76	ایمان اور کفر کیا ہے؟	112
77	حقیقت عرش	113
78	پیر خام اور اس کے اخلاق	113
79	کامل پیر ہادی ہوتا ہے۔	115
80	دل غافل کی حقیقت، اقسام علم معرفت	116
81	اپنے پیر کی نصیحت	122
82	عبادت نام ہے عرفان کا	123
83	حقیقت عالمِ ناسوت، ملکوت، جبروت ولاہوت	129
84	سوال: نماز کی تعریف کیا ہے؟	132
85	سوال: کفر وایمان کیا ہے؟	137
86	سوال: العلماء ورثة الانبیاء کیا ہے؟	140
87	نفس پر ظلم کسے کہتے ہیں؟	142
88	مقتصد کون ہے؟	142
89	گروہ سابقہ کون ہیں؟	142
	باب پنجم	
90	سوال: خلق الانسان فی احسن تقویم کیا ہے؟	145
91	وہ چھ علوم غیبیہ کیا ہیں؟	145
92	سوال: علم مافی الارحام کیا ہے اور طفل المعانی کسے کہا جاتا ہے؟	146
93	سوال: اولیاء اللہ کی زیارت کس لئے کی جاتی ہے۔	152

	باب ششم	
94	رمز فنا وبقا	157
95	وسیلہ کیا ہے؟	160
96	دیدار لقاء الٰہی کیا ہے؟	161
97	مراتب حضور کیا ہے؟	165
98	الفقر فخری، سلطان الفقر ہے	168
99	موت اور معرفت	171
100	اہل نظر پیر کا مقام	176
101	ناظر پیر کی توجہ	178
102	کامل توجہ کے فیوض	181
103	علم توجہ کا کمال	183
104	توجہ کی تاثیر	184
105	قلب صفا کیا ہے؟	185
106	استغفار نبی کیا ہے؟	186
107	مرشد کامل اور کنہہ کن	188
108	عالم دیدار جمال یار	196
109	تشریح عالم ناسوت، ملکوت، جبروت ولاہوت	197
110	معرفت وعلم غیب	200
111	تقرب الی اللہ کیا ہے؟	203
112	افکارِ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	206

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ المتجلیٰ علی المطیع والعاصی القریب من الدانی والقاضی الواحد لا بحساب الثالث والثانی الظاهر علی التانی والباطن علی الدانی لیس ظهوره خلاف بطونه ولابطونه ضد ظهوره حضوره غیبه غیبه حضوره ظهوره بطونه بطونه ظهوره وجوده شهوده کونه وجوده اللهم انت انت لست انت الا انت والمدح بلاطراء والصلوٰة والثناء با لربا والنما علیٰ محمد ن المصطفیٰ المختص المجتبیٰ بالقرب والدنی و علی آله اهل الذهد والتقیٰ وصحٰبه منازلة الظلام ومصابیح الدجیٰ وعترته الذین طهرهو اللہ تطهیرا.

ترجمہ: (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو جلوہ فرما ہے، فرمابردار، نافرمانبردار، نیک، گنہگار پر وہ قریب ہے نزدیک والے اور دور والے سے وہ ایسا ایک ہے جو دوسرے تیسرے کی گنتی میں نہیں آتا وہ ظاہر ہے دور والے پر اور باطن ہے نزدیک والے پر۔ اس کا ظہور اس کے بطون کے خلاف نہیں۔ اس کا بطون اس کے ظہور کا ضد نہیں۔ اس کا حضور اس کا غیب ہے اس کا غیب اس کا حضور ہے اس کا ظہور اس کا بطون ہے۔ اس کا بطون اس کا ظہور ہے اس کا وجود اس کا شہود ہے۔ اس کا ہونا، ہوجانا، ہست ہونا ہی اس کا وجود ہے۔ اے اللہ تو، تو ہے تیرے سواء کوئی نہیں تو ہی تو ہے۔ انتہائی تعریف طراء کے ساتھ، مبالغہ کے ساتھ۔ اور مدح وثناء (توصیف وخوبی) درود وسلام، ربا ونما کے ساتھ بہت ہی بلند فائدہ مند (فوائد عطا فرمانے والے) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپ مخصوص ہیں، برگزیدگی، نزدیکی اور تقرب خاص سے کہ آپ کی شان میں پروردگار تعالیٰ وتبارک فرماتا ہے کہ قاب قوسین اوادنیٰ ''مل گئی دونو کمانیں بلکہ قریب تر سے بھی قریب ہوگئیں'' آپ پر آپ کی ال پر جو صاحبان زہد وتقویٰ ہیں اور آپ کے اصحاب پر کہ دور کرنے والے ضلالت (گمراہی) کہ اور روشن ستارے ہیں ہدایت (صحیح راستہ پانے) کے۔ آپ کی عترت پر جن کو اللہ تعالیٰ نے پوری طرح سے پاک کیا، پاکی کے ساتھ پاک ومطہر ہیں۔

﴿باب اول﴾

آیت نور اور مختصر تشریح

امابعد! قوله تعالیٰ. اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے قندیل اور اس میں ایک چراغ اور چراغ فانوس میں اور فانوس گویا ایک روشن ستارہ ہے اور وہ روشن ہے مبارک درخت زیتون سے نہ وہ شرقی ہے نہ غربی ہے اگرچہ اس کو نہ چھوئے گی آگ وہ نور علی نور ہے) یعنی اللہ ہی آسمانوں آسمانی مخلوقات اور زمین زمینی مخلوقات کا نور ہے۔ معلوم ہوا کہ نور ہی ہر چیز، ہر عنصر اور ہر مخلوقات کی جانِ جاں ہے وہ نور کیسا ہے اور اس کو کس طرح پہچانیں؟ اللہ خالق کل نے ہر چیز کو ظاہر وباطن کے ساتھ تخلیق فرمایا ظاہر کو تشبیہ ومثال کہتے ہیں باطن کو معنی وحقیقت کمال کہتے ہیں اور حضرت انسان کے باطن کے سواء ہر مخلوق کے باطن کے لئے ایک حد مقرر ہے جو ناسوت ملکوت اور جبروت کا احاطہ کئے ہوئے ہے مگر حضرت انسان کی حقیقت لاہوت و لامکاں کی وسعت میں پوشیدہ ہے۔

اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے لہٰذا اس نور کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے مذکورہ آیت میں تشبیہی مثال پیش کی ہے۔ اس آیت نور میں اللہ جلّ شانہ نے اپنے نور کی مثال پیش کی ہے اس مثال کی حقیقت وتشبیہ کو سمجھنے کے لئے ایک مخصوص علم علمِ حاضرات وناظرات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس علم کو علمِ حاضرات وناظراتِ نور کہتے ہیں، اسی نور کے علم وعرفان پر یعنی مشاہدات پر اسلام وایمان کا

انحصار ہے یہی نور وسط قلب میں ایمان کی طرح منقش ہوجاتا ہے ایمان کے دیدار سے مؤمن کے نفس وروح مومن بن جاتے ہیں۔اسی علم حاضرات وناظرات سے کفر وشرک اور ایمان کے حقیقت کا علم حاصل ہوتا ہے یہ علمِ نورتوحید کے بحرِ بےکراں میں پوشیدہ موتی کی طرح ہوتا ہے جو بحرتوحید کا کامیاب غوطہ خور ہوتا ہے وہ اس گوہر مقصود کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اوّلُ ماَ خَلَقَ اللہ نُورِیُ یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا نیز فرماتے ہیں''انا من نوراللہ وکل خلائق من نوری '' اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر میرے نور سے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا! سبحان اللہ !ان محبّ ومحبوب کے دلائل سے نکتہ حاصل کرنے کی کوشش کریں تا کی اس معمہ نما سوال کا حل نکل آئے اور علم وتخلیق کا معنی واضح ہوجائے۔علم کا معنی ہے عرفان،اورعرفان کا معنی ہے قرآن،قرآن کا معنی ہے امّ الکتاب اور امّ الکتاب امت کے لئے ہے۔ امت کا معنی نبی کریم ﷺ کے ظاہری و باطنی دوقدموں کی پیروی کرنا۔معلوم ہوا کہ جو نبی کریم و کے ظاہر و باطن کی پیروی کرتا ہے اس کو امتی کہتے ہیں۔صرف قرآن کو پڑھکر مکمل پیروی کا اختیار کرنا بہت محال ہے کیونکہ قرآن میں اللہ ارشاد فرماتا ہے۔یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً وہ کتاب ہے جسکو پڑھ کر لوگ گمراہ بھی ہوجاتے ہیں اور ہدایت بھی پاتے ہیں گمراہی سے محفوظ رہنے کے لئے ہمیں سیرت اور سنّتِ مصطفٰے ﷺ سے مدد لینی ہوگی۔ورنہ انسان کا اسلام وایمان درہم برہم ہوجائے گا

جب اس پیروی میں ہم مکمل ہوجاتے ہیں تو اُمّ الکتاب کا معنی، کتابِ قلب میں روشن ہوجاتا ہے۔ ہرعلم، ہرکتاب کا معنی اک صاف شفاف نقطہ کی طرح روشن نظر آتا ہے۔کتاب قلب ہی کو دراصل ام الکتاب کہتے ہیں یہ ام الکتاب خالص نور ہے یہ قلب اور حقیقت قلب بیان سے باہر ہے، یہ قلب وہ ہے! جسے دونو عالم کی کوئی چیز سے گھیر نہیں سکتی مگر قلب دونو عالم کی ہر چیز ہر حقیقت کو گھیرے ہوئے ہے دراصل تمام کتب و صحائف اللہ کی جانب سے اسی قلب پر نازل کئے جاتے ہیں کیونکہ قلب اللہ کا ایک راز اور نور ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ۴۰ سال کی عمر میں کوہِ فاران کی چوٹی پر کھڑے ہوکر توحید اور رسالت کو پیش کرنے

سے پہلے خود کی ذات کو پیش کیا اور مکہ کے کفار ومشرکین سے دریافت فرمایا کہ میری ذات کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے، کفار اور مشرکین نے کہا آپ امین، سچّے، صادق، منصف اور انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا قولو الاالٰہ الااللہ یعنی توحید کو پیش کیا پھر رسالت کو پیش کیا یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے چالیس سالوں تک توحید ورسالت کو پیش کرنے کے بجائے خاموش رہتے ہوئے آخر کیوں؟ کفار ومشرکین کے درمیان اپنی سیرتِ مطہرہ کا مظاہرہ کیا؟ کیوں آپ غارِ حراء جاتے تھے اور کیا کرتے تھے؟ بقیہ سوالات کے جوابات علماء کرام دے چکے ہیں ان میں ایک سوال اہم یہ ہے کہ غار حراء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔سلف صالحین وفقہاء کرام نے ثابت کیا ہے کہ آپ وہاں اللہ کے ذکر کے ساتھ نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے غور طلب امر یہ ہے کہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے تلاوت قران جو ہر رکعت میں فرض ہے۔ابھی اعلان نبوت ہوا نہ قران نازل ہوا اور نہ نماز فرض تھی! تو آپ نے اپنے لئے نمازوں کی فرضیت کا جواز اور تلاوتِ قران کہاں سے اخذ کیا؟ کتابِ قلب سے اخذ کیا! وہ کتاب قلب جس میں شریعت، طریقت، حقیقت ومعرفت، لاہوت ولامکاں، کتب سابقہ وصحائف سماوی کے ساتھ ساتھ قران بھی روشن تھا۔ آپ کی سیرت وسنّت کے انوار بھی آپ ہی کہ قلب اطہر میں پوشیدہ تھے اس لئے کتابِ قلب کو اُمّ الکتاب کہا گیا ہے یہ اُم الکتاب کتابِ نور اور نور علیٰ نور ہے اس اُم الکتاب کے ایک نوری معجزہ کا نام قران ہے جو نور عکسِ کتابِ قلب ہے۔اور یہ قران کاغذ ومقدس کلمات کا مجموعہ ہے یعنی عنصر پر منقش کیا گیا ہے جس کو انسان تحریر کرتا ہے اس لئے عنصری کاغذ پر منقش شدہ کلمات کو آگ چھو سکتی ہے مگر اصل کو آگ چھو نہیں سکتی کیونکہ یہ اللہ سے منقش کردہ اُم الکتاب ہے جس کو کتاب قلب بھی کہتے ہیں! جاننا چاہیئے کہ قلب نور ہے نور نے نور کو منقش کیا ہے جسے نہ آگ چھو سکتی ہے نہ جلا سکتی ہے۔اس لئے کتابِ قلب کا عرفان انسان کو انتہائی ناگزیر ہوجاتا ہے کتاب قلب کا حافظ کبھی ٹھوکر کھا نہیں سکتا کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ کی نگہبانی میں ولی ہوتا ہے؟ کتاب قلب کے عامل کا ہر عمل قران ظاہر کے مطابق اور شریعت کی پیروی میں ہوتا ہے۔اللہ نور ہے اور اللہ کا نور غیر مخلوق ہے قران بھی غیر مخلوق ہے! اگر غیر مخلوق قران کو مخلوق انسان تحریر کرتا ہے اور نذرِ آتش کرتا ہے تو

عنصر قرطاس جل جاتا ہے اور حروف قرآن کتابِ قلب کی طرف اٹھا لیئے جاتے ہیں! کیونکہ حروف وکلمات غیر مخلوق سے ہیں اور غیر مخلوق ہیں! اس بحث کے تناظر میں ہمیں دو طرح کے علوم حاصل ہو رہے ہیں ایک علمِ تقلیدی اور ایک علمِ تحقیقی۔ معلوم ہونا چاہیے کہ علمِ تحقیقی علمِ تقلیدی سے افضل واعلیٰ ہے۔ لہٰذا سالکین راہِ خدا اسی علمِ تحقیقی کے تلاش میں مردانِ خدا کے دروازوں پر اپنے علومِ تقلیدی، حسب ونسب، جاہ ومرتبہ، عزت و شہرت کی گٹھریاں مردانِ خدا کے قدموں میں ڈال دیئے ہیں اور اس کے حصول کے لئے اپنی عمریں صرف کر دیتے ہیں۔

سچ اور سچّے کی تلاش:

"الٓمٓ ذَالک الکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ،، (ترجمہ) الم یہ وہ کتاب ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں۔ ال کی تخصیص کے ساتھ "م،، نور ہے اور یہ نور اسم محمدی ﷺ ہے۔ یعنی اے نور محمدی ﷺ یہ وہ کتاب ہے جس میں متقین کیلئے ہدایت ہے۔ اے طالب اللہ! متقی تقوی سے ہے اس کا معنٰی ڈرنا ہے۔ متقی اسے کہتے ہیں جو صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کسی چیز سے بھی نہیں ڈرتا! اگر اللہ سے بھی ڈرتا ہے اور ماسویٰ اللہ سے بھی ڈرتا ہے تو دو ہستیوں کا اثبات کرتا ہے، دو ہستیوں کے اثبات کے درمیان خود کو پاتا ہے اور خود کی ہستی پر مہرِ تصدیق ثبت کر کے تین ہستیوں کے ہونے کا یقین ظاہر کرتا ہے۔ اب یہاں شرک وبدعت کے مریضوں سے پوچھنا چاہیئے کہ اللہ سے ڈرنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود وہ غیر اللہ سے کیوں ڈرتے ہیں؟ اگر وہ غیر اللہ سے ڈرتے ہیں؟ تو اس کتاب کو کیوں ہاتھ لگایا جو صرف اللہ سے ڈرنے والوں کی ہدایت کا سرچشمہ ہے! اس ابتدائی آیت ہی میں اللہ نے ایمان کا پیمانہ عطا کیا ہے بس ذرا خود کو جانچ لینے کی ضرورت ہے۔ اس حال میں انسان کیا کرے؟ "کُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ، تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ! آج کی دنیا میں ہمارے باہر سچے کہاں تلاش کریں؟ آج کے حالات میں وہ صادقین کی جماعت والے کہاں ہیں؟ وہ مقامِ صدق کے فائز حضرات کہاں ہیں جن کے ساتھ ہم ہوسکیں۔ ہاں وہ حضرات تا قیامت اس زمین پر موجود رہیں گے مگر ہماری آنکھیں ان کو نہیں پاسکتی! کیونکہ وہ اللہ کے دوست

ہوتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے "اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری،، میرے اولیاء میری قبا میں پوشیدہ ہوتے ہیں جن کا علم میرے غیر کو نہیں ہوتا! معلوم ہوا کہ ہم اپنے باہر خدا کی قباء میں پوشیدہ صادق ولی اللہ کو نہیں پہچان سکتے تو اب یہاں صرف ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ ہم انہیں زمین کے اوپر نہیں زمین کے اندر یعنی قبروں میں تلاش کرنا ہوگا یا قبروں کا رخ کرنا ہوگا، اب یہاں ہر کوئی تو جا نہیں سکتا کیونکہ اسلام کے لیبل کے ساتھ ہمارے درمیان لاکھوں ایسے انسان بھی ہیں جن کے یہاں ان اہل قبور، سچوں کے پاس جانا مدد مانگنا وغیرہ شرک ہے!

لاکھوں انسان ایسے ہیں جن کے نزدیک سچوں کی قبروں سے مدد مانگنا اور جانا باعثِ ثواب ہے اور وہ جاتے بھی ہیں مدد بھی مانگتے ہیں! لیکن کس قسم کی مدد؟ وہ اللہ کے سچے دوستوں سے دنیوی امور میں مدد مانگتے ہیں بے شک اللہ کے دوست انہیں وہ عطا کرتے ہیں جس کی طلب میں وہ آتے ہیں سبحان اللہ! ان سچوں کو یہ بھی اختیار ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "من له المولیٰ فله الکل" جو اللہ کا ہو گیا سب کچھ اسی کا ہو گیا! وہ عطا بھی کرتے ہیں اور در سے لوٹا بھی دیتے ہیں! یہ سب کچھ پانے کے باوجود ایک سوال اپنی جگہ برقرار رہتا ہے کہ ہم نے اللہ کے سچے دوست سے کیا مانگا؟ کیا ہم نے اللہ سے ڈرنے کا علم مانگا؟ کیا ہم نے وہ تقویٰ مانگا جو اللہ کو پسند ہے؟ کیا ہم نے وہ سچائی مانگی جو اللہ کو پسند ہے ہم نے اللہ کے سچے دوست سے وہ چیز مانگی جو اللہ کو مطلق ناپسند ہے خود ارشاد فرماتا ہے "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ" آپ ﷺ فرما دیجئے کہ دنیا کا سرمایہ تھوڑا سا ہے یہ دنیا کیا ہے؟ "الدنیا کلهم ظلمة'] دنیا سراسر ظلمت ہے۔ اللہ کا سچا دوست نوری ہوتا ہے کیونکہ اللہ خود نور ہے اور نور ہی نور کا دوست ہوتا ہے! نور سے ظلمت کا طلب کرنا کیا یہ مضحکہ خیز معلوم نہیں ہوتا؟ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "الدنیا ملعون و بما فیه،، دنیا اور دنیا کا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے "کُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" سچوں کے ساتھ ہو جاؤ! کیا ہم سچوں کے پاس اپنے مقاصد، مرادوں کی تکمیل کیلئے جانے سے سچوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں؟ سچوں کے پاس جانا اور ہے سچوں میں گنا جانا سچوں میں سے ہو جانا اور ہے۔

انسانی عقل ان نکات پر غور نہیں کرتی اگر یہ نکات سچ بن کر کہیں سامنے آتے بھی ہیں تو سچائی کا

جھٹلانا بھی تو دشوار ہو جاتا ہے۔اس حال میں ایک اللہ کا بندہ کرے تو کیا کرے؟ اپنے باہر سچائی اور سچوں کی تلاش کرتے ہیں تو الجھنے کا خطرہ رہتا ہے۔"کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ،، !تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ! سچائی اور سچے اگر ہمیں اپنے باہر نہیں ملتے تو ہمیں اپنے آپ پر نظر ڈالنی ہوگی! حدیثِ پاک میں آیا ہے "من عرف نفسہ" اپنے آپ کو پہچان! اے حضرت انسان اپنے آپ کو پہچان کہ تو خود عالم کبیر ہے تیرے باہر جو کچھ ہے وہ تیرے اندر کے اصل اور اصول کے پیکر ہیں، یہ تیرے اندر کی قوتوں کے مظاہر ہیں تصویریں ہیں فانی ہیں اور فانی تصویروں میں سچائی کی تلاش کیا کرے گا! سچائی حق ہے اور حق لافانی ہے اپنے وجود پر نظر ڈال اور دیکھ کہ تو خود فنا اور بقا کا ایک پتلا ہے، تیرا ظاہر فانی ہے، تیرا باطن لافانی ہے تیرا ظاہر نفس ہے اور یہ نفس کا انجام "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے! یہ کہاں کہا گیا ہے کہ "کل روح ذائقة الموت" ہر روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے! معلوم ہوا کہ روح حق ہے اور حق سے ہے، روح سچ ہے اور اسے سچائی کی تلاش ہے، روح سچ اور حق کے سوا کسی چیز کو قبول نہیں کرتی! جسم فانی ہے اور فانی چیزوں کی محبت میں گرفتار ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کل شیءٍ یرجع الیٰ اصلہٖ" ہر چیز اپنی اصل کی جانب رجوع کرتی ہے۔تیرے جسم کی اصل عناصر ہے اور عناصر کے مجموعہ کا دوسرا نام دنیا ہے جسم دنیا کی چیز ہے دنیا سے محبت کرتا ہے۔روح حق کی چیز ہے حق سے محبت کرتی ہے۔ارشاد ربانی ہے " فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ،، یعنی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور ذرہ برابر بھی بدی کرے گا تو حساب لے گا۔تیرے قلب و روح اگر سچے ہیں تو ان کے نیک اعمال کا صلہ دے گا اگر جھوٹے ہیں تو گرفت ہوگی۔اس طرح تیرے وجود یا قالب کا معاملہ ہے اگر یہ حق پرست ہے تو حق کی طرف رجوع کرے گا اگر یہ غیر حق کی طرف رجوع کرے گا تو سزا پائے گا! یہ کیسے معلوم ہو کہ تیرے وجود میں کیا سچ ہے کیا جھوٹ ہے یا تیرے وجود کے کون کون اعضاء سچے ہیں کون کون اعضاء جھوٹے ہیں! اللہ حسیب ہے اس کے حساب لینے سے پہلے تو خود کا محاسبہ کر لے مثلاً تیرے ہاتھ کس طرف اٹھتے ہیں، تیرے قدم کس راہ میں چلتے ہیں، تیرا دماغ، تیری عقل تجھ سے کیا کام لینا چاہتی ہے؟ تیرا علم تجھ سے کیا چاہتا ہے، یا

تیرے علم کے تقاضوں میں حق ہے یا غیر حق، تیرا علم حق کی طرف رجوع کر رہا ہے یا غیر حق کی طرف؟ تیرے اعمال حق کی خوشنودی کیلئے ہیں یا غیر حق کی خوشنودی اور شہرت کیلئے ہیں؟ تیرے اعمال کہیں تیرے علم کے خلاف تو نہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ،، وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے، نیز دوسری جگہ ارشاد پاک ہے تم دوسروں کو نصیحت کرتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔اے اللہ کے بندے اس دنیا میں تیرے دو بہترین دوست ہیں جن کی مدد سے تیری بسائی ہوئی دنیا آباد ہے تیری زبان اور تیرا دل! اب ذرا ان کا بھی امتحان لے اور دیکھ کیا تیری زبان تیرے قلب کی ترجمان ہے یا صرف علم کی ترجمان ہے؟ اگر تیری زبان تیرے علم اور قلب کے خلاف ہے تو یہ سراسر نفاق ہے اور نفاق منافق کی علامت ہے۔یا اگر تیرا قلب تیرے علم اور زبان کے خلاف ہے تو سمجھ لے یہ تیرا دل دل نہیں خواہشات کا بتکدہ ہے اور بت کی پرستش سے انسان مشرک ہو جاتا ہے۔فی الواقع اگر ایسا ہی حال ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر سچے دل سے توبہ کر اور دل کو علم سے، علم کو زبان سے، جدا کر دے کیونکہ یہ تیرے دوست نہیں دشمن ہیں۔تیرے غیر نفع بخش علم کو دریا برد کر دے، کورا کاغذ ہو جا! اب صرف تیرے پاس ایک دل رہ جائے گا اب دل سے تنہائی میں پوچھ اسے کیا چاہئے حق یا غیر حق؟ "کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ،، یہ سچوں کے ساتھ ہو جانا چاہتا ہے یا جھوٹوں کے ساتھ جھوٹا ہونا چاہتا ہے؟ اگر یہ گواہی دے کہ میں سچوں کے ساتھ ہونا چاہتا ہوں تو اپنے اندر تلاش کر کہ سچا کون ہے؟ تجھے تیری روح آواز دے گی میں سچی ہوں سچوں کے ساتھ ہونا چاہتی ہوں!

بس روح کے ساتھ ہو جا! کیونکہ یہ حق کو پہچانتی ہے؟ حق کو دیکھ کر حق کے سامنے حق سے وعدہ کر کے آئی ہے! الست بربکم۔کے جواب میں تیری روح نے "بلیٰ" کہا تھا یعنی ہاں بے شک تو ہمارا رب ہے، تو سچا ہے تو حق ہے۔بس اب روح حق سے حق کو پہچان! اب تجھے معلوم ہوگا کہ اب تک تو جو اپنے باہر کی دنیا میں کھویا ہوا تھا وہ سب کچھ باطل تھا کیونکہ تیرے باہر تیری ہی اندرونی قوتوں کے مظاہر ہیں اور مظاہر پرستی شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ خود پرستی ہے! الغرض تو سراپا نفس ہے روح کو کس طرح پہچانے گا؟ جا کسی روحانی رہبر کے پاس چلا جا تا کہ تجھے بتا دے کہ روح کیا ہے؟ یہ روح ایک نور ہے اور یہ نورِ عقلِ قلب

ہے۔اب جسمانی عقل یعنی نفس سے نہیں بلکہ قلبی عقل سے خود کو پہچان ! تیرے باہر کئی روحانی رہبر ہوتے ہیں یہ کئی سلاسل حقہ سے منسوب ہوتے ہیں،تو مریض ہے یہ تیرا علاج کر کے تیری روح کو محوِ سفر کردیں گے نفخت فیه من روحی !اس ارشاد ربانی کے مطابق ''میں نے اپنی روح پھونکی'' یہ روح اللہ کی جانب سے ہے تجھے اس روح سے آشنائی حاصل ہوگی !اور یہاں سے تیرا روحانی سفر آسان ہوجائے گا۔

اے طالب اللہ!روحانی رہبر کی ہمنشینی میں تیرا یہ نیک اور مبارک سفر شروع ہوگا!ارشاد ربانی ہے ''یَهْدِی اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ یَّشَاءُ،، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔مذکورہ آیت میں اللہ نے نور کی طرف ہدایت کا وعدہ فرمایا ہے کہ تیرے اندر یہ نور کیا ہے؟ یہ نور حق ہے اور اس کو قلب اور ذات انسانی کہتے ہیں،ذاتِ انسانی کیا ہے؟''ان اللّٰه خلق آدم علیٰ صورته،،(حدیث قدسی) اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا !قلب آدم ہے! آدم اللہ کا نور ہے یہ نور ہوکر انسان بن جاتا ہے لہٰذا ارشاد فرماتا ہے''الانسان سری وانا سره،،(حدیث قدسی)انسان میرا راز ہے میں انسان کا راز ہوں! سبحان اللہ یہ ہے حضرت انسان کا مرتبہ!یہ قلب کیا ہے؟''قلوب المؤمنین عرش اللّٰه تعالیٰ''مؤمن کا قلب اللہ کا عرش ہے اور عرش نور ہے اور اس عرش پر کلمہ طیب لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه' لکھا ہوا ہے۔ الا الٰه الااللّٰه کیا ہے؟اسلام ہے۔محمد رسول اللّٰه کیا ہے؟ایمان ہے۔نیز ارشاد ربانی ہے'' اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ،، اللہ جسے چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام (لا اله الااللّٰه) کیلئے کھول دیتا ہے اور اس میں ایک نور (محمد رسول اللّٰه) کو نمودار کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مسلمان کا قلب اسلام اور ایمان کے انوار سے مزین ہوتا ہے۔یہ کب ہوتا ہے جب اللہ چاہتا ہے!یہاں قلب مکمل نور بن جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے'' اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ،،یعنی اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش فرمادیا ہے۔

پس اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے یہ نور نورِ قلب ہے،اور قلب (اس کی شان کے مطابق)اس کی صورت ہے۔معلوم ہوا کہ سالک کی روح کو قلب کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ یہاں پہنچ کر بندہ علم سے عاری مگر عارف قلب ہوجاتا ہے۔جب سالک صاحبِ قلب ہوجاتا ہے تو قلب

سے چلنا شروع کرتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے'' یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَاءُ،،اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کرلیتا ہے۔اے طالب اللہ!اللہ جب قلب کو اپنی رحمت سے خاص کرلیتا ہے تو رحمت کے رازوں کو اس پر فاش کردیتا ہے اور رحمت کے انوار کی حقیقتیں سالک پر آبِ باراں کی مانند برستی رہتی ہیں۔

قرآن اور حقیقت قرآن:

(ا) سوال:۔قرآن کا ظاہری و باطنی معنٰی اور حقیقت کیا ہے؟

جواب:۔قرآن کا ظاہری معنٰی قرأت سے ہے مجموعی طور پر بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے جس کو اقراء یعنی قرأت سے اخذ کیا گیا ہے مگر اس کا باطنی معنٰی حیرت انگیز ہے! ملاحظہ فرمائیے قرآن قاف،راء،الف،نون (منفرد حروف) یہاں غور فرمائیے یہ تمام حروف حروفِ مقطعات ہیں اور حروف مقطعات وہ اللہ کے خاص علوم ہیں جو صرف خواص کو عطا کیے جاتے ہیں۔حرف''ق'' کو وہ قاف کے اشارے کے ساتھ اللہ کی ذات اور لاھوت ولامکاں سے متعلق ایک نور ہے اسی نور سے متعلق من عرف نفسه فقد عرف ربه کہا گیا ہے اسی نور کے مظاہر تمام انبیاء کرام اور اولیاء عظام ہیں اسی نور سے ذات انسانی اور قلب انسانی کا ظہور ہے اسی نور سے توحید،روح اور روح اعظم یعنی روح قدس کا ظہور ہے! اسی نور کو'' العلم نورٌ'' علم ایک نور ہے کہا جاتا ہے اور یہ علم علم الٰہی ہے۔اسی نور کو انسان کامل کہتے ہیں،اسی نور کو نور الٰہی کہتے ہیں، اسی نور کے حصول کے بعد نفسه و ربه کا معمہ حل ہوجاتا ہے اسی نور کو نور حق کہتے ہیں۔اسی نور کے متعلق نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا''من رأنی فقد رأی الحق''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔اسی نور کے مظہر کو یعنی علم کو اللہ نے لاھوت کے مقام قاف سے مقام راء یعنی جبروت کے قوتوں والے قلم کے حوالے کیا! جبروت کے قلم سے احدیت کے الف کی حقیقت کے علوم کو قرطاس ملکوت پر تحریر کر کے لوح محفوظ قرار دیا! لوح محفوظ سے نور قرآن کو ذاتِ والناس کے لئے عقل محمدی ﷺ کے مظہر یعنی حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ اپنے محبوب ﷺ پر نازل فرمایا۔اس لئے لفظ قرآن کا آخری حرف نون ہے اور قرآن کی آخری صورت بھی''ناس'' ہے۔معلوم ہوا کہ قرآن نور ہے نور سے نور ہی مستفید ہوسکتا ہے نہ کہ نار!

حضرت انسان میں قلب وروح نور ہیں اور عناصر نار ہیں۔ لہٰذا قرآن کا نزول حضرت انسان کے قلب وروح کی اصلاح کیلئے ہوا ہے۔ جو انسان قلب وروح کو نہیں پہچانتا وہ عناصر میں الجھ کر قرآن کے انوار وہدایت سے محروم ہو کر ٹھوکر کھا جاتا ہے اور من گھڑنت تاویلات کے ذریعے گمراہ ہو جاتا ہے۔ قرآن قدرت الٰہی کے علوم وافعال کو چار درجات میں منقسم کرتا ہے (۱) لامکاں ولاھوت (۲) جبروت (۳) ملکوت (۴) ناسوت۔ معلوم ہوا کہ قرآن پہلے درجہ سے چہارم درجہ میں انسان کی رہبری کیلئے نازل ہوا ہے۔ لہٰذا ناسوتی انسان کو چاہئے کہ وہ قرآن کی رہبری میں ناسوت سے ملکوت کی طرف اور ملکوت سے جبروت کی طرف اور جبروت سے لاھوت حق کی طرف سفر کرے۔ قرآن چاروں درجات پر محیط ہے قرآن تمام درجات کے علوم کا جامع ومخزن ہے اور ہادی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر لوگ ہدایت پاتے ہیں اور گمراہ بھی ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے ارشاد گرامی ہوا **یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً** یہ وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر اکثر ہدایت پاتے ہیں اور اکثر گمراہ بھی ہوتے ہیں۔ اور پھر اسی کتاب کی ابتداء میں ہدایت کا ایک پیمانہ بھی اللہ رب العزت نے عطا فرمایا اور فرمایا "**الم ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ**" یعنی "الم" یہ وہ کتاب ہے جس میں متقین کے لئے ہدایت ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے علم کے مطابق متقی کسے کہتے ہیں؟ تقویٰ کیا ہے؟ جاننا چاہئے کہ علم اور فتویٰ کا تعلق انسان کے ظاہر اور ظاہری عناصر سے ہے تقویٰ کا تعلق حقیقت میں انسان کے اسلام اور ایمان سے ہے! علم اور فتویٰ انسان کے ظاہر کو مسلمان بناتے ہیں۔ تقویٰ اتقوا سے ہے یعنی ڈرنا ہے جب بندہ حقیقت میں مسلمان اور مؤمن بن جاتا ہے اس کے دل میں تقویٰ نام کا ایک نور نمودار ہوتا ہے بس اس نور کے لئے نور قرآن مفید ہے۔ ورنہ مجازی معنٰی سے ایک عام انسان کچھ بھی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ایسا شخص قیامت تک حقیقی معنٰی سے بھٹکتا ہی رہے گا۔ کیونکہ اپنی عناصری عقل سے معنی اخذ کرنے کی کوشش کر ڈالی! اور یہ عناصر کی عقل عیار ہوتی ہے اسی عقل کی طرف علامہ اقبال نے اشارہ دیا ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بدلتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملّا نہ زاہد نہ حکیم

سوال: **بسم اللہ الرّحمن الرّحیم** کی حقیقی وباطنی تفسیر کیا ہے؟

جواب: **بسم اللہ الرحمن الرحیم** میں تین اسماء گرامی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اسمِ اللہ، اسمِ رحمٰن اور اسم رحیم۔

اسم اللہ کیا ہے؟

اسم اللہ اسم ذات ہے اور ذات کا مقام لاھوت ولامکاں ہے یہاں ذات نور علیٰ نور ہے یہاں اسم ومسمّٰی یعنی اسم بہ مسمّٰی ہے یہاں توحید کا نور ہے! یہاں انبیاء اور اولیاء کی حقیقت کا نور ہے! یہی **کنت کنزاً مخفیاً** کی حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ اسی مقام میں انسانیت کو معراج وعروج حاصل ہوتے ہیں اسی مقام میں انسانیت کو کمال حاصل ہوتا ہے اسی مقام میں انت انا و انا انت کا معمہ حل ہوتا ہے بس مقام کا رسیا حاضر و ناظر پیر ہونا چاہئے۔ اسی مقام کے کمال کو حاصل کرنے کا نام کامل پیر ہے! ورنہ نقص ہی نقص ہے۔

صفتِ الرحمٰن کیا ہے؟

ذات لاھوت یعنی الاھوت، صفت رحمٰن اخذ کر کے مقام جلال جبروت میں آئی! یہ مقام انتہائی قوتوں کا مقام ہے۔ تمام قوتوں نے صفت رحمٰن کی رحمانیت کو تسلیم کیا یہاں ارشاد ربانی ہے، **ان اللہ علیٰ کل شیءٍ محیط** بے شک اللہ کی وہ ذات ہے جو مقام جبروت میں صفتِ رحمٰن کے ساتھ جلوہ فرما ہو کر تمام اشیاء پر محیط ہے۔

صفتِ الرحیم کیا ہے؟

ذات لاھوت جبروت کے جلال کے ساتھ ملکوت کے مقام جمال میں آئی تو ناسوت میں اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائی۔ نظر جمال کے ساتھ وہ مقامِ جمال میں رحیم ہے! اس لئے ہر گنہگار کو گرفت یہاں فوراً نہیں ہوتی مقام ملکوت کیا ہے؟ عالم عقول ہے۔ یہاں ملکوتی اور ناسوتی قوتوں یعنی عقول کو تحریک ملتی ہے آج

کی دنیا اور دنیوی علوم جدید ایجادات و معاملات کی جو تحقیقات ہو رہی ہیں یہ سب کچھ عالم ملکوت کی مرہون منت ہیں ناسوت ملکوت سے تعلق رکھنے والی ہر چیزوں کو یہاں کرنے اور نہ کرنے کا ایک مختصر اختیار حاصل ہے اسی مقام کے تعلق سے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے ''فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ و من یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ'' وہ ذرہ برابر نیکی کو بھی دیکھتا ہے اور ذرہ برابر کی بدی کو بھی دیکھتا ہے۔

رحمت کیا ہے؟

بندے کا علم عالمِ ناسوت کا گواہ ہے! بندے کا عمل عالمِ عقول یعنی ملکوت کا گواہ ہے بندے کا عشق عالَم بالقویٰ یعنی جبروت کا گواہ ہے! جب بندہ علم سے چلتا ہے تو اپنے باہر بھٹک جاتا ہے، جب بندہ عمل سے چلتا ہے تو عقل کی کاریگری سمجھ میں آتی ہے۔ یہاں بھی بسا اوقات دھوکا ہو جاتا ہے۔ جب بندہ عشق سے چلتا ہے تو عالَم بالقویٰ قوتوں کا مقام یعنی جبروت میں پہنچ کر دیکھتا ہے کہ یہاں اس کی راہ میں کیسی کیسی قوتیں حائل ہیں۔ بس ملکوت اور جبروت میں اللہ کی رحمت رہبری کرتی ہے۔ ورنہ بندہ کو اس مقام سے رہائی پانا انتہائی دشوار ہو جاتا ہے۔ انہیں دو مقامات کے تعلق سے پیران پیر سرکار غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا الملکوت والجبروت شیطانان یعنی ملکوت و جبروت یہ دو مقامات سالک کے لئے دو شیطان کے مانند ہیں۔ اس مقام سے سالک کو صرف رحمتِ باری تعالی ہی نکال سکتی ہے۔ رحمت کیا ہے؟ اس کا دستِ جمال ہے اس کا اس کا دست جمال جب دستگیری کے لئے اٹھتا ہے تو جبروتی قوتوں سے سالک آزاد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مقام جلال میں پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں مرشد کامل ہی دستِ جمال کا مظہر بن کر رہبری کرتے ہوئے سالک کو کامیاب گذار دیتا ہے اور وہ منزل حق کی طرف نور بن کر حق کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔

سالک میں ملکوت اور جبروت:

ہمارے باہر جسم اور جسمانی دنیا سے متعلق ہمارا ناسوت ہے۔ دماغ میں مقام ملکوت عالم عقول بن کر

موجود ہے۔ دماغ سے متعلق حرام مغز کی بتی (Spinal cord) یعنی صلب پشت کی ریڑھ کی ہڈی کے اختتامی مرکز کے نیچے مقعد سے ذرا اوپر ایک تکونی رگ و ریشوں کا گچھا ہوتا ہے جہاں ہزاروں لاکھوں اقسام کی قوتیں بہتی رہتی ہیں ترنگیں لہریں اٹھتی ہیں۔ ان میں عجیب عجیب قوتیں ہوتی ہیں یہ بیدار ہو کر سالک کے حوالے ہونا چاہتی ہیں یا یہ سالک کو مقید کر لینا چاہتی ہیں سالک اگر چاہے یہاں کشف القلوب کشف القبور کے علوم شفاء و تاثیر کے فنون حاصل کر کے کامیاب کرامت باز بن سکتا ہے۔ مگر سالک کیلئے یہ مقامِ زوال ہے یہاں سے نکلنا سالک کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ اس مقام کی نجات پر اس کی نجات اخروی کا انحصار ہے۔

ارشاد ربانی ہے ''ماقدر و اللہ حق قدرہ'' یعنی انہوں نے اللہ کی وہ قدر نہ کی جو اس کا حق ہے۔ سالک جب علم اور عقل کے حدوں سے گذر کر قوتوں کو شکست فاش دے کر اللہ کی قدر قلب سے کر کے اس کی قدرت کی قید سے رہائی پاتا ہے تو ملکِ عظیم یعنی ملکِ قلب میں داخل ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَ یُحِبُّھُم وَ یُحِبُّونَہٗ'' یعنی وہ انہیں چاہتا ہے اور وہ اسے چاہتے ہیں! سبحان اللہ قلب کا مقام! یہ مقام کونوا مع الصدقین سچوں کے ساتھ ہو جاؤ کے مطابق سچوں سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام حضرات فی مقعد صدق یعنی اس کے پاس اچھے ٹھکانے ہیں۔ کے مرتبہ میں ملتے ہیں۔

فی مقعد صدق کا مقام کیا ہے؟

اس کے پاس اچھے ٹھکانے ہیں۔ یہ ٹھکانے کیا ہیں؟ ولایت کے درجات ہیں اور ولایت کے درجات ستائیس ہیں اور یہ تمام درجات ایک نبی میں ودیعت کیے جاتے ہیں۔ ولایت کے ستائیس درجات قرآن کے ستائیس حروف کی منزلیں ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ''اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِینَ اٰمَنُوا یُخرِجُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ'' یعنی اللہ مومنوں کا دوست ہے (ولی ہے) جو عناصر کے وجود کی ظلمت سے نکال کر اپنے نور کی طرف (یعنی قلب) کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ یہ ٹھکانے کس طرح حاصل ہوتے ہیں؟ جب سالک مجلسِ محمدی ﷺ میں پہنچتا ہے تو نبی کریم ﷺ کی عطا و نوازش سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہاں پہنچنے

کے بعداس حدیث پاک کے مطابق ’’من رأ نی فقد رای الحق،، جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا کا منظر سامنے آتا ہے ۔کیونکہ اللہ کو تنزیہہ میں کوئی نہیں دیکھ سکتا صرف مظہر میں ہی دیکھ سکتا ہے ۔یہ حقیقت بھی ہے کہ ہمارے گھروں میں موجود بجلی کو اس کے تاروں میں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ چھو سکتے ہیں بس آلات کے سہارے یا مظاہر میں دیکھ سکتے ہیں۔ ورنہ بجلی کی ماہیت کو کون دیکھ سکتا ہے!

ان مقامات کا حصول کس طرح ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ’’لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْت‘‘ **لایعنی ملکٌ مُقربٌ ولا نبیٌ مُرسلٌ** (اللہ کے ساتھ میرا ایک وقت ہوتا ہے جہاں نہ فرشتہ ہوتا ہے نہ نبی مُرسل ہوتا ہے) اس وقت کو دو نمازوں کے درمیان تلاش کرنا چاہیئے یعنی مراقبہ کرنا چاہئے ! مراقبہ کی بہترین صورت اختیار کرنے کے بعد سالک لی مع اللہ وقت میں پہنچتا ہے۔ یہ مقام نبی کریم ﷺ سے پہلے صرف انبیاء کرام کیلئے مخصوص تھا! اللہ کی رحمت سے اور آقائے نامدار ﷺ کے طفیل سے امتی کیلئے بھی مخصوص کیا گیا ہے ۔لہٰذا سالک جب اس مقام میں پہنچتا ہے تو وہاں نہ دن رات ہوتے ہیں نہ جہاتِ ستہ ہوتے ہیں حتٰی کہ وہ خود بھی نہیں ہوتا صرف خدا ہی ہوتا ہے۔ اس مقام کے اشارہ کو سمجھنے کی کوشش کریں یعنی خود کی نفی اور خدا کے اثبات کے بعد کے وقت کو **لی مع اللہ وقت** کہتے ہیں!

سالک جب اس مقام سے گذر جاتا ہے تو مجلس محمدی ﷺ میں پہنچ جاتا ہے۔ اس مقام تک پہنچنے سے پہلے سالک مقام توحید میں یعنی مقام لا الہ الا اللہ میں ہوتا ہے اور یہ مقامِ ولایت ہے۔ اور اللہ یہاں الـلـه ولی الذین امنو ،اللہ مومنوں کا دوست ہے۔ دوست بن کر ملتا ہے۔ جب سالک اس مقام سے یعنی مقامِ توحید و ولایت سے گذر جاتا ہے تو مجلسِ محمدی ﷺ میں داخل ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ **لا الـه الا الـلـه** کلمۂ توحید مقامِ جلال ہے اور **محمد رسول اللہ** مقامِ جمال ہے۔

اے سالک راہ خدا:

کیا تو جانتا ہے تیری تخلیق کا منشاء کیا ہے؟ اللہ نے تجھے اپنے لئے اور ساری قدرت کو تیرے لئے

پیدا کیا ہے۔ تیرے لئے جو پیدا ہوئی ہے اس کا فرض یہ ہے کہ وہ تیری فرماں برداری کرے اور تجھے چاہئے کہ تو خدا کی فرماں برداری کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ’’لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃٌ،، نیکی کرنے والوں کیلئے نیک صلہ اور اس سے زیادہ بھی۔ سبحان اللہ! اللہ جسے چاہتا ہے یہ نعمتیں عطا فرماتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ’’**من سعد فی بطن امہٖ من شقیٰ فی بطن امہ**،، جو سعید ہے وہ ماں کے بطن سے ہی سعید آیا جو شقی ہے وہ ماں کے بطن سے ہی شقی آیا ! سعید کے مراتب کو شقی کیا جانے! سعید مستانِ الست سے بادۂ الست پیتا ہے۔ نیز ’’**و سقٰھم ربھم شراباً طھوراً**،، یعنی ان کا رب انہیں شراب طہور پلاتا ہے۔

شراب طہوراً کیا ہے؟

عشق الٰہی کی پاکیزہ مستی ہے، اس شراب کے پینے کے بعد عاشق واصل ہو جاتا ہے۔ ایسے کو نہ خود کا ہوش رہتا ہے نہ خدا کے غیر کا! انت انا وانا انت ،تو میں ، میں تو ہو جاتا ہے۔ مشاہدۂ دائمی میسر آتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’**واذا رأیت ثم رأیت نعیماً وملکاً کبیراً**،، جب تم دیکھو گے تو دیکھو گے وہاں کی نعمتیں اور ایک ملک عظیم! سبحان اللہ یہ سب کچھ ملک قلب میں داخل ہونے کے بعد میسر آنے والی نعمتیں ہیں۔ یہ تمام مراتب حضرت عشق کے فیض و فضل سے حاصل ہوتے ہیں!

حضرت عشق کا راز:

’’کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ،، میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ خود کو پہچانوں، اس لئے خلقت کو پیدا کیا۔ حدیث قدسی) کل موجودات کے وجود سے پہلے ذات **الأن کما کان** ،، وہ آج بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا وہ اس مرتبہ میں شان صمدیت کے ساتھ خود سے ،خودی سے ،علم وشعور سے ،ہر چیز سے بے نیاز اور ہر اس چیز کی تخلیق سے جس سے نیاز مندی ثابت

ہوتی ہے، اس سے بھی بے نیاز، اپنے نام ونشان پہچان وعرفان، علم وارادہ، ذات وصفات کے اظہار سے بے نیاز آج بھی ویسا ہی بے نیاز ہے جیسا پہلے تھا! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اگر اپنی شان صمدیت کے ساتھ آج بھی اگر ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا تو یہ سب کچھ کل موجودات کس طرح وجود میں آئے؟ کس نے وجود میں لایا؟ آخر یہ راز کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ بے شک الأن کما کان (حدیث قدسی) ''وہ آج بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا'' ذات الأن کما کان میں حضرت عشق بھی مست ومخمور بے نیاز تھے، حضرت عشق بیدار ہو گئے اپنے ہونے کا احساس اور علم آیا حضرت عشق نے فرمایا، میں اب تک ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، پس آپ کو اپنے آپ سے محبت ہوئی علم آیا تو ارادہ فرمایا کہ اپنے آپ کو پہچانوں اور پہچانا جاؤں اس لئے آپ نے پہچان کیلئے اپنا نام رکھ لیا ''اللہ،، اسم اللہ کو مسمّٰی بن کر دیکھا تو اسم اللہ نور نظر آیا نور سے محبت ہوئی پھر محبت کی نظر سے نور کو دیکھا تو نورالانوار، نورٌ علی نورٍ نظر آیا تو اس نور کا نام محمد ﷺ رکھ دیا۔ اسم اللہ اور اسم محمد کو دیکھا تو کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نظر آیا خود پڑھا، کلمہ طیب لکھنے کا علم آیا تو نورالانوار یعنی محمد رسول اللہ کے نور سے عرش کو پیدا فرمایا اور کلمہ طیب تحریر کیا۔ عرش کیا تھا قلب محمد ﷺ تھا، اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اول ما خلق اللہ روحی،، اللہ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا! آپ کی روح میں علم ملکوت پیدا کیا اور علم ملکوت کیلئے قلم جبروت کو پیدا کیا! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا '' اول ماخلق اللہ قلمی،، اللہ نے سب سے پہلے میرے قلم کو پیدا فرمایا۔ جب آپ اس کائنات میں آئے تو علم بالقلم سے آپ کے علوم کی اشاعت کیا۔

المختصر جب اللہ نے کلمہ طیب کا مشاہدہ کیا تو اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کے نام پاک کو دیکھا ''اسم اللہ'' جلال نظر آیا، جس کا نام رحمٰن رکھا! اسم محمد ﷺ کو دیکھا تو سراپا جمال نظر آیا تو اس جمال کو رحیم پایا یعنی اللہ نے اپنی صفت کو رحمٰن اور اپنے محبوب کی پہلی صفت کو رحیم پایا۔ پھر اللہ نے صفات رحمٰن ورحیم کو دیکھا تو اپنی قدرت کا ارادہ فرمایا کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ! پھر اپنی قدرت کا آغاز بسم اللہ الرحمن

الرحیم سے کیا۔ صفات رحمٰن ورحیم سے ام الصفات اور علم ارادہ، سمع، بصر، کلام، قدرت وغیرہ سبع صفات پیدا کیا، سبع صفات سے تمام صفات کو پیدا فرمایا سبحان اللہ! حضرت عشق نے کلمہ طیب کے جلال وجمال بسم اللہ الرحمن الرحیم میں پوشیدہ کر کے تمام انبیاء کرام کیلئے حرز جان بنا دیا! مگر کلمہ طیب اپنے محبوب اور آپ کی امت کیلئے مخصوص فرما دیا! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح چاہا تو قرآن کو جلوہ افروز کیا اور قرآن محفوظ کرنے کے لئے لوحِ محفوظ کو یعنی ضمیر محمدی ﷺ کو پیدا فرما کر مع اسم اللہ تحریر فرما دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تعریف:

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم میں تین اسماء ہیں اللہ، رحمٰن اور رحیم۔ اللہ اسم ذات ہے رحمٰن اسم جلال ہے اور رحیم اسم جمال ہے اللہ کی ذات نے جب قرآن پر نظر کیا (اپنی شان کے مطابق) تو قرآن کو صرف ستائیس با کمال نوری حروف سے منقش ومکمل پایا انہیں ستائیس حروف سے ولایت کے ستائیس درجات پیدا فرمایا اور صفت رحمٰن یعنی جلال کے حوالے کر دیا! صفت رحیم سے رحمت کو پیدا فرما کر نبی کریم ﷺ کے حوالے کیا اور فرمایا ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین'' ہم نے آپ کو رحمت للعٰلمین بنا کر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کلمۂ توحید اور جلال ہے، یعنی یہ مقام توحید اور ولایت ہے کلمۂ محمد رسول اللہ، کلمۂ رسالت اور جمال ہے اور یہ مقام محبوبیت ہے اور یہ مقام صرف نبی کریم ﷺ کا ہے۔ ہر نبی کی روح نبوت کیلئے منتخب کئے جانے سے پہلے ولی تھی مگر آقا علیہ السلام کی روح اس وقت بھی نبی تھی جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر اور تخلیق کے مراحل سے گذر رہے تھے۔

الغرض بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تشریح ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کلمۂ ولایت ہے۔ اس لئے اللہ ولی ہے نبی نہیں اور ولایت حضرت عشق کی شان ہے۔ محمد رسول اللہ کلمۂ رسالت ہے اور یہ مقام نبی کریم ﷺ کی عظمت کے ساتھ مقام محبوبیت ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ محبّ ہے اور اولیاء بھی درجۂ محبّ میں ہوتے ہیں! اور تماموں کی محبت کا رخ محبوب کی طرف ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا ''لولاک لماخلقت الافلاک (حدیث قدسی) اگر آپ ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو نہ پیدا کرتا،

نیز ارشاد فرماتا ہے "لولاک لما اظہرت ربو بیتہٖ (حدیث قدسی) اے میرے محبوب اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیت کا اظہار ہی نہ کرتا۔ معلوم ہوا کہ کل موجودات میں حضرت عشق کے علم وارادہ کی قدرت کارفرما ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اسم "اللہ" ذات ہے اسم رحمٰن اور اسم رحیم صفات ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں ہر آدم میں " الف" تھا۔ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں بسم اللہ کی "ب" کا نقطہ ہوں۔ کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ بھیجا یا آپ کا پتہ پوچھا کہ بایزید کون ہے؟ آپ نے ایک کاغذ کے پرزہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر کر کے بھیج دیا! آخر یہ راز کیا ہے؟

آج ان دقائق کو سمجھنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ انسانی سائنس اپنے عروج پر ہے ہر چیز کو ڈی کوڈ کرنا اس کا مقصد ہے۔ اگر ہم آج کی دنیا میں پرانی ان اصطلاحات (Cods) کے ساتھ تصوف کو پیش کرنے کی یا سمجھنے کی کوشش کر کے مضامین کو بزرگوں کے کتابوں سے لے کر یا فلاں بزرگ نے یہ کہا ہے، فلاں بزرگ نے یہ کہا ہے کی تاویلات کا مجموعہ مرتب کر لیا اور قارئین کے سامنے پیش کر دیا کہ لو ہم نے بھی تصوف کے عنوان سے کتاب لکھ ڈالی۔ بے شک لکھ ڈالی مگر عہد رفتہ کے بزرگوں کے احوال سے، یا کتابی مضامین سے نئے ہر بے چربے تیار کر لیے اور پیش کر دیا کہ لو ہم بھی مصنف بن گئے! ہمارے تصوف کے علماء کاملین ہم سے پہلے ہزاروں گذرے ہیں جو ہر صدی کے دامن میں درخشنداں ہیں چمک رہے ہیں دمک رہے ہیں، ہر صدی میں ان کے اپنے تصوف کو سمجھنے والے بھی تھے، اصطلاحات کو سمجھنے والے بھی تھے ان علوم کو سمجھنے والے بھی تھے لہٰذا عہد رفتہ کا تصوف ہر صدی کے انسانوں کی سمجھ اور مزاج کے مطابق تھا! مثلاً ایک دن حضور غوث اعظم سے آپ کے فرزند نے التجاء کی کہ ابا جان آپ تو ہر روز مریدوں کے درمیان وعظ و بیان کرتے ہیں، ہزاروں کا مجموعہ مستفید ہوتا ہے۔ آج میں بیان کروں گا کیونکہ میں بھی عالم و فاضل محقق و مفتی ہوں۔ تو آپ نے اس روز وعظ و تقریر کی اجازت دی ہزاروں کا جم غفیر تھا آپ تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو گئے اور الحمد للہ! اپ نے وعظ شروع کیا مجموعہ آپ سے بے نیاز اور بے خبر تھا آپ کی کوئی نہ سنتا

تھا، نہ آپ کو دیکھتا تھا اپنی ہی باتوں میں ہر کوئی مصروف تھا ادھر مریدین ایک دوسرے سے بات چیت میں مصروف ادھر فرزند غوث اعظم قال اللہ تعالی قال الرسول میں مصروف، آخر ایک واعظ کب وعظ کرتا ہے؟ جب اس کی کوئی سنے بالآخر آپ کو غصہ آ گیا، وعظ موقوف کر کے منبر سے اتر کر چلتے رہے اچانک حضور غوث اعظم تشریف لاتے ہوئے ملے، بیٹے نے کہا ابا جان آپ کے مریدوں کا عجب حال ہے قال اللہ قال الرسول کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں اور کوئی سنتا ہی نہیں وہ سب کے سب ایک دوسرے سے بات چیت میں مشغول ہیں تو حضور غوث پاک نے فرمایا "بیٹا چلو اور دیکھیں کہ یہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے ہر کوئی مؤدب ایسے بیٹھ گیا جیسے وہ پتھر کا بت ہے، بیٹا حیران تھا کہ آپ کی آمد سے یہ لوگ بت نما کیسے بن گئے؟ پھر آپ نے الحمد للہ کے خطبہ کے بعد فرمایا کہ ایک دن میں روزہ سے تھا ایک شخص ایک برتن میں بھنے ہوئے انڈے لایا اور میں اس برتن کو ایک طاق میں رکھ دیا ایک بلی آئی اور وہ انڈے کھا گئی بس اتنا کہنا تھا کہ تمام حاضرین پر عجب حال طاری ہو گیا، کوئی ہائے ہائے کہتا کوئی سینہ کوبی کرتا کوئی اپنے کپڑے پھاڑنے لگا اور کوئی دیوانہ وار ناچنے لگا، کوئی چیختا چلاتا جنگل کا رخ کرنے لگا! بیٹا حیرت سے پوچھا ابا جان آپ نے کہا کیا جو لوگوں کا یہ حال ہو رہا ہے؟ آخر اس سیدھے سادھے واقعہ میں انڈے اور بلی کے سوا کیا تھا؟ جسے سن کر لوگ بے ہوش مدہوش اور دیوانے ہو رہے ہیں؟ تو حضور غوث پاک نے فرمایا بیٹا یہ علوم و معارف وہ ہیں جن کی ہوا بھی علماء ظاہر کو نہیں لگتی اور یہ تمہارے سمجھ سے باہر ہیں۔

اب بتایئے ان علوم کو آج کا پیر، آج کا عالم سمجھے تو کیسے سمجھے؟ ایسی باتوں سے کیا معنٰی اخذ کیئے جائیں! ان گتھیوں کو کیسے سلجھایا جائے؟ یہ سب کچھ کون سمجھ سکتا ہے یہ صرف اور صرف قادری مرید سمجھ سکتا ہے کیونکہ قادری مؤدب ہوتا ہے قادری قدرتِ خدا کا ایک راز ہوتا ہے قادری حضور غوثِ پاک کا وفادار غلام ہوتا ہے اور وہ کسی سے بھی بے وفائی نہیں کر سکتا! قادری متشرع ہوتا ہے اور شریعت کے مقدس لباس میں ملبوس، دائرہ شریعت میں ہوتا ہے قادری کو شریعت جان سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ قادری وہ نہیں جو شریعت مطہرہ کا مذاق اڑاتا ہے قادری وہ نہیں جو دائرہ شریعت سے باہر قدم رکھتا ہے قادری وہ نہیں جو چھ اللہ (معاذ اللہ)

چار محمد ﷺ (معاذ اللہ) اور دو علی کہتا ہے قادری وہ نہیں جو سورۂ فاتحہ میں چھ بتوں کے نام ہونے کو تسلیم کرتا ہے قادری وہ نہیں جو قرآنی آیات میں تحریف کر کے توڑ مروڑ کر اپنے مفاد کو حاصل کرتا ہے قادری وہ نہیں جو دوبارہ جنم لینے کو مانتا ہے، قادری وہ نہیں جو حیوانی بھیجا چیر پھاڑ کر (معاذ اللہ) پتلہ بنالیتا ہے اور مریدوں کو دکھا کر کہتا ہے یہی اوپر والا خدا ہے بھیجہ خدا کیسے ہوسکتا ہے؟ معاذ اللہ یہ خودساختہ تحقیق ہے قادری وہ نہیں کلمۂ طیّب غیر مخلوق ہے اس میں مخلوق رنگوں کو زبردستی گھسیڑنے کی کوشش کرتا ہے قادری وہ نہیں جو پنجتن پاک کے پانچ انوار کو پھیپھڑوں میں کلیجہ و پتّہ میں اور جگر وغیرہ میں ہونے کو ثابت کرتا ہے قادری وہ بھی نہیں جو اپنے آپ کو آقا امام یا مہدی ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ قادری کا مخدوم غوثِ اعظم ہے اور قادری خادم ہے، قادری خادم بننا پسند کرتا ہے مخدوم نہیں، قادری پڑھ کر یا سن کر قادری نہیں بنتا قادری اپنے آپ کو دیکھ کر پہچان کر قادری بنتا ہے۔ حقیقت میں قادری وہ ہے جو کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے، جو پڑھتا ہے اور سنتا ہے اسے دیکھ کر تحقیق کر لیتا ہے قادری خود کی پہچان کے بغیر خدا کی پہچان کی تمنا نہیں کرتا۔ قادری کی عظمت کو عرش والا ہی جانتا ہے۔

الغرض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اسم اللہ ذات ہے، دو آسماء صفات ہیں! اللہ۔ ا ل ل ا ہ۔ غیر مکررہ۔ ا ل ہ "ا" اگر ملفوظی کر لیتے ہیں تو "الف"، ہوتا ہے اور وہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے جو غیر ملفوظی "ا" میں پوشیدہ تھا، یہی نقطہ ابجدی قانون کے ساتھ "ا" کے باطن سے نکل کر "با"، میں ("ب+ا") میں ظاہر ہوگیا۔ یہی وہ خدا کی قدرت کا نقطہ ہے جو ان اللہ خلق آدم علی صورتہٖ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے کی صورت بنا یہ صورت حضرت آدم میں دم بن کر آیا، یہ دم نور بن کر سینے میں ڈھلا تو قلب بنا، اور قلب اسم ذات ھو کا مظہر بنا یہ دم نور ہے جب یہ سینے کے دل میں داخل ہوا تو دل بنا دیا۔ جب یہ نور پورے قالب پر غالب ہوا تو قالب وقلب کا فرق مٹا دیا، تو عین ارشاد گرامی ﷺ "العلم نقطۃ" بنا۔ علم ایک نقطہ ہے۔ یہی وہ نقطہ ہے جو اسم اللہ ذات سے "با"، میں ڈھلا تو ولایت بن گیا، اسم اللہ ذات کا نقطہ جب حرف "با" میں منتقل ہوا تو اللہ نے اپنی ولایت کو ظاہر کر کے فرمایا جس کا مظہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ نقطۂ

ولایت کیا ہے، نبوت کے علوم کا دروازہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**انا مدینة العلم و علی بابھا**" میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ قیام قیامت تک جتنے اولیاء ہونگے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر قدم ہونگے۔ مذکورہ حدیث میں "انا" کیا ہے؟ ا+ن ا=الف، نون، الف "انا" سے چار نکات ظاہر ہوتے ہیں، مذکورہ حدیث پاک کے مطابق چار مقامات کا علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یا چار نکات کے علم کے شہر میں پہنچنا چاہتے ہو تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ سے جانا ہوگا۔

چار نکات کے چار علوم کیا ہیں؟ (۱) علم ناسوت (۲) علم ملکوت (۳) علم جبروت (۴) علم لاھوت۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ اسم اللہ کے "الف" کا نقطۂ ولایت چاروں علوم کا ماخذ ہے جس کی تشریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "انا مدینة العلم" کی شکل میں کی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نقطۂ ولایت کے عالم کو ولی کہتے ہیں۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہی وہ نقطہ ہوں جو "با" میں موجود ہے۔ اللہ ولی ہے اور میں اس کی ولایت کا مظہر ہوں ہر ولی کی ولایت اور ولایت کے علوم مجھ سے ہیں۔ اس لئے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سائل کے جواب میں صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر دیا۔

بزرگوں نے بھی لکھا ہے "با" کے نقطہ میں ہے بھید سارا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**العلم نقطة وکثرتھا بالجھال**"، علم ایک نقطہ ہے جس کی کثرت کا علم جہلاء کے پاس ہے۔ لہٰذا طالبان خدا کو چاہئے کہ نقطہ کے علوم حاصل کرے، نقطہ وحدت کی دلیل ہے۔ نقطہ کی وحدت کا علم اور ہے اور نقطہ کی کثرت کا علم اور ہے۔ نقطۂ وحدت کے عالم کو عالم اور عارف کہتے ہیں۔ نقطۂ وحدت کی کثرت کے علوم کو حاصل کرنے والے کو جاہل کہتے ہیں۔ یہ میں نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ "ڈرو جاہل علماء سے" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا عالم جاہل کس طرح ہوسکتا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس کا ظاہر صرف عالم ہو اور دل (اللہ کی پہچان سے) یا باطن جاہل ہوا سے جاہل کہتے ہیں۔ یہ حق ہے علماء کاملین

نے عالم کی تعریف العالم العارف سے کی ہے۔یعنی عالم وہ ہے جواللہ کی پہچان کا عارف ہو۔

سالکینِ راہ خُدا کے لئے علم تصوف کے
سوالات وجوابات کی شکل میں بیش بہا تحفہ
جلوۂ کن فکاں
از : سگِ بارگاہ غوثیت مآب الفقیر الشاہ عارف القادری عفی عنہ

باب دوم

پیر کیلئے فقر کیا ہے؟

فقر پیر کیلئے" الفقر فخری و الفقر منی،، (حدیث پاک) فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔
سبحان اللہ! فقر وہ ہے جس پر نبی کریم ﷺ فخر فرماتے ہیں۔فقر کیا ہے؟ فقر ایک نور ہے،ذات الآن کما کان،، وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے کے بحر بے کنار کا در یتیم ہے۔اللہ اس نور کی مثال آیات نور میں اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اِلٰی آخ، مثالاً اور تشبیہاً بھی ظاہر فرمایا ہے۔یہی وہ راز ربوبیت ہے جس کا فاش کرنا تحریر کرنا تقریر میں بیان کرنا، کفر ہے حدیث پاک میں ہے "من شرح اسرار ربوبیتہ فقد کفر "یعنی جس نے اسرار ربوبیت کو فاش کیا وہ کافر ہے۔یہ اسرار لکھنے، پڑھنے، کہنے سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ناظر پیر کے دکھانے سے اور دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔دراصل آیات نور کے اسرار وہ ہیں جس کا ظاہر کرنا کفر ہے۔نابالغ پیروں نے تصوف کے نام پر راز نام کا حربہ خوب استعمال کر کے اپنی پیری کے بھرم کو بنائے رکھا ہے۔اگر سائل یا مرید نے کچھ سوال کیا اور پیر لاجواب ہو گیا تو فوراً یہ کہہ دیتا ہے کہ یہ راز کی بات ہے۔یہ تیرے سمجھ میں نہیں آئے گی۔نادان بچہ بس کھلونے سے بہل گیا اور خاموش ہو گیا۔

الغرض فقر! ایک نور ہے جس پر آقا علیہ السلام فخر فرماتے ہیں۔اس فقر اور فخری کی تمنا تمام انبیاء کرام نے کی مگر اللہ نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص فرما دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فقر کو اپنی محبوب امت کیلئے وقف کر دیا۔آج بھی آپ کی امت کے کامل فقراء اس فقر تک اللہ کے فیض وکرم سے رسائی پا کر" اذا تم الفقر فھو اللہ ،،جب فقر تمام ہو جاتا ہے وہیں اللہ ہے کے مقام پر آ کر معشوق بن جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرتبۂ عاشق پر آ جاتے ہیں اسی مقام کو فنا فی الرسول

کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے اللہ تو نے بہترین چیز مجھ پر اتاری وہ ہے فقر۔ فقیر ازلی کی نظر میں ازل اور ابد دین و دنیا اور آخرت کے حقائق ہر لحظہ برستے رہتے ہیں۔

فخر محمدی ﷺ کیا ہے؟

فخر محمدی ﷺ سے صراطِ مستقیم روشن ہوجاتی ہے۔ یعنی فکر کے ساتھ مراقبات روشن ہوجاتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ایسی توجہ کی تاثیر پیدا ہوتی ہے کہ فقیر آن کی آن میں حقیقت سے آشنا ہوکر بندوں کی رہبری کرتا ہے امداد کرتا ہے دوسروں کی دلی کیفیت کو پل بھر میں سمجھ لیتا ہے جسم مثالی اختیار کر کے جہاں چاہتا ہے موجود ہوجاتا ہے۔ حتٰی کہ دوسروں کی صورتوں کو اپنی صورت میں تبدیل کر لیتا ہے جس طرح حضرت باقی باللہ نے ایک نان بائی کو ھو بہو اپنے جیسا بنا لیا تھا۔ یہ ان کیلئے پل بھر کا کام تھا۔

فخر محمدی ﷺ وہ ہے جس سے **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** کا معمہ کھل جاتا ہے۔ خودی کی ذات سے خدا کی ذات تک پہنچنے والی صراط مستقیم روشن ہوجاتی ہے۔ سالک جب **لا الہ الا اللہ** کے ھو میں (جس کا پتہ انسان کی آتی جاتی سانس دے رہی ہے) غرق ہوکر فنا فی اللہ کے مقام پر آجاتا ہے، یعنی جب سالک اسم میں غرق ہوتا ہے تو وہ اسم کا مظہر بن جاتا ہے یہاں **لا الہ الا اللّٰہ** سے گذر کر **محمد رسول اللّٰہ** کے نور فقر کا مشاہدہ کر کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوجاتا ہے۔ کیا نور فقر کا مشاہدہ ممکن ہے؟ ہاں یقیناً ممکن ہے یہ نور فقر ظاہر بھی ہے باطن بھی یہ نور فقر تشبیہ میں بھی! اور تنزیہہ میں بھی ہے۔ تشبیہ ایک مثال ہے مثال کو علم مثال سے سمجھنا چاہئے۔ اس علم مثال کو کیا کہتے ہیں؟ علم حاضرات و ناظرات کہتے ہیں۔

علم حاضرات کیا ہے؟

علم حاضرات کی خصوصاً چار اقسام ہوتے ہیں (۱) اسم اللہ ذات کے حاضرات (۲) کلمہ طیب کے حاضرات (۳) قرآنی ستائیس حروف کے حاضرات (۴) مکمل قرآن کے حاضرات۔

اسم اللہ ذات کے حاضرات کے ظاہر کیا ہیں؟

(۱) اللہ (۲) للہ (۳) لہ (۴) ھو۔ ان تمام اسماءِ پاک کی اصل اسم ھو ہے۔ اسم ھو، ھوالاول ہے جب کچھ نہیں تھا تو اولیت کے ساتھ وہ ظاہر تھا جب کل موجودات موجود ہوگئے تو وہ آخر بن کر باطن ہوگیا۔ یعنی ہم ظاہر ہوگئے وہ باطن ہوگیا۔ علم حاضرات علم دعوت سے ہے۔ اسم اللہ ذات کو کس طرح حاضر کریں؟ اے طالب اللہ اسم اللہ ذات تیری سانس سے بھی آزاد مگر حاضر ہے اور یہ حاضر تیرے اندر ہے اسم اللہ ذات باطن ہے اور یہ بھی تیرے باطن میں ہے۔ اسم ذات ھو تیری سانسوں کے پردے میں حاضر و ظاہر ہے بس تو مکمل یکسوئی اور فکر کے ساتھ اسم ذات ھو میں غائب ہوجا وہ حاضر و ظاہر ہوجائے گا۔ ہر طرف، اسم ذات کو لکھا ہوا اور روشن دیکھے گا۔ تیرا ذرہ ذرہ، تیرا ہر عضو تیرا بال بال روم روم اللہ اللہ پکارے گا۔

اسم اللہ ذات کے حاضرات باطن کیا ہیں؟

یہ علم حاضرات سے نہیں ناظرات سے آتا ہے کامل پیر علم ناظرات رکھتا ہے۔ بس دو منٹ میں وہ اسم اللہ ذات کے نور سے آشنائی کراتا ہے۔ عشق عاشق اور معشوق کا جلوہ دکھاتا ہے۔

علم ناظرات کیا ہے؟

علم ناظرات علم حاضرات اور علم دعوات کی اصل ہے۔ جس سے حق الیقین اور ایمان کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد مرید مؤمن بن جاتا ہے۔ علم ناظرات صاحب نظر پیر کی توفیق سے حاصل ہوتا ہے۔ علم ناظرات سے الفقر فخری کا معمہ کھل جاتا ہے علم ناظرات سے نور فقر کا دیدار کیا جاسکتا ہے۔ کامل پیر ایک ہی نشست میں وہ سب کچھ عطا کرسکتا ہے جو برسوں کے ذکر واذکار مجاہدات و مراقبات سے حاصل نہیں ہوتے۔ علم حاضرات و ناظرات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عطا کا خزانہ ہے یہ حقیقی قادری کے علوم ہیں جو حقیقی قادری ہی کو عطا ہوتے ہیں۔ آج کل یوں تو قادری بہت ہیں قادریت سے تو (۹)

سلسلے جڑ کر قادری ہوگئے ان میں صرف ایک سلسلہ ایسا ہے جو کسی سے استحقاق نہیں رکھتا ، نہ کسی سے جڑا ہوا ہے ۔ وہ صرف قادری ہوتا ہے اس حقیقی قادری کی قادریت کے زندہ وتابندہ علوم کو علمِ حاضرات و ناظرات بھی کہتے ہیں ۔

قادریت کے علم حاضرات وناظرات :

قادری کامل پیر اگر مرید کو چاہے تو ایک نشست میں ''اسم اللہ ذات،، کو حاضر کر کے مرید کو مؤمن بنا کر نورِ ایمان کا مشاہدہ کرواسکتا ہے ، نورِ فقر کی تجلیات سے روشناس کراسکتا ہے ۔ نفس شیطان اور خناس کی حقیقت اور صورت سے آشنا کراسکتا ہے اور وساوس کو بھی دفع کرسکتا ہے ۔ اگر قادری پیر کامل چاہے تو اس پردہ کو آن کی آن میں چاک کر دیتا ہے جو بندہ اور اللہ کے درمیان حائل ہوتا ہے ۔ اگر قادری کامل پیر چاہئے تو مرید کے وجود کو غائب کر کے خدا کے حضور پہنچا دیتا ہے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''وجودک حجاب بینی و بینک،، تیرا وجود ہی تیرے اور تیرے خدا کے درمیان حجاب ہے ۔ قادری پیر کامل چاہے تو چند منٹوں میں دونوں عالم کے علوم کی کنجی عطا کرتا ہے ۔ اور یہ صرف علم حاضرات اور ناظرات سے ممکن ہے ۔ جو شخص پیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور علم حاضرات وناظرات نہیں رکھتا بس وہ متصوف برائے نام پیر ہے اور رسم نبھا رہا ہے اور ایسا شخص سماع اور رقص کا بے حال رسیا ہوتا ہے ۔ بزرگوں کے قصے کہانیاں سنانا اور اپنے آباء و اجداد کی تعریف کرنا مریدوں کی تعداد بڑھانا مقصد ہوتا ہے نہ یہ پیری ہے نہ مریدی ۔ اس لئے راقم فقیر آج کے ان تمام پیران کرام جو کئی سلاسل سے منسوب ہیں ان سے گذارش کرتا ہے کہ اگر وہ علم حاضرات و ناظرات نہیں رکھتے ہیں یا یہ علوم ان تک پہنچے ہی نہیں ہیں تو وہ علوم راقم الحروف سے ضرور سیکھیں ۔ کیونکہ یہ علوم آپ تمام سلاسل کے ائمہ کاملین کی دین ہیں جو آپ تک ممکن ہے نہیں پہنچے ہوں ۔ مگر فقیر تک پہنچے ہیں ۔ یہ علوم کیا ہیں؟ ہر خانوادہ اور ہر سلسلے کی میراث اور جان ہیں جس کے بغیر ہر خانوادہ ہر سلسلہ بے جان ہے ۔ خصوصاً یہ فقیر قادری سلسلے سے متعلق تمام سلاسل کو دعوت دیتا ہے کہ یہ علوم اس فقیر سے سیکھیں دیکھیں اور اپنے اپنے مریدوں کو سکھائیں اور دکھائیں ۔ یہ بوڑھا فقیر ہر لمحہ ہر پل تمام پیران عظام کی بے لوث خدمت

کیلئے تیار ہے اگر آپ میرے پاس نہیں آسکتے تو میں آپ کے پاس بلا کسی اجرت کے آکر سکھا دوں گا اور بتا دوں گا ۔ ایسی نعمت بے دام اور مفت ملتی ہے تو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اس فقیر کی تمنا ہے کہ تمام سلاسل کے خانوادوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی آواز گونجے دنیا بھر میں روحانیت کا بول بالا ہو ، روحانیت کیا ہے؟ امن وسلامتی کا راستہ ہے ، ظاہر کا خوب بول بالا تو ہو چکا اب اہل باطن کو جاگنا چاہئے ، دنیا بے سکون ہوگئی ہے ہمیں سکون حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے ، دنیا بے سکون ہوگئی ، ہمیں اس کائنات میں امن وسکون لانا ہوگا ، اس دیش میں شانتی لانے کیلئے صوفیان کرام کے علوم کو زندہ کرنا ہوگا ۔ علماء کے علوم اب اس قدر زندہ ہو چکے ہیں کہ مزید اس طرف پیش قدمی کی شاید ضرورت نہیں ۔ کیونکہ کروڑوں کتابیں علماء کے علوم کی تبلیغ کیلئے کافی ہیں ۔ صوفیان کرام کے علوم ، صفحہ قرطاس سے غائب ہو رہے ہیں ، یا ہم ان کتابوں تصنیفات کو اور ان میں موجود اصطلاحات کو ، نہ سمجھ کر علم تصوف کو ایک ان سلجھی پہیلی تصور کر کے شاید ردی کتابوں کے ساتھ رکھ چکے ہیں ۔

فقیر چاہتا ہے کہ اسلامی روح بیدار ہو جائے ۔ تاکہ اس صدی میں تصوف اور روحانیت عام اور آسان ہو جائے یہ بوڑھا فقیر چاہتا ہے کہ یہ صدی تصوف اور روحانیت کی صدی ہو ۔ فقیر چاہتا ہے کہ یہ صدی امن وآمان کی اور شانتی کی صدی ہو ۔ تصوف کیا ہے؟ اسلام کی جان ہے ، اے خانقاہ نشینو! اے تمام سلاسل کے مریدو! اے جمیع سلاسل کے طالبو! جاگو اٹھو بہت ہو چکا ۔ امن وامان اور شانتی کے داعی بن کر اٹھو ۔ بہت سو چکے اٹھو اندھیرا چھٹنے کو ہے قادری سورج چمکنے کو ہے قادری ہو جاؤ غوث اعظم کی قیادت میں چلے جاؤ غوث اعظم امن وامان کا داعی شانتی اور سکون کا پیغام دینے والا ہے ۔ اس کے پیغام کو قبول کرلو ۔ جہالت کے اندھیروں سے نکل کر قادریت کے اجالوں میں چلے جاؤ ، پھر دیکھو ہر جگہ قادری چاند وسورج چمک دمک رہے ہوں گے ۔

علم تصوف کو سیکھو اور سکھاؤ ، علم تصوف کی حقیقت کو خود دیکھو اور دکھاؤ اے قادری قلم کارو ، اے قادری واعظو ، خطیبو اٹھو اس فقیر کی کتابوں پر مزید تحقیق کرو اور مجھ سے بہتر لکھواے قلم نویسو! جاگو اپنے قلم میں

قادریت کی سیاہی بھر کر قادری علوم پر لکھو! لکھو لکھو! مجھ سے بہتر لکھو، مجھ سے خوب تر لکھو۔ یہ بوڑھا فقیر عاجز ہے اے جواں قلمکار۔ اٹھو قلم اٹھاؤ حقیقت کو آشکار کرو۔ مجھ سے بھی زیادہ آسان کر کے علم تصوف کو پیش کرو۔ سیدھی سیدھی بات کرو۔ کیونکہ آج کا انسان سہل پسند ہے معمہ جات کو اصطلاحات کو اگر نہیں سمجھے گا تو ناپسند کر کے اس راستہ سے ہی منحرف ہو جائے گا۔ آج کا مسلمان کل کے بزرگوں کی کتابیں پڑھ کر سدھرنے کی بجائے بھٹک کر کہہ دے گا کہ یہ راستہ بہت کٹھن ہے کیا یہ راستہ صراط مستقیم نہیں ہے؟ اگر ہے تو کٹھن کس طرح ہوگا؟ اگر ایک قاری بزرگوں کے تصوف کو پڑھتا ہے تو اس کے سامنے حیرت انگیز مجاہدے مکاشفے اور مشاہدے آتے ہیں، راستہ کی کٹھنائی کی نشاندہی ملتی ہے۔ جس کو پڑھ کر قاری خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں کرسکتا۔ کئی بزرگوں کی کتابوں میں ہمیں ان کے استغراقی کلمات ملتے ہیں' بعض تو ایسے کلمات ملتے ہیں جو ایک عام مسلمان کے نزدیک کفر معلوم ہوتے ہیں۔ بعض ایسے بھی کلمات ملتے ہیں جس کو پڑھنے کے بعد ایک عام مسلمان اس راہ میں قدم بھی رکھنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ ایسے کلمات وعبارات اس وقت وہ خود نہیں تحریر کرتے تھے بلکہ ان کے معتقد مریدین انہیں ملفوظ کر لیتے تھے اور اس بزرگ کے نام سے کتاب کی اشاعت کی جاتی تھی۔ میرا یقین ہے اگر وہ باہوش ہوتے یا استغراق کے عالم یا عالم سکر میں نہ ہوتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے۔ جس کو پڑھنے کے بعد ایک قاری کو تصوف سے دور بھاگنا پڑے۔ ہمارے لئے اور خصوصاً ہم قادریوں کے لئے قرآن واحادیث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے علوم سے راستہ متعین کرنا چاہیئے۔ قرآن آسانیاں فراہم کرتا ہے تا کہ بندہ خدا تک پہنچ سکے احادیث آسانیاں فراہم کرتی ہیں تا کہ قاری خدا شناس ہو سکے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ تو بہت ہی آسانیاں فراہم کرتے ہیں تا کہ بندہ تخلیق کا منشاء سمجھ سکے۔ یہاں ہم اپنی ضمنی بحث کو ختم کر کے موضوع فقر پر آتے ہیں۔

کلمہ طیب کے حاضرات اور دعوتِ حروف:

اے طالب اللہ! مکمل کلمہ طیب میں دو جملے ہیں دونوں جملوں کے آخر میں اسم ''ہ'' ہی جلوہ فرما ہے۔ اس میں ایک ''ہ'' صفت رحمان کے ساتھ جلال ہے دوسرا ''ہ'' صفت رحیم کے ساتھ جمال ہے۔

پہلا ''ہ'' اپنی جلالیت کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ بن کر تجھ میں داخل ہو رہا ہے اور تیری سانس اس کی گواہ ہے اور دوسرا ''ہ'' صفت رحیم یعنی جمالیت کے ساتھ محمد رسول اللہ کے ساتھ تیرے باہر نزول کر رہا ہے، جس کی گواہ بھی تیری سانس ہے۔ اس حاضرات کو تیرا دل جانتا ہے تیرا دل گواہ ہے مگر تیری ظاہری آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی، تجھے اگر ظاہری آنکھ سے دیکھنا ہے تو تجھے تشبیہ مثال یا مظہر میں دیکھنا ہوگا۔ ان ناظرات کے علوم آیت مثال اللہ نور السموات والارض میں پوشیدہ ہیں ان رموز کو میں تحریر میں فاش نہیں کرسکتا کیونکہ اس کا فاش کرنا کفر ہے۔ اس لئے تجھے ناظر پیر کی ضرورت ہے جو دیکھا ہوا ہو وہ دکھا بھی سکتا ہے۔ اسی طرح الف سے ''ی'' تک تمام حروف اور قرآن کے حاضرات ہیں اور یہ بھی علم دعوت حاضرات اور ناظرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمام حروف کے حاضرات کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ تمام حروف کو ابجدی قانون سے چار حصوں میں چار عناصر کے مطابق تقسیم کر لیں تو خاکی حروف ا،ھ،ط،م،ف،ش،ذ عنصر آبی کے تعلق سے حاصل ہوتے ہیں۔ آبی حروف ،ب،و،ی،ن،ص،ت،ض۔ خاکی کے دوست بن کر حاصل ہوتے ہیں ۔ بادی حروف ج،ز،ک،س،ق،ث،غ آتش کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ آتشی حروف، د،ح،ل،ع،ر،خ، یہ بادی کے دوست ہیں۔ ہمارے اندر چار اعضاء ہیں جو چار عناصر سے تعلق رکھتے ہیں بس ہر عضوء سے تعلق رکھنے والے حروف کو اسی عنصر کے گھر پر تصور رکھتے ہوئے پڑھیں۔ اس کے پڑھنے کا ایک دوسرا طریقہ باموکل ہے یا یہ پڑھ لیں۔ اس کو علم دعوت حروف کہتے ہیں۔

اسم اللہ ذات کے حاضرات کی برکت

ارشاد گرامی ہے ''**رب ھب لی حکماً والحقنی بالصلحین واجعل لی لسان صدق فی الآخرین** ،، ترجمہ اے اللہ مجھے عقل وحکمت عطا فرما اور مجھے گروہ صالحین میں رکھ، اور میرا آنے والوں میں صدق مقام بنا دے۔ یہ مقام صرف اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی برکت سے اسم اعظم ھو الحی القیوم حاصل ہوتا ہے۔ اور جب یہ جاری ہوتا ہے تو فقیر صاحب امر بن جاتا ہے، جس شئ کیلئے کن کہتا ہے وہ دیر یا سویر ہو کر رہتی ہے۔ وہ جس سالک کو چاہتا ہے خدا تک پہونچا

دیتا ہے۔ ورنہ برائے نام پیری اور مریدی رسم عام ہے اور اہل رسم کے ساتھ اللہ وہی معاملہ فرماتا ہے کما تدین تدان۔ (تم جیسا معاملہ دوسروں کے ساتھ کرو گے ویسا ہی معاملہ تمہارے ساتھ کیا جائے گا)۔

علم حاضرات وناظرات کے اقسام

علم حاضرات اور ناظرات کی پانچ اقسام ہیں جنہیں صوفیان کرام نے پنج گنج کہا ہے (۱)حاضرات وجود (۲)حاضرات موجود (۳)حاضرات مطلوب (۴)حاضرات ہزدہ ہزار جہاں (۵)حاضرات نفس ابلیس اور دنیا۔ کامل پیر اگر چاہے تو علم ناظرات کے ذریعہ ایک ہی نشست میں مکمل تحقیق اور قرآن کی گواہی کے ساتھ یہ سب کچھ ثابت کرسکتا ہے اور دکھا سکتا ہے، پنج گنج کا معمہ حل کرسکتا ہے۔ افسوس میں اس راز کو تحریر میں بیان نہیں کرسکتا کیونکہ یہ بھی ان رازوں میں سے ہے جس کا بیان کرنا کفر ہے۔ ہاں اگر مخلص پیران عظام چاہیں تو فقیر سے یہ علم ایک ہی نشست میں سیکھ سکتے ہیں، یہ فقیر ہر دم اس خدمت کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ اگر آپ علم حاضرات وناظرات نہیں رکھتے ہیں تو اس فقیر کی طرف خدا را رجوع کیجئے۔ خود سیکھئے اور دوسروں کو سکھایئے۔ ہاں وہ پیر جو راقم الحروف فقیر سے خدمت لینا چاہتا ہے اس کا قادری ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ قادری علوم ہیں قادری ہی کو عطا کیے جائیں گے۔ ان علوم کے یقین سے ایمان کا نور پیدا ہوتا ہے، اور ایمان کے نور کی تجلیات کے سہارے اگر سالک تھوڑی سی محنت ریاضت اور کوشش کرلیتا ہے تو انشاءاللہ منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔ یہ بوڑھا فقیر ہر قادری پیر سے گذارش کرتا ہے کہ یہ علوم سیکھے۔ ''واما السائل فلا تنهر و اما بنعمة ربك فحدث،، ترجمہ: اور سائل حق سے نظر نہ پھیرو اور اپنے رب کی نعمت بیان کرو۔ (سمجھدار کیلئے اشارہ کافی ہے)

الغرض مذکورہ تمام علوم سے فقر اور سلطان الفقر حاصل ہوتے ہیں! فقیر کا فقر تک پہنچنا آسان ہے، کیونکہ یہ مقام توحید لا الٰہ الا اللّٰہ کا نور ہے یہاں پہنچ کر فقیر کسی کا محتاج تو نہیں رہتا غرق وفنافی اللہ ہو کر خود مرتبہ توحید پر آجاتا ہے یعنی مقام شیخ پر آکر اپنے شیخ کا ہو بہو بن جاتا ہے۔ اس مرتبہ کا مظہر کامل پیر

ہوتا ہے۔ اس لئے اس مقام کے سالک کو فنافی الشیخ بھی کہتے ہیں۔

دوسرا مرتبہ سلطان الفقر کلمہ طیب کے دوسرے حصہ محمد رسول اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کامل فقیر اس مقام تک پہنچ کر سلطان الفقر کے بحر بے کنار میں غوطہ زن ہو کر اس موتی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے جس کیلئے فقیر کی تخلیق ہوئی ہے، اس کے بعد من رأنی فقد رأ ی الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ کی مجلس محمدی حاصل ہوتی ہے اس شرف سے مشرف فقیر جسے چاہتا ہے اس بارگاہ تک پہونچا سکتا ہے۔ مگر وما توفیقی الا باللہ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

لوح محفوظ اور لوح ضمیر:

لوح محفوظ کیا ہے؟ وہ حرفوں کا ہجوم ہے ہزاروں لاکھوں تحریریں ایک دوسرے میں مدغم ہیں وہ تیری آنکھ کی پتلی کی طرح ازلی سیاہی سے مرقوم ہے، ان تحریرات کو پڑھنے کا علم ہونا چاہئے۔ فقیر اس علم سے آشنا ہوتا ہے جو اس علم سے آشنا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی آشنائی عطا کرسکتا ہے۔ علم لوح محفوظ کا تعلق ملکوت سے ہے یعنی علم عقول ودماغ سے ہے۔ یہ راز مراقبات میں مکشوف ہوتا ہے۔ جب فقیر چاہتا ہے کسی کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر دیکھتا ہے اور لوح محفوظ کا مطالعہ کرلیتا ہے، قضاوقدر کی تمام تحریریں اس پر روشن ہوجاتی ہیں انشاءاللہ قادری فقیر یا سالک کیلئے یہ کام مشکل بھی نہ ہوگا، بس اس راہ میں شریعت کی پابندی، وفا اور اخلاص، خشوع وخضوع کی ضرورت ہے ایک ایسی توبہ کی ضرورت ہے جو ہر طرح کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے باز رکھ سکے۔ مانا کہ یہ ممکن بھی نہیں ہے کہ انسان سے نسیان اور بھول نہ ہو، پھر بھی مراقبات سے پہلے چند بار توبہ واستغفار ضرور کرلیں۔

لوح ضمیر کیا ہے؟ لوح ضمیر کو مقام جبروت کہتے ہیں، جبروت میں ہزاروں قوتیں، اپنی اپنی تجلیات کے ساتھ انسان میں پوشیدہ رہتی ہیں۔ حیوان اور عام انسان کا سابقہ صرف عالم ملکوت اور ناسوت سے رہتا ہے۔ جبروتی قوتیں ہر انسان میں بھی پوشیدہ رہتی ہیں مگر ہمیشہ یہ دروازہ بند رہتا ہے تو انسان حیوان

سے معزز ہو کر بھی عام زندگی گذارتا ہے، یہ کبھی باشرافت ہوتا ہے کبھی بے شرافت ہوتا ہے، جب قابو میں رہتا ہے تو انسان لگتا ہے جب اپنے آپ سے بے قابو ہو جاتا ہے تو لگتا ہے کہ حیوان اور انسان میں کوئی فرق ہی نہ رہا۔ بسا اوقات ایسے ایسے کام کر جاتا ہے کہ شاید شیطان اور حیوان کو شرم آجائے۔ حیوان کی خواہشات کا ایک موسم اور تقاضہ ہوتا ہے جب انسان حیوان بن جاتا ہے تو اس کیلئے نہ موسم ہوتا ہے نہ کوئی تقاضہ۔ جانور اپنے ہم جنس کی طرف رجوع کرتا ہے انسان مرد ہو کر مرد کی طرف رجوع کر جاتا ہے اس کی عقل وشعور کا معیار جانور سے بھی بہت زیادہ نیچے گر جاتا ہے۔ اس موضوع پر اور کیا لکھوں۔ یہ حال تو سبھی پر روشن ہے انسانیت سوز کارنامے ہر کوئی سنتا ہے سن رہا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**لا فرق بین الحیوان والانسان الا العلم** ،، ترجمہ: حیوان اور انسان میں صرف علم کا فرق ہے، کس علم کا فرق ہے؟ اس علم کا فرق نہیں جو صرف ظاہر پرستی میں مبتلاء کرتا ہے۔ اس علم کا فرق ہے جو خدا کو پہچانتا ہے۔ خدا کے جاننے کو تو ہر کوئی جانتا ہے، مگر پہچانتا کون ہے؟ کیا خدا کو جاننے والے، ماننے والے، علم رکھنے والوں کے کالے کرتوت لوگوں نے نہیں دیکھا؟ اخبارات میں نہیں پڑھا؟ کیا آئے دن خدا کے جاننے کا علم رکھنے والوں کے شرمناک، ملت سوز واقعات ہمارے سامنے نہیں آتے ہیں؟ ایسا علم کا بوجھ ڈھونے والوں کے لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''**خلقت الحمار بصورۃ البشر** ،، ترجمہ: گدھے بھی انسانی صورت میں پیدا کیے گئے ہیں۔

الغرض جب کسی طالب اللہ کو پیر کامل مل جاتا ہے تو وہ ناسوت وملکوت سے گذر کر جبروت کو روشن کر دیتا ہے اور یہ کام مراقبات سے ہوتا ہے مراقبات میں جبروتی قوتیں روشن ہو جاتی ہیں۔ فقیر جب ان قوتوں کو شکست دے کر اپنا غلام بنالیتا ہے تو اسے روشن ضمیر کہتے ہیں۔ یہ تمام مقامات قابل فخر بھی نہیں کیونکہ قابل فخر تو فخر محمدی ﷺ فقر اور سلطان الفقر ہے۔ اور یہ اسرار لاہوت ولامکاں کے ہیں۔ سلطان الفقر کا دیدار کرنا ناظر فقیر کامل پیر کیلئے تو تعجب خیز بات بھی نہیں۔ ایسا پیر چاہے تو ایک عام گنہگار کو بھی توبہ کی توفیق کے بعد بغیر محنت کے، بغیر کسب کے بغیر ذکر وضرب کے بغیر مجاہدے ومراقبہ کے دیدار جمال یار اور دیدار سلطان الفقر کرواسکتا ہے۔ بس پیر علم حاضرات وناظرات کو جاننا چاہئے۔ علم ناظرات وحاضرات کے حصول

کے بغیر طالب میں ایمان کی وہ حرارت پیدا نہیں ہوتی جو خدا تک پہونچنے کا ذریعہ بن سکے۔ علم حاضرات و ناظرات سے دیدار کے بغیر طالب اللہ میں علم الیقین نہیں پیدا ہوتا۔ علم الیقین وہ نہیں جسے ہم عرف عام میں کہتے ہیں۔ علم الیقین علم حاضرات وناظرات سے پیدا ہوتا ہے، ایمان کے نور کی تصدیق کے ساتھ سالک میں علم الیقین سے عین الیقین پیدا ہوتا ہے علم الیقین درجہ شریعت کا نور ہے عین الیقین درجۂ معرفت کا نور ہے جس سے ایمان کی تصدیق اور دیدار عین سے دیدار عین الیقین حاصل ہوتا ہے، اس کے بعد سالک یا فقیر ایک مختصر سی مدت کیلئے بھی فکر ومراقبات میں غرق ہوتا ہے تو حق الیقین کی حقیقت میں گم ہو جاتا ہے یہاں یہ نہیں وہ رہ جاتا ہے! چوتھا ایک اور نور ہے نور الیقین فقیر اس مقام میں محو ہو کر خود نور بن جاتا ہے اور فنا فی الرسول کے درجہ پر آجاتا ہے۔ علم حاضرات وناظرات کے بغیر مرید کو ذکر واذکار شغل واشغال، مجاہدہ ومراقبہ، کی تلقین نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس علم حق علم حاضرات وناظرات کے بغیر کسی بھی قادری مرید کو اس سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بیعت کے بعد سب سے پہلے علم حاضرات وناظرات سے تلقین فرماتے تھے۔ اور روزانہ تین ہزار مریدوں کو فنافی اللہ اور دو ہزار مریدوں کو فنا فی الرسول کے مقام پر پہونچا دیتے تھے۔ یہ ہے وہ علم حاضرات وناظرات جو شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے قادری طریق میں آج تک چلا آرہا ہے۔

مراتبِ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

آپ کی حقیقت کو بیان کرنے کی قلم میں طاقت ہے، نہ علم میں وہ الفاظ ہیں پھر بھی بحیثیت غلام اپنے آقا کے مرتبہ پہ فقیر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہے۔ آپ کا مرتبہ مرتبۂ ولایت ہے اور مرتبۂ ولایت کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے۔ آپ کی حقیقت کا ظاہری بیان تو قرآن میں نہیں اور باطنی مرتبہ قرآن میں پوشیدہ ہے اللہ رب العزت نے فرمایا ''**قل الروح من امر ربی** ،، ترجمہ: آپ فرمادیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے، یہ امر کیا ہے؟ روح کا معنٰی ہم نے صحیفۂ اسرار میں واضح کیا ہے) پھر بھی امر کیا ہے روح ہے، روح کیا

ہے امر ہے، آدم علیہ السلام کی نسل میں آج تک جتنے اولیاء اللہ ہوئے، ان تماموں میں آپ ہی امر ربی ہیں اور قیامت تک ہر ولی میں آپ ہی امر ربی رہیں گے، وہ کونسی ایسی روح ہے جو میرے غوث کی ممنون نہیں۔ اس لئے آپ نے قم باذنی فرما کر مردے جلائے، یہ آپ کا مرتبہ ہے اور جس نے بھی قم باذنی کہہ کر مردے جلائے دراصل یہ مردے انہوں نے نہیں میرے غوث نے جلائے۔ مردوں کو جلانا صرف غوث کا کام ہے۔ اس لئے آپ نے ھذہٖ قدمی کا دعویٰ کیا اور یہ دعویٰ حق ہے اگر کوئی اس کو تسلیم نہیں کرتا ہے تو خدا کی قسم وہ ولی نہیں ہوسکتا۔ میرے غوث نے کہا میں شمشیر برہنہ ہوں یعنی میں ننگی تلوار ہوں۔ یعنی وہ امر ربی ہیں آپ کا حکم جس پر چل جاتا ہے سر تن سے جدا ہوجاتا ہے۔ ہر انسان میں وہ امر ربی ہیں، وہ اگر چاہیں تو پل کے پل میں کسی بھی انسان کی کایا پلٹ سکتے ہیں، چاہے تو چور کو ابدال بنا سکتے ہیں اور ابدال کو چور۔ وہ اگر چاہیں مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر سکتے ہیں۔ آپ مظہر اسم اللہ ہیں، آپ مظہر توحید لا الٰہ الا اللہ ہیں میرے غوث نے فرمایا میں چڑھی ہوئی کمان ہوں۔ آپ وہ کمان ہیں جس کا تیر حضرت عشق ہیں اور تیر چلانے والا عاشق ہے۔ آپ نے فرمایا میرا تیر بے خطا ہے، سبحان اللہ! یہاں عشق عاشق اور معشوق کا معمہ حل ہوجاتا ہے میرے غوث نے فرمایا میرا نیزہ بے خطا ہے یعنی آپ کے جلال کا نیزہ بے خطا ہے، وہ جب چاہے نشانہ بنالے وہ جسے چاہے اس کے انجام تک پہنچادے یا خدا تک پہنچادے۔ میرے غوث نے فرمایا میرا گھوڑا بے زین ہے عشق کی سواری کسی سہارے کی محتاج نہیں ہوتی حضرت عشق جس کی سواری ہوں اس سوار کی کیا شان ہوگی۔ میرے غوث نے فرمایا میں عشق خداوندی کی آگ ہوں جو میرے غوث سے الجھ گیا وہ جل کر خاکستر ہوگیا جو میرے غوث سے سلجھ گیا اس کے دل میں یہ آگ پیوست ہوگئی۔ حال واحوال کا سلب کرنے والا میرا غوث ہے میرے غوث نے فرمایا میں دریائے بیکراں ہوں۔ سبحان اللہ! دریائے بیکراں کو توحید کہتے ہیں اور یہ مقام لا الٰہ الا اللہ سے ظاہر ہے۔ اب میرے غوث کی عظمت اور حقیقت کا اندازہ لگایئے خدا کی قسم جو میرے غوث کا غدار اور منکر ہے چاہے وہ لاکھ بار لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ توحید پرست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ توحید کا مظہر تو میرے غوث ہیں، میرے غوث نے فرمایا میں رہنمائے وقت ہوں معلوم ہوا کہ وقت

بھی آپ کی رہبری میں چلتا ہے، آپ چاہیں تو وقت کو الٹ دیں یا پلٹ دیں۔ آپ چاہیں تو گردش ایام کا رخ موڑ سکتے ہیں کیونکہ آپ امر ربی ہیں ہر چیز میں امر آپ ہیں اور امر امر کن ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو نہ کن ہوتا نہ فیکون ہوتا میرے غوث نے فرمایا میں غیروں سے باتیں کرنے والا ہوں، آپ کے غیر کون آپ حضرت عشق کا مظہر جلال ہیں آپ عاشق اور معشوق میں جلوہ گر ہوکر باتیں کرنے والے ہیں۔ میرے غوث نے فرمایا میں محفوظ اور ملحوظ ہوں سبحان اللہ! آپ کے سوا کون محفوظ ہوسکتا ہے، کونسی ایسی قوت ہے جو میرے غوث پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ آپ مقام حفاظت پر متعین ہیں جو میرے غوث کا ہوگیا وہ محفوظ ہوگیا۔ کون ایسی شئ ہے جو آپ کے پیش نظر نہیں ہے؟ آپ ہی محفوظ ہیں آپ ہی ملحوظ ہیں آپ نے فرمایا اے روزہ دارو، اے شب بیدارو، اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں، کیوں تم میری طرف رجوع نہیں کرتے؟ میرے غوث نے فرمایا اے خانقاہ نشینو! خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہوجائیں (یعنی جہاں صرف رسم نبھائی جارہی ہے) یہ خانقاہ نشیں میرے غوث کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا حکم خدا کی طرف آؤ میں امر ربی ہوں جو امر ربی کے خلاف ہوا وہ تباہ و برباد ہوگیا۔ آپ نے کہا میرا امر خدا کی طرف سے ہے جو خدا کے امر کے خلاف ہوا وہ برباد اور روسیاہ ہوگیا۔ میرے غوث نے فرمایا اے رہروانِ منزل، اے ابدال، اے اقطاب واوتاد، اے پہلوانو، اے نوجوانو، آؤ دریائے بیکراں یعنی دریائے توحید سے فیض حاصل کرلو۔ میرے غوث نے فرمایا عزت پروردگار کی قسم تمام نیک بخت اور بدبخت میرے سامنے پیش کیے گئے اور میری نظر لوح محفوظ پر جمی ہوئی ہے۔ میں دریائے علم ومشاہدہ الٰہی کا غوطہ خور ہوں۔ میرے غوث نے فرمایا میں سب پر اللہ کی حجت ہوں، کیا معنی! جو اللہ کی حجت کے خلاف ہوا وہ منکر قادریت ہلاک ہوگیا۔ میرے غوث نے فرمایا میں رسول پاک کا نائب اور اس دنیا کا وارث ہوں۔ میرے غوث نے فرمایا انسانوں، جنات اور فرشتوں کے بھی پیر ہوتے ہیں میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں، میرے اور مخلوق کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مجھے کسی پر کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرنا، میری تخلیق تمام امور سے بالاتر ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماوراء ہوں۔ آپ نے فرمایا

حق تعالیٰ فرماتا ہے: "وانّی اعلم مالاتعلمون"، میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میں ان میں سے ہوں جسے خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ مجھ سے حق تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تجھے پسند کرلیا تاکہ تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے۔ میرے غوث نے فرمایا ہم میں کا ایک انڈا ہزاروں میں مہنگا ہے چوزہ کی قیمت تو لگائی ہی نہیں جاسکتی۔ میرے غوث نے فرمایا ہر اصطبل میں یعنی ہر دور میں میرا ایک لامقابلہ سانڈ رہتا ہے اور نا قابل مسابقت گھوڑا رہتا ہے۔ ہر لشکر میں (ہر دور میں) میرا ایسا تسلط ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کرسکتا۔ میرے غوث نے فرمایا ہر منصب میں (ہر دور میں) ایسا خلیفہ رہتا ہے جسے ہٹایا نہیں جاسکتا۔

قادری طریق اور لقاء الٰہی :

قادری طریق میں مرید کو دیدار و لقاء الٰہی کے بعد تلقین کیا جاتا ہے۔ لقاء الٰہی کیا ہے؟ نور علیٰ نور ہے، اسم اللہ ذات کا نور ہے وہ کہیں اور تیرے باہر نہیں وہ مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ "فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ"، تم جس طرف بھی رخ کروگے ادھر اللہ کی ذات ہے، اس ارشاد خداوندی کے مطابق تیرے ہمہ جہت کو گھیرے ہوئے اللہ کی ذات موجود ہے۔ اے طالب اللہ! تو اپنے باہر خدا کو تلاش کرنے سے بہتر ہے ذرا اپنے اندر ہی رخ کرلے دیکھ تیرے اندر تیرے مولا کی ذات ہے، ناسوت میں اللہ کی ذات ہے، ملکوت میں للہ کی ذات ہے، جبروت میں لہ کی ذات ہے اور لاہوت میں ھو کی ذات ہے اور یہ چاروں اسماء ذات ہیں۔ قادری طریق میں ان تمام مراتب کا مشاہدہ ہوتا ہے سالک ان چاروں مقامات میں دنیا و عقبیٰ ازل اور ابد کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "فاعتبروا یا اولی الابصار"، اے آنکھ والو عبرت حاصل کرو۔ ان مقامات سے سالک گذر کر عبرت حاصل کرتا ہے۔ ورنہ برائے نام بغیر گذرے بغیر کچھ دیکھے عبرت کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ کامل قادری پیر اسم اللہ ذات کے تصور سے مردہ قلب کو زندہ کرکے دیدار و لقائے محبوب کے قابل بنادیتا ہے۔

اے اللہ کے بندو! یہ دور محیر العقول ہے ہر کوئی خود پرست نظر آرہا ہے ہزاروں دولت پرست شہرت پرست نظر آرہے ہیں کس کو اتنی فرصت ہے کہ دوسرے کی سنیں ہر کوئی اپنی دھن میں اپنے اندر بھی دوڑ

رہا ہے، باہر بھی دوڑ رہا ہے۔ انسان بے بس ایک مشین بن گیا ہے۔ نہ سکھ چین ہے نہ امن و شانتی ہے لہٰذا مشین نہ بنو تم انسان ہو، اپنی تخلیق کے مقصد کو پہچانو اور قادری طریق میں پناہ لے لو قادری طریق تمہیں عزت اور وقار عطا کرے گا تمہارے جینے کے مقصد سے آگاہ کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "افحسبتم انما خلقناکم عبثاً و انتم الینا لا تُرجعون"، یعنی کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بس بے کار و بے مقصد پیدا کردیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہیں آؤگے؟ اس ارشاد خداوندی میں اپنی تخلیق کا منشاء تلاش کرو ورنہ یہ تازیانۂ عبرت ہے۔ کلمۂ طیب سے ملت واحدہ بنی، ملت سے قوم بنی قوم سے اقوام یعنی ذات برادری اونچ نیچ کا روگ لگا خاندان حسب و نسب نام و نمود شہرت کا لاعلاج مرض امت کی وحدت کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر رہا ہے دراصل انسان معرفت "رحمٰن" سے بنتا ہے انسان کی ذات معرفت ذات الٰہی سے بنتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا صاحب آتش پرست تھے کیا آپ کی ذات آپ کے دادا سے بنی، جئے پال جوگی ایک جادوگر اور پجاری تھا، حضرت خواجۂ خواجگان کے حلقہ ارادت میں آیا تو عبداللہ ہوگیا ذات جئے پال جوگی کہاں گئی؟ ذات عبداللہ کہاں سے آگئی؟

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حقیقت میں ذات انسانی، ذات الٰہی پر موقوف ہے۔ ارشاد ربانی ہے "ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیلہ"، یعنی نفس کی خواہشات کے پیچھے نہ پڑو کہ راہ حق سے بھٹک جاؤگے۔ اے طالب اللہ! جب تک تو خواہشات کا غلام ہے خواہشات کا بندہ ہے اللہ کا بندہ کہاں ہوا؟ اگر تو اللہ کا بندہ نہیں اپنی ہی خواہشات کا بندہ ہے تو تو چاہے زم زم میں گیارہ مہینے نہالے ایک مہینہ بھر کعبہ کا طواف کرلے اور دل کو بہلالے تو فلاں تو ابن فلاں ہے سب کچھ بے سود ہے۔ تو خود سے کبھی جدا نہ ہوا، نہ خواہشات سے جدا ہوا کعبہ کے دیدار سے کل کے کل کا دیدار ہوتا ہے۔ مشہور عربی مقالہ ہے "من لہُ الکُل باالکلۃِ ھو الکل و کل الکل و کلیۃُ الکُل" جس کے لئے کُل کلیۃ کے ساتھ ہو اور کُل کا کُل ہوگیا ہو۔ اور وہ کُل

ہے۔یعنی کُل کا کُل ہے کلیۃ کے ساتھ کو وہی کُل کو حاصل کر لیتا ہے جو کُل سے جدا ہو جاتا ہے۔

اے طالب اللہ! تیرے باہر تیری دنیا ہے، تیری دنیا سراسر ظلمت ہے''**الدنیا کلھم ظلمۃٌ**'' تو اندھیرے سے اجالے کی طرف کس طرح آئیگا؟ تجھے ایسا پیر مخلص چاہئے جو تجھے اس ظلمت سے نجات دلا کر تیرے خالق کی معرفت عطا کرے تیرا خالق تجھ سے بہت قریب ہے اپنے اندر تلاش کر تیری شہ رگ سے قریب تر ہے اپنے باہر کیا تلاش کرتا ہے؟ تو **ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ محیط** وہ ہر چیز پر محیط ہے۔ تجھے یقین کیوں نہیں آتا؟ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مٹی میں سونا ہوتا ہے اور سونے میں مٹی پانی میں آگ ہوتی ہے اور آگ میں پانی دودھ میں گھی ہے اور گھی میں دودھ تو اس میں ہے وہ تجھ میں! میں تو کہتا ہوں۔ تو میں کہتا ہے۔بس میں اور تو کے درمیان خود کو اور خدا کو پہچان۔جہل نادانی غرور اور انکار کو چھوڑ دے محبت سے محبت کر محبت کی ہر چیز سے محبت کر گھر آئے ہوئے مہمان سے اچھا سلوک کر ورنہ دل کا مہمان ناراض ہو جائے گا۔اٹھتے بیٹھتے سب کی خیریت پوچھ لیا کر دو چار عزت کے جملے حسن سلوک کے ساتھ بول لیا تو کیا تیرے گھر کی رونق چلی جائے گی۔اگر اتنا کہہ لیا تو کیا تیرا گھر زمین دوز ہو جائے گا۔یاد رکھ حسن سلوک، حسن اخلاق ہے اور حسن اخلاق حسن اخلاص ہے اور حسن اخلاص حسن محبت کا پہلا زینہ ہے۔معلوم ہوا کہ خدا تک پہنچنے کا راستہ حسن سلوک میں پوشیدہ ہے۔اس لئے صوفیان کرام کے طریق کی جان حسن سلوک ہے حسن سلوک ہی کا یہ نتیجہ ہے جو دنیا بھر میں تم اسلام کو تازہ دیکھ رہے ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے''**ان ھٰذہٖ تذکرۃ فمن شاء اتخذالیٰ ربہٖ سبیلاً**''، یہ نصیحت سو جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے۔

اے اللہ کے بندے! دنیا کی ہر چیز تجھے دیکھ رہی ہے، دن رات کا ہر نظارہ تجھے دیکھ رہا ہے چاند سورج ستارے تجھے دیکھ رہے ہیں کیا تو سمجھتا ہے وہ تجھے نہیں دیکھ رہے ہیں؟ وہ خدا بھی ذرہ بھر نیکی کو دیکھ رہا ہے ذرہ بھر بدی کو بھی دیکھ رہا ہے؟''**انّ بطش ربّک لشدید**'' اس کی گرفت بڑی شدید ہے۔اس سے پہلے سنبھل جا کہ وہ اور زیادہ شدید ہو جائے اس دنیوی حیات میں سنبھل جا یہی وقت ہے سنبھل جا ورنہ مرنے کے بعد کیا خاک سنبھلے گا؟

طہارت کیا ہے؟

وضوء و غسل ظاہری طہارت ہے اس طہارت سے باطنی طہارت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔یہ تیرا خاکی جسد لاکھوں خواہشوں کا بتکدہ ہے بتکدہ کو دھونے سے یا نہلانے سے کیا بتکدہ پاک ہو جائے؟ مچھلیاں تمام عمر پانی میں رہتی ہیں کیا بدبو سے پاک ہو جاتی ہیں اگر نہانے دھونے میں خدا ملتا تو مچھلیوں کو ملتا۔بس وہ پیر تلاش کر جو غسال کی مانند ہو۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **الطالب عندالمرشد کاالمیت بین یدی الغاسل** پیر غسال کی مانند ہوتا ہے، تو مردہ بن کر غسال کے ہاتھوں میں چلا جا وہ تجھے ظاہری و باطنی طہارت عطا کر دے گا پیر پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ بیمار مرید کو ظاہری و باطنی شفاء و طہارت نصیب فرمائے اور بخشش عطا کرے۔جو ہو رہا ہے جو ہو چکا ہے، جو ہوگا، اس سے میں غافل تھا مجھے میرے پیر نے یہ علم عطا کیا خیال کو بے خیال، صفر کو بے صفر کر دیا۔میں فاعل مگر بے فاعل کی طرح ہوں میں ہر کام کرتا ہوں مگر کسی کام میں شریک نہیں رہتا۔میں اسے یاد کرتا ہوں مگر بے انا ہو کر۔یہ تن من اور دھن میرا نہیں ہے میں ہی میرا نہیں تو میرا کیا ہو سکتا ہے؟ جسم و دل اور میری باتوں میں صرف وہ ہے جس کی رحمت نے مجھے ڈھانپ لیا ہے۔ اس لئے میں سب کو اپنا سمجھتا ہوں جس نے مجھے مارا اس نے میری تعریف کی جس نے مجھے گالیاں دیا وہ میرا محسن ہے کیونکہ وہ اپنی نیکیاں میرے نامۂ اعمال میں منتقل کرتا ہے۔جس نے میری تعریف کی اس نے مجھے ہلاک کیا جس نے قادری فقیر سے دشمنی کی وہ پانچ مہلک امراض میں مبتلا ہوگا۔جس نے مجھے حقیقت میں دیا وہ اس نے نہیں دیا وہ خدا نے ہی دیا۔

اخلاص کیا ہے؟

اخلاص کے بغیر عبادت نہیں عبادت کے بغیر اخلاص نہیں سکھ اور دکھ کا معنٰی اخلاص سے سمجھ میں آتا ہے جو مخلص نہیں وہ مؤمن نہیں جو مؤمن نہیں وہ انسان نہیں۔بغیر اخلاص کے نہ عبادت ہوتی ہے نہ زیارت ہوتی ہے بغیر اخلاص کے تبرک میں برکت نہیں ہوتی اخلاص کے بغیر سب کچھ دھوکہ ہے تجربات کو

اخلاص کی کسوٹی پر پرکھ کر قبول کرنا چاہئے اخلاص وہ ہاتھ ہے جو دامن رحمت تک پہنچتا ہے۔ ہر ایک کے حال وایمان کو پہچاننے کا بہترین پیمانہ اخلاص ہے۔ اخلاص عقل کا رہبر ہے اخلاص ایک نور ہے اور اس نور کا مظہر مخلص پیر ہے ایسا پیر حقیقت میں ’’کونوامع الصادقین‘‘ کے مرتبہ پر ہوتا ہے۔ انسان کا جسم نہ عبد بن کر خود کو پہچانتا ہے نہ عبادت کی آنکھ سے معبود کو پہچانتا ہے نہ علم کو جانتا ہے نہ عرفان سے پہچان حاصل کرتا ہے یہ ہونے اور نہ ہونے کو نہیں جانتا یہ نہیں تھا مگر اب ہے کہ راز کو نہیں سمجھتا۔ اے اللہ کے بندے جسم کو کتنا دھوئے گا کتنا سجائے گا کتنا سنوارے گا کب تک سجائے گا کب تک بچائے گا! بہتر ہے تو اسے کسی قادری پیر کے حوالے کردے۔ تاکہ وہ تیرے جسم کو بھی پاک کر کے پاکوں کے حوالے کر سکے۔ ارشاد ربانی ہے ’’من عمل صالحاً فلنفسہٖ ومن اساء فعلیھا‘‘ نیک عمل کی نیک جزا ملے گی برے عمل کا عذاب ملے گا۔ جسم غافل اگر ہے تو غفلت گناہ کبیرہ ہے وہ ہر جان میں رحیم وکریم ہے اس لئے مجھے ڈر لگتا ہے کیونکہ میں جان ہوں اور جسم بھی ہوں کوشش کرتا ہوں کہ جسم اور جان کو ایک کر دوں۔

اے مخلص سالک کیا تو اللہ کے احسان کو نہیں پہچانتا؟ اللہ اکبر۔ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے ہر چیز کو گھیرے ہوئے محیط ہے ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اس سے عظیم تر کوئی شئی نہیں پھر بھی وہ تیری شہ رگ سے قریب ہے لطیف ترین نور بن کر نمودار ہوا ہے تیرے قلب میں لطیف ترین نور بن کر جلوہ نما ہوتا ہے تو کیوں اس احسان کے باوجود اس کے دیدار سے محروم ہے۔ تو عالم ہو یا جاہل اگر اخلاص سے محروم ہے تو گمراہ ہے تیرے بے اخلاص ریاکارانہ افعال تجھے جہنم سے کس طرح محفوظ کر سکیں گے؟ کما تدین تدان جیسا معاملہ دوسروں کے ساتھ کرے گا ویسا ہی معاملہ تیرے ساتھ ہوگا۔ تیرا کیا اگر تو یہاں نہیں پاسکا تو وہاں ضرور پائے گا یہاں بویا ہے وہاں ضرور کاٹے گا۔ اپنے اعمال پر نظر رکھ اور دیکھ کہ اس کا سایہ کتنا دراز ہو چکا ہے تو اپنے اعمال کو بھول گیا ہوگا مگر تیرے اعمال تجھے ہرگز نہیں بھولیں گے! تیرے خلاف تیرے اعمال ہی گواہ ہیں تو خدا سے آیا تھا، تو خدا کو بھول گیا، تو ازل سے آیا تھا ازل کو بھول گیا اے ناداں کسی گھر کے کتے کو بھی کھیتی میں لے جانے سے وہ اپنا گھر نہیں بھولتا جنگل سے ہاتھی کو شہر میں لانے سے جنگل کو نہیں بھولتا۔ مگر تو خدا سے

ہو کر خدا کو بھول گیا ہائے افسوس! ابھی وقت ہے کسی قادری پیر کا مرید ہو جا شاید تجھے فلاح نصیب ہو جائے۔ جس طرح عود جل کر خوشبو دیتا ہے شمع جل کر روشنی دیتی ہے اسی طرح فقیر کا وجود عشق کی آگ میں جل کر مخلوق میں عشق کی خوشبو بکھیرتا ہے، فیض پہنچاتا ہے کیونکہ قادری کا وجود خدا کا فضل نبی کی رحمت غوث کا کرم اور پیر کی دعاؤں کا ثمرہ ہوتا ہے۔

شقِ صدر اور شرح صدر:

اے اللہ کے بندے! تو اللہ کا بندہ ہو کر اطیع اللہ و اطیع الرسول کی ازلی زنجیروں کو توڑ کر کیوں اپنے باہر بھٹک رہا ہے مانا کہ تو کلمہ گو ہے کلمہ کی حقیقت اور معرفت کو اپنے باہر تلاش کر رہا ہے؟ تیرے باہر کیا ہے تیرے اندر کی خواہشات کے مظاہر ہیں۔ تیرے باہر کیا ہے؟ جھگڑے ہی جھگڑے ہیں بنام اسلام تہتر فرقے ہیں یہاں ہر کوئی صداقت کا دعویٰ کر رہا ہے! تیرے باہر کیا ہے؟ امیری اور غریبی کا تماشہ ہے، یہ دونوں تیرے دوست نہیں دشمن ہیں غریب من ہی من میں امیر کا دشمن ہے مگر نمائشی ریاکارانہ عزت کرتا ہے امیر چاپلوسی سے وقتاً فوقتاً غریبوں کا مسیحا بنتا ہے مگر یہ بھی دکھاوا ہے دراصل وہ غریب کو نچلی سطح کا حقیر سمجھتا ہے دونوں بیمار ہیں غریب کی بیماری ذرا غریب ہوتی ہے امیر کی بیماری بہت امیر ہوتی ہے غریب گنہگار ہو تو عیاش کہلاتا ہے امیر گنہگار ہو تو فیشن ہے غریب گناہ کیا تو ہدف تنقید ہوتا ہے امیر گناہ کیا تو اونچی سوسائٹی کا کہلاتا ہے پیروکار معتقد دین دھرم کے نام پر دیتا ہے اور رہبر امیر دین ملت بن کر دین دھرم کے نام پر لیتا ہے۔ الغرض دونوں بیمار ہیں دونوں مریض ہیں۔ اے مریضو! اے بیمارو! اے سکھ وشانتی کے تلاش کرنے والو! اے امن وسکون کی تلاش کرنے والو! اے چین کے مقصد سے ناشناس لوگو! اے غریبو! اے تونگرو! آؤ ارشاد ربانی کی طرف آؤ ’’افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام‘‘ اللہ جسے چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے، یہ شرح صدر کیا ہے؟ اللہ کی عطا ہے، اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ شق صدر کا معاملہ کیا اور آپ کی امت کے ساتھ شرح صدر کا معاملہ فرما رہا ہے تم ایسے بن کر جاؤ کہ تمہیں اللہ چاہے تاکہ تمہیں شرح صدر کی دولت ونعمت میسر ہو۔ شرح صدر سے دل کا دروازہ کھل جاتا ہے اور جسم میں اسلام کا نور داخل

ہوجاتا ہے۔اللہ تیرے اندر اسلام کو داخل کرنے کی بات کرتا ہے اور تو اسلام کو اپنے باہر تلاش کرتا ہے۔اے اللہ کے بندو! اگر تم سلامتی چاہتے ہو شفاء چاہتے ہو صحت و عافیت چاہتے ہو سکھ شانتی چاہتے ہو امن و سکون چاہتے ہو تو ایسے بن جاؤ کہ اللہ تمہیں پسند کرے اور تمہارے دلوں کے بند دروازے کھول دے اگر ایک بار یہ دروازہ کھل جاتا ہے تو وہاں وہ سب کچھ ہے جس کیلئے انسان کی تخلیق کی گئی ہے۔**فھو علیٰ نور من ربہِ** پھر ایک نور نمودار کرے گا تم **نورٌ علیٰ نور** ہو جاؤ گے۔یہاں امیر غریب، چھوٹا بڑا، کالا گورا کا فرق مٹ جاتا ہے ،حقیقت میں تم سنت و جماعت میں داخل ہوجاؤ گے ۔کیونکہ یہ جماعت نمائندگی کرتی ہے۔میرے غوث اس کی نمائندگی کرتے ہیں ۔تیرے اندر یہ جماعت ہے تیرے باہر اس کی تعریف ہے اے اللہ کے بندے جب تو حقیقت میں مسلمان بن کر اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل ہوگا تو تو ایسا مسلمان ہوگا جس کے تعلق سے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے ’’**وعبادالرحمن الذین یمشون علی الارض ھوناواذاخاطبھم الجاھلون قالوا سلٰماً**،، (پارہ نمبر ۱۹)اور اللہ کے بندوں میں وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں اور جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں ۔تو معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو اپنے باہر کی زمین پر نرمی اخلاص اور محبت سے چلنا چاہیئے اپنے اندر کی یعنی دل کی زمیں پر نرمی یعنی ادب کے ساتھ چلنا چاہیئے اگر تمہارے حال سے نا آشنا لوگ تمہیں برا بھلا کہیں تو ان کے حق میں ہدایت اور سلامتی کی دعاء کرنا چاہیئے ۔اس حال تک پہنچنے کے بعد انسان اللہ والوں کی جماعت میں داخل ہوجاتا ہے۔حدیث قدسی ہے اللہ رب العزت فرماتا ہے ’’**عباد الذی ایجادھم فی الدنیا کمثل المطر اذا انزل فی البر بیت البر فی البحرتخرج الدُرِ**،، یعنی میرے خاص بندوں کا دنیا میں موجود ہونا اور ان کی مثال بارش کی طرح ہے۔جب بارش خشکی پر برستی ہے تو گندم اگاتی ہے جب سمندر پر برستی ہے تو موتی پیدا کرتی ہے۔یعنی اللہ کے دوستوں کا کرم اگر انسانی جسموں پر ہوتا ہے تو رزق سے آباد کر دیتا ہے۔ایمان کے سمندر پر ان کا کرم ہوتا ہے تو مسلمان کے اسلام میں ایک اور نور پیدا کرتا ہے۔خشکی یعنی بندے کے خشک اسلام پر ان کا فیض برستا ہے تو عشق کا انمول موتی پیدا کرتا ہے ۔وہ بندے جن پر اللہ کے دوستوں کا کرم ہوتا ہے وہ

اللہ والوں کی سنت و جماعت میں داخل ہوجاتا ہے تو اللہ رب العزت حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے ’’**یا عباد الذی قلوبھم عرشیة و ابدانھم وحیشةو ھمتھم سماویة ثمرة المحبت فی قلوبھم مقدوسة وخواطرھم جاسوسة سماء سقفتہ و الارض بساطھم و ذکرانھم و رب علیم**،، ترجمہ:اے میرے وہ بندو! جن کے دل اللہ کے عرش ہیں اور ان کے جسم مغموم و اداس ہیں،اور ان کی ہمت بلند ہے اللہ کی خشیت کے پھل سے ان کے دل مقدس ہیں ان کے دل کی وارداتیں آسمانی معاملات کے متلاشی ہیں جو ان کی چھت ہیں اور زمین ان کے لئے بچھونا ہے ان کو تلاش کرو وہ کہاں ہیں؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔

اے اللہ کے بندے! تو اگر اللہ والوں کی جماعت میں داخل ہوتا ہے تو تیرا دل اللہ کا عرش بن جائے گا۔یہ مقام شریعت مطہرہ کی پابندی سے عطا ہوتا ہے۔شریعت مطہرہ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ کی سیرت ہے، جو سیرت محمدی ﷺ کی توہین وتحقیر کرتا ہے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔لہٰذا مسلمان مسلمان ہوتا ہے شریعت کی پابندی سے۔ورنہ وہ برائے نام ہے۔

صراطِ مستقیم کیا ہے؟:

سیدھا راستہ صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم جو تیرے باہر ہے وہ شریعت ہے تیرے باطن میں جو ہے وہ طریقت ہے لہٰذا سالک کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ امت میں سے ایک امتی ہے اور امت کے معنٰی پیروی ہے پیروی پیر سے ہے اور نبی کریم ﷺ کے دو پیر مبارک ہیں ایک پیر مبارک ظاہر کی طرف دلالت کرتا ہے دوسرا پیر مبارک باطن کی طرف دلالت کرتا ہے ۔لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی قدم بہ قدم پیروی کرنے والے کو امتی کہتے ہیں ۔لفظ امت سے دو اقدام شریعت وطریقت کا اظہار ہوتا ہے،یعنی امتی اسے کہتے ہیں جو بہ ایک وقت شریعت اور طریقت پر چلتا ہے۔اگر دونوں پیر صرف شریعت میں محوسفر ہیں تو طریقت سے رہ جائیں گے اس لئے امتی کو امتی کا معنٰی سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیئے اس کا ایک قدم شریعت میں تو دوسرا قدم

طریقت میں ہونا چاہئے جسم کو شریعت پر اور روح کو طریقت پر چلانا چاہئے ایک قدم جسم ہے دوسرا قدم روح ہے ایک قدم عناصر سے ہے اور عناصر دنیا سے تعلق رکھتے ہیں یعنی جسم کا رخ صرف دنیا کی طرف ہوتا ہے۔ روح کا رخ اللہ کی طرف ہوتا ہے کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے آئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''نفخت فیہ من روحی ''ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی لہٰذا ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے، حدیث نبوی ﷺ ہے ''کل شیءٍ یرجع الیٰ اصلہٖ یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ جسم کا تعلق یعنی پہلے قدم کا تعلق شریعت سے ہے کیونکہ شریعت اسے مؤدب اور مخلص مسلمان بناتی ہے تا کہ یہ روح کی قابو یافتہ سواری بن جائے ورنہ جسم تو ہزاروں خواہشات کا غلام اور ہر خواہش کی سواری بن جاتا ہے اگر پہلے قدم پر جسم آکر مسلمان بن کر، مؤدب و مخلص بن کر دوسرے قدم یعنی روح کی مدد کرتا ہے یا روح کی اطاعت کرتا ہے تو دوسرا قدم اللہ کی طرف محو سفر ہو جاتا ہے جب پہلے قدم یعنی مسلمان کی شریعت کا سوال آتا ہے تو دوسرا قدم اسے اپنے علم اخلاق عادات محبت و وفا کا درس دیتا ہے۔ اگر دونوں قدم زبردستی صرف شریعت ہی میں چل رہے ہیں اور طریقت سے محروم ہیں تو یہ طریقت کے ساتھ ناانصافی اور بغاوت ہے اس بغاوت سے یا طریقت کے انکار سے انسان میں نفاق آجاتا ہے۔ اگر دونوں قدم شریعت کو فراموش کر کے صرف طریقت پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں یا شریعت کی تحقیر کرتے ہیں تو یہ زندقہ ہے۔ جاننا چاہئے انسان جب چلتا ہے تو انسان کا ایک قدم اس کے جسم سے قدرے باہر کی طرف کھینچتا ہے اس وقت دوسرا قدم پیچھے رہ کر اس کے وجود کے اندر کی طرف چلنے کا اشارہ کرتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ انسان بہ ایک وقت دونوں قدموں کے ساتھ آگے چل سکے اور نہ پیچھے چل سکتا ہے۔ اے غافل انسان اپنے قدموں کی رفتار سے اپنے سامنے کے سفر کو پہچان۔ اپنے دونوں قدموں کے اشارات سے ظاہری و باطنی سفر کو پہچان! اور محو سفر ہو جا۔ اگر ہم ان علوم کو پیش کرتے ہیں تو آج کل کچھ لوگ کچھ جذباتی جماعتوں کے مبلغ تو اس قدر صاف کہہ دیتے ہیں کہ پہلے شریعت میں مکمل ہو جاؤ نعوذ باللہ کیا ایک مسلمان ضروریات دین کے علوم پر عمل کر کے حرام اور حلال میں تمیز کرتے ہوئے مؤدب اور مخلص نہیں ہو سکتا؟ کیا اس قدر علم اسلام اسے دوسرے

قدم یعنی طریقت پر چلنے کی اجازت نہیں دیتا؟ یا یہ تو بتاؤ کہ ایک مسلمان آخر کب شریعت میں مکمل ہوتا ہے؟ جس کے بعد وہ طریقت میں قدم رکھ سکے۔ آخر وہ کیا پیمانہ ہے جس سے مسلمان کے اسلام کو ناپا جائے؟ یا صاف صاف کہہ دو کہ ایک مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمہاری جماعت میں داخل نہیں ہو جائے آخر یہ لوگ سوچتے سمجھتے کیوں نہیں کہ وہ امتی ہیں۔ اگر ہم صرف ظاہر کی پختگی میں لگ گئے ہیں اور مر جائیں تو باطنی طریقت پر چلے بغیر ہم امتی کس طرح ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ امت کا معنٰی ہی پیروی کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ کب کہا کہ تم صرف ظاہر کی پیروی کرو میری باطنی پیروی نہ کرو۔ ورنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیوں فرمایا جو مسلمان اپنے باطن میں سفر نہیں کرنا چاہتا اسے اللہ ظاہر کے سفر میں جیسے نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ میں الجھا کے رکھ دیتا ہے۔ یہ الجھنا ہوا، یہ الجھنا کیا ہے؟ اللہ رب العزت نے فرمایا میں جسے چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں جسے چاہتا ہوں گمراہ کر دیتا ہے ہوں۔ ہر جماعت کے مبلغین کا کہنا کہ شریعت میں مکمل ہو جاؤ۔ یہ جملہ کچھ لوگ تو ایک تیکھے طعنہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ دراصل یہ طعنہ وہ ایک عام مسلمان کو نہیں دے رہے ہیں بلکہ طریقت کو دے رہے ہیں کبھی کبھی تو کھلے الفاظ میں کہہ دیتے ہیں کہ طریقت پر چلنا ہمارا کام نہیں۔ کوئی کوئی تو کہتے ہیں کہ یہ راستہ بہت کٹھن ہے بھولے سے بھی اس راہ میں قدم نہ رکھنا۔ اگر قدم نہ رکھا تو لفظ امت جو ہم سے تقاضا کر رہا ہے کہ تم ایک قدم شریعت میں رکھو ایک قدم طریقت میں رکھو۔ گویا تم بہ ایک وقت جسم کو شریعت پر چلاؤ اور روح کو طریقت پر چلاؤ۔ اس کا ہمارے پاس کیا جواب ہے؟ یا لفظ امت کا تقاضہ ہی پورا نہ ہوا تو ہم ایک قدم کی شریعت میں آدھے امتی ہوئے، دوسرے قدم کی طریقت کو بالائے طاق رکھ دیا۔ تو اللہ کے اس فرمان کا ہمارے پاس کیا جواب ہے ''ادخلوا فی السلم کافۃ،، کہ تم پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ، یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ تم جسم اور روح کے ساتھ مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ انسان کیا ہے؟ جسم نفس روح اور قلب کا مجموعہ ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان کو جسم روح اور نفس و قلب کے ساتھ مکمل طور پر اسلام میں داخل ہونا ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''ومن یتبعَ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ،، یعنی جو اسلام کے سوا دوسرا دین چاہے وہ

اس سے قبول نہ کیا جائیگا۔

اسلام کیا ہے؟

اسلام ظاہری و باطنی نعمتوں کا مجموعہ اور اللہ کا تحفہ ہے۔ اسلام میں شریعت بھی نعمت عظمیٰ ہے، طریقت بھی نعمت غیر مترقبہ ہے۔ شریعت میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کا انعام ہے طریقت میں دیدار جمال یار کا انعام و اکرام ہے، شریعت سے آراستہ ہو کر انسان نبی کریم ﷺ کی باطنی بارگاہ تک پہنچنے کا شرف حاصل کرتا ہے طریقت سے قرب الٰہی سے مقرب ہو جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**" یعنی آج ہم نے دین کو مکمل کر دیا اور نعمتوں کو بھی مکمل کر دیا اور راضی ہوا میں بنام اسلام۔ سبحان اللہ! اسلام اللہ کی نعمتوں اور رضاء کا مجموعہ ہے۔ یہ صرف نعمت ظاہر کا مجموعہ نہیں ہے یہ نعمت باطن کا بھی مجموعہ ہے۔ نعمت ظاہر شریعتِ مطہرہ یعنی سیرتِ مصطفٰے ﷺ ہے اور نعمت باطن دیدار و قربِ الٰہی کا نام ہے۔ اب خود فیصلہ کر لیجئے کہ پیروی کسے کہتے ہیں، ہم امت ہونے کا اعزاز کب حاصل کر سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "**ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ**" اپنے رب کے سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو دعوت دو حکمت اور وعظ سے جنت کی طرف بلاؤ۔

اسلام اور علم دین:

عالم کا علم اسلام کے حق ہونے کی گواہی دیتا ہے سالک کا علم ایمان کے حق ہونے کی گواہی دیتا ہے عاشق کا علم دیدار جمال یار کی گواہی دیتا ہے درویش کا علم غنایت کی گواہی دیتا ہے۔ فقیر کا علم خود کی نفی اور خدا کا اثبات کرتا ہے ولی کا علم ولایت کے اختیار کو ثابت کرتا ہے اور علم دیدار سے مزین ہوتا ہے۔ ان تمام علوم کے مجموعات کا نام اسلام ہے۔ عبادات، عقیدت ذکر واذکار فکر وافکار فنا اور بقا مجاہدہ و مکاشفہ اور مراقبہ وغیرہ سب اچھے ہیں مگر سب سے اچھا کلمۂ طیب ہے اور یہ ہر عبادت کی اصل ہے۔ کلمۂ طیب کا عشق

کلمۂ طیب کیلئے اچھا ہے۔ لہٰذا عشق ہر راہ سے بہتر ہے عشق ہر چیز سے بے نیاز ہوتا ہے مگر وہ اسے چاہتا ہے جو شکل وصورت سے روپ رنگ سے مبرہ مگر موجود ہے تو گمان کر لے تو وہ موجود ہو جائے گا۔ وہ لطیف ہے وہ نقطہ میں بے نقطہ مگر ہر شئی کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور ہر شئ سے نیاز ہے۔ ان رموز سے آشنائی کیلئے صرف قادریت کی طرف رجوع کرنا چاہئے کیونکہ ہر سلسلہ ایک ستارہ ہے اور قادریت میں **و اما السائل فلا تنھر**، پر نظر رکھا جاتا ہے۔ یہاں ہر بات سنی جاتی ہے یہاں دیا جاتا ہے یہاں لیا نہیں جاتا یہاں ہر کام ہوتا ہے مگر کام لینے کا سلیقہ ہونا چاہئے قادریت رحم وکرم شفقت و محبت کا دربار ہے۔ ماں باپ کا غصہ ایک دن کا ہوتا ہے استاد کا غصہ چند منٹ کا ہوتا ہے خدا کی ناراضگی توبہ کرنے کے بعد رحم وکرم میں بدل جاتی ہے مگر خدا قادری فقیر کے جلال سے محفوظ رکھے۔ جب قادری فقیر شفیق وکریم ہوتا ہے تو ماں باپ بھائی بند کی محبت سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

جب دنیا بوجھ بن جاتی ہے تو دنیا میں رہ کر دنیا سے جدا ہو جانا چاہئے جب دنیا دشمن بن جاتی ہے تو دنیا کا ترک کر دینا اچھا ہے جب بیوی بداخلاق بوجھ بن جاتی ہے تو اسے طلاق دینا اچھا ہے جب شوہر نکما بے حیا بے غیرت درندہ بن جاتا ہے تو بیوی کو چاہئے کہ اس سے الگ ہو کر خدا کے حوالے ہو جائے۔ اگر پیر یا مرشد بوجھ بن جائے خود شناسی اور خدا شناسی سے غافل ہے یا جاہل ہے تو وہ رسم نبھا رہا ہے یا گانے بجانے یا ناچنے نچانے کا نام پیری اور مریدی رکھ لیتا ہے تو اس سے فوراً الگ ہو کر قادریت کی آغوش میں چلا جانا چاہئے کیونکہ اصلی قادری ان تمام رسمی حرکات کو انتہائی مذموم سمجھتا ہے۔ قادری روز الست سے اور آواز الست سے مست آتا ہے گیت سنگیت کی ضرورت نہیں ہوتی علم سے جہل کا خاتمہ ہوتا ہے گیان سے اگیان ختم ہوتا ہے، اجالے سے اندھیرا مٹ جاتا ہے، حق سے باطل کا خاتمہ ہوتا ہے، سچ سے جھوٹ ہار جاتا ہے۔ اسی طرح قادری پیر سے مرید کا نفس ہار کر "**اطیع اللہ و اطیع الرسول**" کی زنجیروں میں جکڑ جاتا ہے اور کشاں کشاں اللہ کی طرف سفر اختیار کرتا ہے۔ قادری سالک بھی دنیوی قید سے آزاد ہو کر، قادری طریق سے خدا تک پہنچ جاتا ہے۔

قادری فقیر **لایعرف اللّٰہ غیر اللّٰہ** یعنی خدا کو خدا کے سوا کوئی نہیں پہچانتا کے راز سے واقف ہو کر، خدا کے دیدار کے بعد خدا کی دنیا کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ خدا کے نام کے سوا بات نہیں سنتا وہ لوگوں سے بات کرتا ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ان سے بات کرتا ہے اور خدا جانتا ہے وہ خدا سے بات کرتا ہے۔ قادری فقیر خدا کے سامنے اٹھے ہوئے، اس کی بزرگی کی گواہی میں اٹھے ہوئے ہاتھوں کو غیروں کے سامنے نہ پھیلاتا ہے نہ اٹھاتا ہے۔ جب خدا ہی اس کے دل میں ہو تو وہ غیر کو کیوں یاد کرے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے "**ومن اسلم وجہ اللّٰہ وھو محسن فقد استمسک باالعروۃ الوثقٰی**"، ترجمہ: جو اللہ کا ہو جاتا ہے وہ نیکی کرتا ہے اور اس نے ٹھیک مضبوط رسی کو پکڑ لیا ہے۔

من عرف نفسہ کیا ہے؟

من عرف نفسہ یہ خود شناسی ہے خود شناسی پر خدا شناسی موقوف ہے خود شناسی کے بغیر کوئی شخص خدا شناس نہیں ہو سکتا۔ نہ خدا کی معرفت کے بغیر خدا کی تعریف کر سکتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "**اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم**"، کیوں تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔ شاید یہ نصیحت کرنے والے علم کا معنیٰ ہی نہیں جانتے۔ کیونکہ علم صفت الٰہی ہے اور یہ بحر محیط ہے۔ اور معرفت ایک چھوٹی سی نہر ہے۔ علم خدا کیلئے ہے اور معرفت بندہ کیلئے ہے، علم اللہ کی شان ہے، معرفت بندہ کی جان ہے۔ ہم نے معرفت میں کوشش کرنے کی بجائے علم میں کوشش کر ڈالی اور یہی حرکت شیطان نے بھی کی تھی انجام ظاہر ہے۔ ہم نے علم کو اپنی میراث سمجھ لیا ہر کسی نے علم ہی سے علم کے خلاف دلائل لا کر دین حقہ میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی، کئی فرقے وجود میں آئے جب انسان نے علم کے خلاف کیا اور اپنے موقف میں دلائل نہ پایا تو حیلۂ شرعیہ کی آڑ میں بے جا تاویلات کرنے لگا۔ شیطان کو علم عزیز تھا علم الٰہی سے مارا گیا انسان کو بھی علم، معرفت علم سے زیادہ عزیز ہے خدا جانے اب اس تاویل باز انسان کا کیا ہوگا۔

خدا نے کل علم کو اپنی صفت بنایا وہ جس قدر چاہا انسان کو عطا فرمایا تا کہ وہ اس کی معرفت حاصل کر سکے۔ مگر نہیں انسان علم کو حاصل تو کرنا چاہتا ہے مگر علم سے معرفت حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ انسان علم کا پرستار بن گیا

ہے، معرفت کا پرستار نہیں۔ آج کا انسان یہ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتا ہے کہ علم معرفت کیلئے ہے اور معرفت علم کیلئے نہیں بلکہ خدا کیلئے ہے۔ وہ علم جس سے معلوم کا پتہ نہ ملے یا وہ علم جو انسان کو معرفت اور معرفت الٰہی نہیں عطا کر سکتا تو وہ علم کس کام کا؟ جواب یہ ہے کہ ہم علم بہت حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر معرفت نہیں۔ ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ہمیں علم کلی نہیں علم جزوی عطا کیا گیا ہے، مگر معرفت تو خدا رسا ہونے تک عطا کی گئی ہے کیا یہ کم ہے؟ اس لئے ہمیں علم کے الجھیڑوں میں نہیں الجھنا چاہئے بحث مباحثہ مناظرہ ومجادلہ میں نہیں الجھنا چاہئے کیونکہ علم خدا کیلئے ہے اور معرفت بندے کیلئے ہے۔ علم اور علمی دلائل و براہین سے دین حقہ میں نفاق نہیں ڈالنا چاہئے نئی نئی جماعتوں میں تبدیل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ آج کل ایک جماعت خواہ سنت و جماعت سے کیوں نہ تعلق رکھے دوسری سنی جماعت ہی اس کے خلاف صف آراء نظر آ رہی ہے' ایک جماعت دوسری جماعت کے خلاف اپنے من میں زہر لئے ہوئے ہے تمام سنی جماعتوں نے تمام سنی مسلمانوں نے جس سے وابستہ رہنے کو باعث فخر سمجھا وہ قادریت اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سنت و جماعت ہے۔ لہٰذا ہر جماعت والے کو ٹھنڈے دل سے غور کر کے قادریت کی ترقی اور ترویج میں متحد ہو جانا چاہئے۔ علم سے اور علمی دلائل سے امت میں اگر نفاق آ رہا ہے تو یہ انتہائی خطرناک ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے "**لھم قلوب لا یفقھون بھا و لھم اعین ل لا یبصرون بھا و لھم اذان لا یسمعون بھا اولٰئک کا لانعام بل ھم اضل و اولٰئک ھم الغافلون**" (پارہ ۹) ترجمہ: ان کے دل تو ہیں لیکن سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر سنتے نہیں، یہ لوگ جانور کی طرح ہیں بلکہ اس بھی گمراہ اور وہ سب غافل ہیں۔

من عرف نفسہ خود شناسی علم نہیں معرفت ہے اس معرفت کے بعد ہی خدا کی معرفت عطا ہوتی ہے۔ من "جو" ہے یہ "وہ" تو ہے اپنے آپ کو پہچان تیری پہچان نبی کریم ﷺ تجھے عطا کر رہے ہیں۔ **انا من نور اللہ و کل خلائق من نوری**" میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس نور کو پہچان وہ نور اسم اللہ کا بھی مظہر ہے، نور اللہ کا بھی مظہر ہے ذات اللہ کا بھی مظہر ہے۔ گویا وہ

اللہ کے نور کی تنویر ہیں تو نور بن کر بس تنویر تک پہنچنے میں کامیاب ہوجا۔مظہر کو دیکھا تو ھوالظاہر کو دیکھا۔تنویر کو دیکھا تو نور کو دیکھا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا **من رأنی فقد رأی الحق** جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا۔

علم کیا ہے؟

’’**رب زدنی علماً**‘‘ یارب میرے علم میں زیادتی فرما۔یہ علم نہیں عرفان ہے یہ عرفان کیا ہے **العلم نور** علم ایک نور ہے۔حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ علم ایک نور ہے یہ نور اللہ جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے۔ ایک علم لسان ہے،ایک علم قلب ہے **العلم حجاب اکبر** ’’علم بڑا حجاب ہے،یہ حجاب خود عالم کا وجود ہے،حضور اکرم ﷺ نے فرمایا’’**وجودک حجاب بینی و بینک**‘‘ تیرا وجود تیرے اور تیرے اللہ کے درمیان حجاب ہے،جب تک عالم کا علم عرفان کی شکل حاصل نہیں کر لیتا تب تک وہ باحجاب ہوتا ہے اور اس کا علم اس پر ایک بوجھ ہے۔کل یہ اسی کے خلاف گواہی دے گا کب؟ جب کہ وہ جس قدر علم حاصل کیا ہے اس پر مکمل عمل نہ کرلے۔اگر صرف علم حاصل کیا اور اس پر عمل نہ کیا اور اپنے علم کو عرفان الٰہی کیلئے استعمال نہیں کیا تو یہی علم’’**علم انا خیر منہ**‘‘میں اچھاہوں میں سب سے اچھاہوں کی شکل اختیار کرلے گا یہی بات حضرت آدم علیہ السلام کے خلاف شیطان نے کہی تھی۔

العلم نور ، علم ایک نور ہے،اس کا تعلق جسم عناصر سے نہیں بن سکتا؟ کیونکہ عناصر میں آگ ہوتی ہے،نور اور نار ایک دوسرے کی ضد ہیں۔معلوم ہوا کہ جسم عناصر سے حاصل کیا ہوا علم ،نار عناصر کیلئے کچھ خاص مفید نہیں ہوسکتا۔کیونکہ علم نور ہے نور سے ہی اسے حاصل کرنا چاہئے اور نور قلب ہے ۔معلوم ہوا کہ علم لسان علم ہے اور علم قلب عرفان ہے۔علم لسان عناصر پہ حکمراں نفس کو مسلمان بنانے کیلئے ہے،اگر نفس مکمل طور پر مسلمان بن کر داخل اسلام ہوجاتا ہے تو اس کی ناری موت ہوجاتی ہے اور وہ علم شریعت کے نور سے زندہ ہوجاتا ہے،اور طریقت پر چل کر روح کا ہم سفر اور روح کی سواری بن جاتا ہے۔جاننا چاہئے نفس کا اس مقام تک پہنچنا اسلام کو قبول کرنا شریعت کے نور سے دوبارہ زندہ ہونا اور روح کا ہم سفر ہونا کوئی

آسان کام نہیں ہے بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی دراصل مقام شریعت میں رہ کر خود کو کامیاب طریقت میں لے آنا بغیر کسی رہبر کے راستہ چلنا اور تلمیذ الرحمٰن بن کر اپنے رب تک پہونچنا کیا کوئی آسان کام ہے؟ در اصل راہ شریعت بہت دشوار ہے کیونکہ اس راہ میں بغیر رہبر کے خدا تک پہنچنا ہوتا ہے راہ طریقت انتہائی آسان ہے کیونکہ اس راہ میں راہ گیر خود نہیں چلتا اسے رہبر چلاتا ہے۔شریعت میں راہ گیر کو خود چلنا پڑتا ہے راہ شریعت میں علم وعمل اس پر نظر رکھتے ہیں راہ طریقت میں صرف سالک پیر پر نظر رکھتا ہے،راہ شریعت میں خود کے علم وعمل کے سہارے چلنا ہوتا ہے،راہ طریقت میں علم وعمل سے نہیں عشق سے چلنا ہوتا ہے،راہ شریعت میں عالم کا علم رہبر ہوتا ہے اگر ٹھوکر کھا گیا تو زندقہ میں تبدیل ہوجاتا ہے راہ طریقت میں پہلا رہبر پیر ہوتا ہے اور اسے فنافی الشیخ کے درجہ پر لاکر عشق کے حوالے کردیتا ہے۔اور یہاں سے عشق سالک کا رہبر ہوتا ہے۔راہ شریعت میں علم اگر اپنے عالم کو ظاہر پر مائل کردیتا ہے تو عالم ظاہر پرست شہرت پرست،دنیا پرست،فرقہ پرست ہوجاتا ہے۔یعنی علم جب’’**انا خیر منہ**‘‘میں سب سے اچھاہوں کی شکل اختیار کرلیتا ہے تو عالم راہ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے۔راہ شریعت میں علم کثرت سے نکل کر حضور علیہ السلام کے فرمان’’**العلم نقطۃٌ**‘‘ علم ایک نقطہ ہے کے مطابق اپنے عالم کو وحدت کی طرف لے جاتا ہے تو وحدت سے وحدانیت کے بحر بے کنار تک پہنچا کر عالم کو تلمیذ الرحمٰن کے درجہ پر پہنچاتا ہے ایسے عالم کا علم علم نہیں عرفان حق میں بدل جاتا ہے کیونکہ علم حق ہے علم خدا کیلئے ہے معرفت بھی حق ہے اور معرفت بندے کیلئے ہے۔اس لئے ایسا عالم علم کے حجاب سے نکل کر عرفان الٰہی کے بارگاہ تک پہنچ کر اللہ کا شاگرد بن جاتا ہے۔ایسے عالم کا پیر خود اللہ ہوتا ہے۔ایسے عالم کا وجود دین اور دنیا کیلئے رحمت ہے ایسے عالم کا وجود ابر فیض ہے ایسے عالم کا وجود مسعود اور باسعادت ہوتا ہے۔ایسے عالم کی نظر ہر شی میں **ان اللہ علیٰ کلِ شیٍٔ محیط** کا نظارہ دیکھکر اللہ اکبر کہتی ہے!اور ہم رسماً اللہ اکبر کہتے ہیں ایسے عالم کی حقیقت کو زیادہ بولنے والے تقریر کرنے والے،ہجوم کے نعروں سے بہل جانے والے علماء کے دل نہیں پہچان سکتے کیونکہ وہ ظاہر پرست صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں ایسے عالم کا وجود پارس پتھر کی مانند ہوتا ہے یہ جس کسی کو چھولے سونا بنادے،ایسے عالم کا دیدار اللہ کا

دیدار ہوتا ہے ایسا عالم متبرک نہیں خود تبرک ہوتا ہے وہ جس سے مصافحہ کرلے وہ بھی پاک ہوجاتا ہے ایسے عالم کی صحبت صالحہ کی ایک ساعت سوسالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہوتی ہے ایسا عالم عابد سے ہزار گنا بہتر ہے ایسے عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے افضل ہوتی ہے ایسا عالم جس قبرستان سے گذرتا ہے مردوں پر سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے ایسے عالم کے حق میں ہر خشکی وتری کی چیز دعا کرتی ہے حتٰی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں۔عالم وہ نہیں جو اس حقیر دنیا کیلئے علم دین کو بیچ دے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس نے دنیا کمانے کیلئے علم دین کو بیچا وہ جہنمی ہے عالم وہ نہیں جو نام ونمود اور شہرت کا دیوانہ ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے ''ولا تشتروا باٰیٰتی ثمناً قلیلاً'' میری آیات کو تھوڑی سی قیمت پر مت بیچو۔عالم وہ نہیں جو اللہ کی آیات کو سنا کر دنیائے مردار کا مال حاصل کرے، عالم وہ نہیں جو لوگوں کے جذبات کا بھرپور فائدہ اٹھا کر ان کے حصہ کی بھی دنیا لوٹ لے۔ایسے عالم کی مثال ایسی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ڈرو جاہل علماء سے۔کیونکہ ان کی زبان عالم ہوتی ہے اور قلب جاہل ہوتا ہے۔ان کا صرف جسم عالم وفاضل ہوتا ہے اور باطن جاہل۔

علم کی اصل کیا ہے؟

علم کی اصل کلمۂ طیبہ لا الہٰ الا اللہ ہے۔علم اگر اپنے عالم کو لا الہٰ الا اللہ کی معرفت سے روشناس نہ کرے تو علم کا حاصل کرنا ہی فضول ہے۔علم کا معنی ہی جاننا اور پہچاننا ہے۔علمِ ربّ سے اگر ربّ کی معرفت حاصل نہ ہوئی تو قصور کس کا؟ یہ مٹی کا قصور ہے کہ یہ تاریک عنصر کوہِ طور سے درسِ سوزیت حاصل نہ کرسکا۔

لا الہٰ الا اللہ کیا ہے؟

کلمۂ طیّب مخزن اسرارِ الٰہیہ اور شرح اسم اللہ ہے۔جس سے دو قسم کے علم جاری ہوتے ہیں۔لا الہٰ الا اللہ میں لا الہٰ کیا ہے؟ نفیٔ مخلوقات ہے اور الا اللہ میں اثبات اللہ ہے۔معلوم ہوا کہ ایک علم نفی ہے دوسرا علم اثبات ہے۔علم نفی کیا ہے؟ علم اقرار باللسان ہے۔علم اثبات کیا ہے؟ علم تصدیق بالقلب ہے۔

اے طالب اللہ جاننا چاہیئے کہ مذکورہ دونوں علوم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض

ہے۔جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے طلب العلم فریضةٌ علیٰ کلّ مسلمٍ و مسلمة ۔یہی وہ علوم ہیں جو ہم پر فرض ہیں۔ان کے بغیر تمام علوم (علوم خبیثہ) کہلاتے ہیں۔علم لا الہٰ یعنی اقرار باللسان اس لئے ضروری ہے کہ اس سے توحیدِ استدلالی کا حصول ہوتا ہے اور توحید استدلالی سے توحیدِ الا اللہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے! علم لا الہٰ یعنی علم اللسان سے سالک کو خودی کی نفی کے (ملکئہ راسخہ) کے ساتھ مقام موتوا قبل ان تموتوا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔اور یہی وہ پہلی شرط ہے اور پہلا مقام ہے جس سے گذر جانے کے بعد سالک کو دوسرا علم یعنی علم تصدیق بالقلب سے علمِ قلب اور معرفت توحید الا اللہ حاصل ہوتی ہے۔اسی لئے معصوم نبیِ کریم رؤف رحیم احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا علم دو طرح کے ہیں۔پہلا علمِ اقرار باللسان ہے دوسرا علم تصدیق بالقلب۔

اے طالب اللہ! کیا سمجھے؟ علم اللسان یعنی علم لا الہٰ میں جب تک سالک ہوتا ہے وہ پرہیزگار مسلمان ہوتا ہے اور خود کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا تابع وفرمابردار بنائے رکھتا ہے اور اگر کچھ اپنی مرضی سے کہتا ہے! تو بھی شریعت مطہرہ کے حصار میں رہ کر کہتا ہے۔اور جب سالک اس مقام سے ترقی کرکے یعنی (موتوا قبل ان تموتوا) کی موت مرکر مقام صدق کی پہلی منزل یعنی تصدیق بالقب معرفت توحید الا اللہ میں آجاتا ہے تو اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا! بلکہ ارشاد ربّانی ما ینطقُ عن الھویٰ کا مظہر بن جاتا ہے۔اے طالب اللہ علم الا اللہ کا عالم جب بولتا ہے اسکا بولنا! اسی کا بولنا اسی کی جانب سے ہوتا ہے ورنہ وہ خاموش رہتا ہے۔جیسا کہ ارشاد نبی ﷺ ہے قل خیراً و اِلّا اُسکُتْ کلام خیر کرو ورنہ خاموش رہو۔جاننا چاہیئے کلام خیر اسکو کہتے ہیں جو حلق عبداللہ سے کلامُ اللہ نکلے۔اسی لئے عارفِ رومیؒ نے کیا خوب کہا

گفتئہ او گفتئہ اللہ بود
گرچہ زحلقومِ عبداللہ بود
(ترجمہ: اسکا کہنا اللہ ہی کا کہنا ہے گرچہ حلق عبداللہ کا ہے)

یعنی جواللہ خیرُ الرازقین کی طرف سے رزق علم کی شکل میں ہو۔ ورنہ غریقِ توحید کی حالت کچھ ایسی ہوجاتی ہے۔حدیث پاک ﷺ ہے من عرف ربه' فقد کل لسانه' جس نے اللہ کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوجاتی ہے۔ جب وہ بولتا ہے تو وہ بول اس کے نہیں خدا کے ہوتے ہیں۔

اے اللہ کے نیک بندے! علم عین سے ہے! عین کو پکڑ اور لام میم کو چھوڑ دے! عین کے لئے خود سے عین کو نکال اور عین کو عین میں فنا کر دے تا کہ تو پانی میں نمک ہو جائے۔ یا تو اپنے تمام کام کاج وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر' باالعباد O (میں اپنے کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ واقعی اللہ اپنے بندوں کا نگہبان ہے) کے تحت ہوجا!۔۔۔۔۔یادرہے جب بندہ مکمل طور پر خود کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔تو خودسپردگی کی موت مرجاتا ہے۔تو بندے کا خدا اس کے ہاتھ، پیر، دل، دماغ، آنکھ اور کان خود بن جاتا ہے۔

اے برخوردار! اب بتا! تو خود کو عالم، فاضل، مفتی اور محقق بنالیا تو کیا کیا؟ تو خود بنا کس کے مقابل؟ ایک علم زبان۔۔۔ایک علم قلب! زبان نسخ پذیر ہے قلب سے منسوخ ہوجاتی ہے اور جب زبان ہی منسوخ ہوگئی تو زبانی علم کس کام کا؟ نہیں! نہیں!! علمِ زبان کی اشد ضرورت ہے، علمِ زبان کے بغیر علم قلب کا الف بھی حاصل نہیں ہوسکتا! علمِ زبان کی اس کو ضرورت ہے جو اپنے نفس کے خلاف مجاہدہ کرکے نفس پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہو یا نفس کو قتل کرکے فارغ ہوجانا چاہتا ہو! یا نفس پر مکمل قبضہ حاصل کرکے نفس کو مسلمان بنالینا چاہتا ہو! علم زبان کیا ہے؟ علم زبان سیف اللہ ہے، اللہ کی تلوار ہے جس کی ضرورت سالک کو ہر مرحلہ پر پیش آتی ہے۔

علم زبان لا الہٰ سے تعلق رکھتا ہے اگر سالک لا الہٰ کا علم نہیں رکھتا تو نفی کس چیز کی کرے گا؟ اے طالب حق یاد رکھنا چاہئے لا الہٰ نفی کے لئے ہے اور الا اللہ اثبات کے لئے ہے۔ یہ نفی اور اثبات کے الفاظ کہنے سننے میں تو اچھے لگتے ہیں! وما توفیقی الا باللہ! اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں؟ نفی کیا ہے؟ انکار ہے! تو انکار کس کس چیز کا کرے گا؟ غیر اللہ کا؟ یہ غیر اللہ کیا ہے؟ ماسویٰ اللہ ہے! ماسویٰ اللہ تو خود

ہے! اور تو خدا کی قدرت ہے! خود کا انکار قدرت کا انکار ہے! اور قدرت کا انکار کفر ہے! استغفر اللہ!!! اس طرح پہلے ہی قدم پر اگر کفر کا خدشہ ہے تو سالک الا اللہ تک کس طرح پہنچے گا؟ یا اگر لا الہٰ کی نفی میں کفر کا احتمال ہے تو الا اللہ کی اثبات کی کوشش کرکے کوئی اپنی مسلمانی کیونکر گنوائے؟ یہاں ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے الا اللہ کی اثبات کی کوشش نہ کرکے خود کو لا الہٰ میں ثابت رکھا! تو دو وجودوں کا اقرار ہے؟ اور دو وجودوں کا اقرار شرک ہے! اب بتا کہ یہاں سالک کو کیا کرنا چاہئے؟ لا الہٰ کو اگر نفی تسلیم کرلیا تو کفر ہے اور اثبات مان لیا تو شرک ہے! اس لئے اس کا حل اللہ سے پوچھنا چاہئے۔ کہ اے مولیٰ اسکا حل تو ہی بتا دے۔ توارشادِ باری تعالیٰ ہوگا۔ یاایھاالذین آمنوا اتقُوا اللہ وابتغُوا الیه الوسیلةُ وجاھِدُوا فی سبیلہِ لعلّکُم تفلحُون ! اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ (جو) تمہیں (نفس کے خلاف) جہاد کرنا سکھائے ممکن ہے کہ تم فلاح پا جاؤ!

وسیلہ کیا ہے؟

اے طالب حق اس آیۃ کریمہ میں وسیلہ سے مراد مرشدِ کامل ہے۔ وجاھدو یعنی جدو جہد سے مراد یہی نفی و اثبات کا معمہ ہے۔ جو اس راہ میں پیش آتا ہے فلاح سے مراد لا الہٰ کی مکمل نفی سے موتوا قبل ان تموتوا کی موت مرکر فنا فی اللہ ہوجانا ہے اب از راہ انصاف بتاؤ! کہ اللہ کی توفیق یعنی وسیلہ، پیر کامل کے بغیر اس مرحلہ کو طئے کرکرنا کیا آسان بات ہے؟

نبیِ معصوم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من عرف نفسهٗ باالفناءِ فقدعرف ربهٗ باالبقاءِ اپنے آپ کو فنا سے پہچان اور اپنے رب کو بقا سے پہچان اس رمز کی طرف اشارہ ہے۔

اے اللہ کے بندو لا الہٰ الا اللہ کیا ہے؟ کلمۂ طیبہ ہے اب یہاں کس کی مجال ہے کہ اس کلمۂ مقدسہ کو نفی، اثبات یا اضداد کا مجموعہ ثابت کرے؟ یہاں کس کی مجال ہے کہ اس کلمۂ مقدسہ میں دو کفر اور چار شرک جیسے مغلظات کو تلاش کرے؟ کون ہے وہ جو اس مقدس کلمۂ طیبہ میں تصرف

کا اختیار رکھتا ہو یا اپنی طرف سے معنی حاصل کرنے کی جسارت کرتا ہو۔ ہرگز ممکن نہیں کیونکہ کلمۂ طیبہ اساسِ قرآن ہے۔ اور کلمۂ طیبہ ہی غلط ہو گیا تو سارا قرآن غلطیوں کا پلندہ بن کر رہ جائے گا! خبردار ایسی کوشش کر کے اپنے دین و دنیا کو غارت نہیں کرنا چاہئے۔ برا ہو اہل تشیع کا جنھوں نے کلمۂ طیبہ کو نہیں سمجھا تو قرآن کو نامکمل قرار دے کر 30 کے بجائے 40 پارۂ قرار دے کر حضرت عثمانِ غنیؓ کو مجرم ٹھہرا دیا! نعوذ باللہ من ذالک۔

آیئے اس ضمنی بحث میں یہ واضح کرتے چلیں کہ شعیہ حضرات اور کچھ نابالغ پیر جو قرآن مقدس کے 40 پارۂ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں دراصل وہ معمہ کیا ہے۔ قرآن مقدسہ میں کئی طرح کی آیات ہیں، آیات وعدہ و وعید، آیات محکمات، آیات متشابہات اور آیات ناسخ! یہ آیات ناسخ کیا ہیں؟ اور کس چیز کو منسوخ کرنے کے لئے نازل ہوئی ہیں؟ آیات ناسخ وہ ہیں جو آیات منسوخہ کی جگہ لیکر پہلے حکم کی جگہ آجاتے ہیں! آیات منسوخہ منسوخ کیوں ہو گئیں؟ یہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں یا وہ لوگ بہتر جانتے ہیں جنکو رسول پاک ﷺ نے بتا دیا ہو۔ قرآن مقدسہ میں کئی ایسی آیات مقدسہ ہیں جو آیات منسوخہ کو منسوخ کر کے آیات ناسخ کی شکل میں خود محکم ہو جاتے ہیں! بس یہی وہ چند آیات منسوخہ کا وہ مجموعہ ہے جس کو اہل تشیع اور گمراہ پیروں نے قرآن کے مزید دس پارۂ قرار دے کر اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کو مجرم ثابت کرنے کی جسارت میں دین و دنیا دونوں تباہ کر بیٹھے۔

یہ گمراہ عالم یہ مذہب کے غدار
محمد کے مجرم یہ فساق و فجار
کیا جس نے قرآن میں بیجا تصرف
جہنم کا کتا ہے بے دین و بیمار
(عارف القادری)

عالم کسے کہتے ہیں؟

مغرور، متکبر اور خود پسند شخص خواہ کتنا بھی علم حاصل کرے وہ شیطان تو بن سکتا ہے عالم ہرگز نہیں بن سکتا! کیونکہ وہ علم ہی نہیں جو دنیائے مردار کا طلبگار بنا دے۔ حقیقت میں علم اسے کہتے ہیں جس سے رزق دیدار الٰہی نصیب ہو! ہر علم کی اصل یا ہر علم کا مقصد حصول صرف دیدارِ الٰہی ہے۔ دیدار الٰہی کے بغیر علم کس کام کا؟ علم عین سے ہے۔ اگر یہ عین سے ملا کر عین نہ کر دے۔ تو یہ کس کام کا؟ عالم حقیقت میں اسے کہتے ہیں جو مطالعۂ دیدار الٰہی میں مصروف ہو! نہ کہ کاغذی کتابوں کا کیڑا!

اے عالم! اے بندۂ خدا! اگر تو عالم ہے تو معرفت خداوندی حاصل کر ورنہ بغیر معرفت کے تو شیطان کے مانند ہو کر اپنی انا کی بت پرستی میں ہلاک ہو جائیگا۔ جیسے شیطان انا خیر' منہ' کے دعویٰ سے ہلاک ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ عالم قابل تعظیم و مبارکباد ہے جس نے علم صرف دیدار الٰہی کے لئے حاصل کیا ہو نہ کہ دیدار دنیائے مردار کے لئے! جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **و علم آدم الاسماء کلھا** ہم نے حضرت آدم کو تمام علوم سکھائے۔ اے وارث انبیاء کیا تو جانتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے تمام علوم سکھائے وہ کیا ہیں؟ نہیں تو تو کیسا وارث انبیاء ہے جس کے ورثہ میں باپ کے علوم نہیں آئے۔ اور اگر تو اپنے باپ کے علوم سے بے بہرہ، یا محروم ہے! تیرا بیٹا ہونے کا کیا فائدہ؟ غور کر ارشاد ربّانی پر **وما خلقتُ الجن والانس الالیعبدون O** نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انس کو مگر عبادت کے لئے! عبادت سے مراد لیعرفون ہے! یعنی اللہ کو پہچاننے کا نام عبادت ہے۔ اے اللہ کے بندے تجھے اللہ کو پہچاننے کا علم ہی نہیں عبادت کس طرح کریگا؟ اور عبادت کر بھی لیا اور اللہ کی پہچان حاصل نہیں ہوئی تو عبادت کا مقصد ہی کیا رہ جائے گا؟

اے وارثِ علوم انبیاء! اللہ کے لئے اللہ کی معرفت یا علم دیدار حاصل کر اور اللہ کو پہچان! کنز مخفی سے رازِ محبت بن کر تجھے اشارہ دے رہا ہے! **نحنُ اقربُ الیہ من حبل الورید O** ہم تیری رگِ جاں سے قریب ہیں! جانتا ہے؟ وہ شہ رگ کیا ہے؟ ہر لمحہ ہر گھڑی تیری شہ رگ سے قریب اللہُ، اللہُ، کی آواز

آرہی ہے! کیونکہ جب انسان غافل ہوجاتا ہے! ''لا یذکر اللہ الا اللہ'' تو اللہ ہی اللہ کو یاد کرتا ہے! اللہ ہی اللہ کا دیدار کرتا ہے! اللہ ہی اللہ کے لئے ہوتا ہے! ''لا یعرف اللہ الا اللہ'' اللہ ہی اللہ کو پہچانتا ہے! یہاں غیر اللہ نہیں ہوتا! اے طالب صادق غور کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اشارہ دیا کہ اللہ نے تجھے چند گنتی کے سانسیں عطا کی ہیں جو سانس بغیر یادِ الٰہی کے نکلے وہ مردہ ہے! کیا راز ہے؟ اس حدیث پاک میں ارشاد ربّانی کا اشارہ ہم تیری شہ رگ سے قریب ہیں کا پتہ بھی پوشیدہ ہے۔ اور اللہ کی پہچان بھی راز ہے۔

دم میں جب تک دم ہے میرے دم میں تو دم ساز ہے
دم میں میرے اور کیا ہے بس تیری آواز ہے
۔۔۔(عارف القادری)

اللہ سے کیا مانگنا چاہیئے؟

اے اللہ کے بندے اللہ سے اللہ کی توفیق طلب کر! وما توفیقی الا باللہ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس ارشاد پاک میں توفیق کیا ہے؟ توفیق سے مراد ہی وسیلہ ہے! وسیلہ سے مراد ہی مرشد کامل کی ذات ہے! بس سمجھ سمجھ کا ہیر پھیر ہے۔ اگر تجھے مانگنا ہی ہے تو اللہ سے توفیق یعنی وسیلہ مانگنا چاہیئے اگر وسیلہ حاصل ہوگیا تو سمجھ رسائی حاصل ہوگئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **من لہٗ المولیٰ فلہٗ الکل** جسکا اللہ ہوگیا سب کچھ اس کا تو ہے۔

اے نادان! بڑے سے بڑی ہی چیز مانگنی چاہیئے۔ اللہ اکبر اللہ بڑا ہے یہ تو خود کہتا ہے ! اور اللہ سے اللہ کو مانگنے کی بجائے! اللہ سے نمک ! اور جوتے کا تسمہ ! جیسی حقیر چیزوں کا سوال کرتا ہے۔ العیاذ باللہ! گھٹیا انسان کا گھٹیا سوال! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ کے معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ نے پوچھا میرے محبوب مانگو کیا چاہتے ہو؟ ۔۔۔۔ تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں تجھی سے تجھ کو مانگتا ہوں۔ اس حدیث پاک میں اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا باطنی راز ہے کہ اتباع

دراصل یہی ہے یا اطیع اللہ کا باطنی معنی یہی ہے کہ اللہ سے اللہ ہی کو مانگا جائے! مانگنے کا سلیقہ کیا ہے؟ یہ سلیقہ پیر کامل سے عطا ہوتا ہے۔

عالم وہ ہے!

عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرے یا جسکا ظاہر و باطن متحد ہوجائے۔ کامل وہ ہے جو خضر علیہ السلام کی طرح تعلیم دے اور تلقین کا حق رکھتا ہو! جو اس کے برعکس کرے وہ شیطان نما عالم ہے! اور یہ تمام سعادتیں نبی کریم ﷺ کی قدم بہ قدم پیروی کرنے سے حاصل ہوتے ہیں نہ کہ کہنا کچھ اور کرنا کچھ! ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لم تقولون مالا تفعلون** (وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے) وہ عالم ہی کیا جو کہتا کچھ اور ہے اور کرتا کچھ ہے! پڑھا کچھ ہے! اور پاتا کچھ ہے! علم کچھ ہے! اور عمل کچھ ہے! تاویل کچھ کی کچھ ہے! علم کیا ہے؟ علم اللہ کی کمائی کرنے کا نام ہے اور دنیا کی کمائی کمانا شیطان کا کام ہے۔ اے عالم! اللہ وہ علم و عمل اختیار کر جس میں تجھے ذکر فکر مذکور اور حضور سے گذرنا نصیب ہو! وہ علم اختیار کر کہ تو نور بن کر نورِ توحید میں غرق ہوجائے! اے عالم! اللہ اس مقصد کو پہچان کہ تجھے جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ مقصد کیا ہے؟ وہ توحید ہے! توحید کیا ہے؟ پانی اور بلبلہ ہے! یہ سب کچھ پانی ہی پانی ہے۔ اگر تو فنا فی التوحید ہوجائے۔ شرف دیدار سے مشرف ہوجائے گا۔ تو تو سمجھ لے کہ تخلیق کا منشاء پورا ہوگیا! ورنہ یہ تیری ڈیڑھ اینٹ کی مسجد میں تیرا معتکف ہونا کس کام کا؟ ذکر فکر اور تمنائے مراتب و مقامات ترک کردے! بس دیدار الٰہی کر کہ اس جنت سے حسین اور کیا منظر ہوگا؟

اے عالم! اس کے دیدار سے قالب بھی قلب بن کر بیدار ہوجاتا ہے! اور تیری نظر ناظرِ خدا ہوجاتی ہے! اور جو نظر ناظرِ خدا ہوتی ہے وہ غیر اللہ پر ہرگز نہیں پڑتی! جس نے خدا کو دیکھا وہ خدا کے غیر کو دیکھنا ہرگز پسند نہیں کرتا! جو خدا کے غیر کو دیکھتا ہے وہ خدا کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ ارشاد گرامی ہے:

من کان فی ھٰذا اعمیٰ فھو فی الآخرۃِ اعمیٰ (جو دنیا کا اندھا ہے وہ آخرت کا اندھا ہے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو جس سے محبت کرتا ہے۔ وہ انہیں میں سے ہے۔ اگر تو اللہ سے محبت کرتا ہے اللہ ہی سے

ہوگا۔اوراللہ ہی کی طرف لوٹ جائیگا۔ جوغیراللہ سے محبت کرتا ہے وہ غیراللہ ہی کی طرف رجوع کرے گا! اللہ کی طرف رجوع کرنا ہی جنت ہے! اور غیراللہ کی طرف رجوع کرنا ہی جہنم ہے! وصال جنت ہے! فراق جہنم ہے! اگرتو وصل یار چاہتا ہے تو نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پرغور کرکہ آپ ﷺ نے فرمایا الموت جسر' یوصلُ حبیب الیٰ الحبیب (موت ایک پل ہے جوایک دوست کودوسرے دوست سے ملادیتی ہے) اے عالم! جب تک تو مرنے سے پہلے مرکراس پل سے نہیں گذرے گا تجھے دوست اور دوستی کب نصیب ہوگی! تواس موت کوبھی بھول بیٹھا ہے جوقانون قدرت ہے کل نفسٍ ذائقة الموت ہرنفس کوموت کامزہ چکھنا ہے۔

اے طالب اللہ! جومشرف بہ دیدارالٰہی ہوتا ہے! اسے نہ راہ ہے نہ منزل ہے نہ وقوف ہے! نہ علم ہوتا ہے نہ عمل! بس دیدارالٰہی اورلامکاں ہوتا ہے۔

لامکاں کیا ہے؟

تجلیاتِ الٰہی کی جلوہ گاہ ہے! فھم من فھم! (عقلمندرااشارہ کافی است)! اللہ کی توحید کا دیداراس شخص کونصیب ہوگا جواس راہ کا اہل ہے۔توحید مقام فنا وبقا ہے یہاں نہ نفس وقلب وروح کی خبر ہوتی ہے نہ خود کی یہی لامکاں ہے! یہاں صرف وحدت ہی وحدت ہے اور یہاں دوئی کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا! فنافی التوحید! بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے! بغیر کان کے سنتا ہے! بغیر زبان کے بولتا ہے! بغیر ہاتھ کے دیتا اور لیتا ہے۔

توحید کی پہچان کیا ہے؟

لاالٰہ الااللہ ہے! الانسان سری و انا سر ہ' میں انسان کا راز ہوں اورانسان میراراز ہے! یہ اس کا رازدار ہے وہ اس کا ہمراز ہے! اوراس ہمرازی کے مقام پرمقام کن کا راز فاش ہوجاتا ہے! دو رازوں کے درمیان یعنی اللہ اور بندہ کے درمیان، عبدومعبود کے درمیان ہے۔انت انا انا انت (تو میں

ہوں میں تو ہے) کے اس مقام توحید میں رازِ کُن کا آئینہ میسر آتا ہے۔اے طالب اللہ! یہ تمام مراتب کا حصول ممکن ہے بشرطیکہ پیرکامل کی رہبری حاصل ہو! اگرتو پیرناقص رکھتا ہے تو وہ تجھے ذکراذکار میں مشغول کرکے کاہل ونکما کردے گا۔ناقص کا مرید ناقص کی کھیتی ہوتا ہے۔اور وہ بغیر محنت کے فصل کاٹا رہتا ہے۔ اس کے برعکس کامل پیراللہ کے بندہ کو اللہ سے ملادیتا ہے۔۔۔اے طالب اللہ ناقص کے در پرسوال مت کر! ناقص کے سامنے عجز کا اظہار مت کرکہ عجز لازوال نعمت خداوندی ہے۔کیونکہ صوفیہ اکرام فرماتے ہیں اللہ کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں مگر ہاں اس کے خزانے میں کسی چیز کی کمی ہے! تو عجز ہے۔کیوں کہ اللہ عاجز نہیں ہے! اور عجز بندے کے حق میں ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اس نعمت کا تصرف کسی ایسے مردکامل مرشدِ برحق کے در پہ استعمال کرجو تجھے جیتے جی تیرے مالک حقیقی کا دیدار کرادے۔آ۔۔کہ میں تیری تخلیق کے منشاء کے مطابق تجھے اللہ تک رسائی کا سامان عطا کردوں۔ارشادگرامی ہے کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال ولاکرام کے مطابق ہرچیز فانی ہے۔میں تجھے فنا کرکے بقاسے نواز کرذکرو اذکار،فکرواذکار، قیل وقال، نام ونمود سے دوراس مقام تک پہنچادوں جہاں یہ سب کچھ بے معنی ہیں۔

اے طالب اللہ! کب تک مثل ومثال میں الجھا رہے گا جنت تو نے دیکھی نہیں نہ جنت کی مثل و مثال دیکھی ہے۔آخر یہ تمنا کب تک؟ تیرا اللہ بےمثل و بےمثال ہے! بےمثل کی شایان شان مثال نہیں ہوسکتی اور تو خود مثال ہے! اگر بےمثل ومثال کی تمنا رکھتا ہے تو خود بےمثل و بےمثال کیوں نہیں ہوجاتا؟ وہ اللہ ہے! تو بندہ ہے! وہ بےمثل و بےمثال ہے! تو مثل ومثال ہے! بےمثل و بےمثال سے مثل و مثال کا رشتہ ہرگز قائم نہیں ہوسکتا! بےمثل و بےمثال کی مثل ومثال سے مثال دینا کیا ہے؟ بےمثل کی مثال دینا کفر ہے! فھم من فھم! کہاں بندہ! اور کہاں اللہ! کہاں مخلوق! کہاں غیرمخلوق! نہ مثال قائم ہوسکتی ہے نہ تعلق قائم ہوسکتا ہے۔ہاں مگر یہ تعلق عبادت سے اس وقت ممکن ہے۔جب کامل واکمل عابد کاجسم سراسرعبادت کا کعبہ بن چکا ہو! کہ جس میں غیرمخلوق کے سوامخلوق کا وجود فنا ہوچکا ہو! ورنہ راہِ حق میں خلق کی کیا مجال کہ قدم رکھ سکے!

راہ حق میں خلق نہیں راہ خلق میں حق نہیں
مخلوق راہ حق میں نظر آئے کس طرح
(عارف القادری)

عبادت کیا ہے؟

ہر عبادت لقائے الٰہی کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ اگر کسی کو ہزار عبادات کے باوجود لقائے الٰہی میسر نہ آئے تو ہر عبادت محض ایک رسم بن کر رہ جاتی ہے۔ اور رسم ریا ہے۔ اور ریا کسی صورت میں قابل معاف نہیں! عبادت برائے نام عبد نہیں کرسکتا بلکہ عبادت بندہ میں موجود اللہ کے فضل و کرم سے ادا ہوتی ہے! وہ بدبخت بے فضل و کرم بندہ لاکھ سر مارے تو ایسی عبادت کس کام کی؟ عابد تو ابلیس بھی تھا۔ ابلیس کو عبادت سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ کاش اس کی عبادت لقائے الٰہی تک پہنچی ہوئی ہوتی تو کیا وہ ملعون ہوتا؟ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ **قائلون لاالٰہ الااللہ کثیرٌو الخلصون قلیلٌ** (زبانی کلمہ گو بہت ہے لیکن مخلص بہت کم ہیں) مزید ارشاد فرمایا **کل باطنٌ مخالف الظاھر فھو باطلٌ** (وہ تمام باطن جو ظاہر کے خلاف ہے وہ باطل ہے) معلوم ہوا کہ ظاہر و باطن میں ہم آہنگی کے بغیر مرتبہ عبادت پر پہنچنا محال ہے۔

برائے نام علم، برائے نام عالم:

برائے نام انسان! برائے نام زندگی! اور کیا؟ عالم وہ ہرگز نہیں ہوسکتا یا مرتبہ علم پر وہ شخص ہرگز نہیں آسکتا جو خود پسند، خودغرض، تندخو، مغرور و متکبر ہو۔ بلکہ عالم وہ ہے جو علم حق سے حق تک پہنچ کر حق پر نظر دائمی رکھتا ہو! جو ابلیس کی مانند علم رکھتا ہو اور معرفت الٰہیہ سے بے بہرہ اور بے نصیب ہو تو اہل حق اسے عالم نہیں تسلیم کرتے! کیوں کہ علم الٰہیہ سے انسان صفات الٰہی کا مظہر بن جاتا ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہوا **تخلقوا بِاَخلاق اللّٰہ** (اللہ کے اخلاق کو یعنی صفات کو پیدا کرو) جس علم سے اللہ کے صفات انسان میں نہیں پیدا ہوتے وہ عالم شیطان صفت ہوتا ہے۔ اور گستاخ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر مردود بارگاہ

ہوجاتا ہے۔

اے طالب اللہ! اگر تو عالم ہے! اللہ تک رسائی حاصل کر! اللہ ہی سے اللہ کا وسیلہ طلب کر! اللہ ہی سے اللہ کی وحدت کا علم حاصل کر! ورنہ وہ علم ہی نہیں جس میں وحدت کا راز پوشیدہ و جلوہ گر نہ ہو! اے اللہ کے بندہ پیر کامل کو تلاش کرتا کہ تیری تخلیق کا مقصد تیری سمجھ میں آجائے۔ مرشِد کامل سے ذکر و اشغال نہیں علم توحید و توحید کی معرفت حاصل کرنا چاہئے!

ناقص پیر اور ناقص عالم کی اتباع:

ناقص پیر کی اتباع سراسر جہل ہے! کامل کی اتباع حقیقت میں اطیع اللہ اطیع الرسول کے مصداق ہے۔ جس کا پیر نہیں یقیناً اسکا پیر شیطان ہے! وہ ازلی شقی بدبخت ہے جسکا کوئی پیر نہیں! اور اگر تجھے کامل پیر میسر نہیں آتا تو تلمیذ الرحمٰن بن جا! ورنہ سب کچھ تباہ و برباد ہوجائے گا۔ ناقص عالم و ناقص پیر کے نفوس کاملین کے دشمن ہوتے ہیں۔ وہ ہر طرح سے کاملین کی جاسوسی کرتے ہیں۔ خبردار! ہرگز ان عیاروں کے جھانسے میں نہ جا! اے طالب اللہ! اگر تو علم کا بھی شوق رکھتا ہے! تو علم حدیث و علم تفسیر حاصل کر کیوں کہ یہی وہ علوم ہیں جو تجھے نفس کی سرکشی سے آگاہ کراتے ہیں۔ جہالت اور شیطانیت کے خبائث کو بے نقاب کر کے تجھے اللہ کی طرف رجوع ہونے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ حدیث و تفسیر کا عالم زاہد قلب سلیم و نفس مطمئنہ حاصل کرلیتا ہے تو **فمن دخلہ کان اٰمنا** (پس وہ امن کے گھر میں داخل ہوگیا) کا مصداق بن جاتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے؟ امن والا گھر کیا ہے؟ وہ تیری جان میں موجود ہے! کسی کامل پیر کی رہبری حاصل کرتا کہ وہ تجھے وہاں تک پہنچا دے جہاں سلامتی ہے اور اسلام کی تکمیل ہے اسی مقام کو مقام اسلام کہتے ہیں۔ نا کہ وہ جسے تو نے حق سمجھ کر فرقوں میں بانٹ رکھا ہے۔ یاد رہے اسلام اللہ کا نور ہے اور قانون اس کی ضیاء ہے! اور یہ نور باطن ہے، اور ضیاء ظاہر ہے۔ معلوم ہوا کہ جو چیز ظاہر ہوتی ہے اس کو کوئی بھی انسان اپنے مفاد کے لئے استعمال کرلیتا ہے۔ جبکہ باطن اس سے محفوظ ہے! اے طالب اللہ! اللہ نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے۔ ہر چیز اپنا ظاہر و باطن رکھتی ہے۔ جب تک ظاہر و باطن میں تضاد ہے تو قول و

فعل میں تضاد برقرار رہے گا۔اور جس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے وہ چیز مکمل ہو جاتی ہے۔معلوم ہونا چاہئے کہ ظاہر کیا ہے؟ باطن کی کی تفسیر ہے! باطن کیا ہے؟ ظاہر کی تشریح ہے!تفسیر وتشریح میں اگر تضاد ہے تو کسی بھی چیز کا سمجھنا محال ہے۔تو اب دین وایمان اور قرآن کو کس طرح سمجھو گے؟ اگر تضاد باقی ہے!

اے طالب حق! علم تو ایک نور ہے! جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''العلم نورٌ''، علم ایک نور ہے! خاکی کو نور کا حاصل کرنا فرض ہے ورنہ اس کے پس پردہ آگ ہوتی ہے۔علم وہ نور ہے جو پسِ پردہ آگ کے شعلوں سے اٹھنے والے حرص، حسد، تکبر، ریاومکاری اور انانیت جیسی بیماریوں کو فنا کر دیتا ہے۔اور نور اپنے عالم کو عالم حق بنا کر مدارج پر فائض کر دیتا ہے۔اللہ غیب ہے! اللہ کا علم بھی غیب ہے ! غائب کے مدِ مقابل تو بھی حاضر اور تیرا علم بھی حاضر! کیا معنی؟ علم غیب غیر مخلوق! علم حاضر مخلوق ! مخلوق اگر غیر مخلوق کے علم کو غائب کر دے تو ایمان کہاں رہتا ہے؟ وہ غائب! تو خود سے حاضر! تو خود سے غائب ہو کر غائب اور غائب کے علم میں کیوں نہیں چلا جاتا؟

وہ عالم جو کتابی ہے۔

کئی ایسے لوگ ہیں جو کتابیں پڑھ پڑھ کر ابلیس کے مانند مغرور خود پرست خود خدا ہو کر مردود بارگاہ خداوندی ہو کر فرقوں میں قید ہو گئے۔ ہزاروں ایسے عابدین جو عذابِ جہنم کے خوف سے پگھل رہے ہیں۔میں نے ایسے بھی مستان الست کو دیکھا ہے جو جنت سے بھی بیزار ہیں۔بہت کم ایسے عاشق ہیں جنکے گلے پر ہر سانس کے ساتھ سیف اللہ چلتی رہتی ہے اور وہ ذبح ہوتے رہتے ہیں۔

وہ عالم ہی کیا جو صرف حرف تہجی پڑھ کر خود کو عالم وفاضل سمجھتا ہے۔کاش ایسے لوگ اسم اللہ کے الف کو پڑھ کر الف کے مانند تنہا ہو گئے ہوتے۔الف کیا ہے؟ ہر علم کا سرچشمہ ہے! فردانیت کا خزانہ ہے! الف سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور الف کا عالم عرفانِ ذات الٰہی حاصل کر کے فنا فی اللہ بقا باللہ ہو جاتا ہے۔ایسا عالم الف سے کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے، تحقیق کرتا ہے تصدیق کرتا ہے اور مرنے سے پہلے مرکر مقامِ محبوبی حاصل کر لیتا ہے!

اے عالم! حرف تہجی، علم عین سے ہے!عینِ قلب کھول اور دیکھ دونوں عالم کی ہر چیز اسکے نور کا قصیدہ پڑھ رہی ہے مگر جسم کے اندھے کو کچھ بھی نظر نہیں آتا! افسوس کے زبان عالم ہوگئی' قلب جاہل رہ گیا'،صرف جسم عالم بن گیا اور قلب جاہل رہ گیا! ہائے تو نے کتابِ قلب کا ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا، نہ ایک حرف کا عالم بن سکا! آج لوگ دین پر زوال آنے کا رونا روتے ہیں۔علماءِ قالب جہلائے قلب بہتات سے اگر زوال نہ آئے تو کیا عروج حاصل ہوگا! اے عالم چل اپنی گدڑی سنبھال اور جہانگیر کی حکومت کے حدود سے نکل کر وہاں چلتے ہیں جسے دارالامان کہتے ہیں! معرفتِ خداوندی کے بغیر یہ کائنات بے مقصد ہزار داستان کی مانند ایک لغو افسانہ ہے۔

یہ دنیا کیا ہے؟

یہ دنیا کانٹوں کا جنگل ہے، اُلجھ اُلجھ کر تن کا لبادہ چاک ہو گیا ہے، کب تک و کہاں تک اور کس کس کے پاس بھٹکیں گے! کوئی ایسا نہیں ملتا جو اس ننگے پر چادر ڈال دے ہائے میں بھی کسقدر دیوانہ ہوں کہ، ننگوں کے شہر میں چادر مانگ رہا ہوں۔

ہائے یہ دنیا وہ ہے جہاں آشنائے اسرارِ الٰہی بہت کم ہیں۔خود غرض، خود شناس، تندخو، مطلب پرست کروڑوں ہیں ایسے لوگوں سے مجھے اور مجھ سے انکو کیا فائدہ ہوگا؟ اے عالم چل وہاں چلتے ہیں جہاں سکون ہی سکون ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے: **ان اللّٰہ لا ینظر الیٰ صورِ کم ولا ینظرُ الیٰ اعمالکم ولٰکن ینظر فی قلوبکم ونیاتکم** (بے شک اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے لیکن تمہارے دلوں کو اور دلوں کی نیت کو دیکھتا ہے) اے بھائی صورت سے انسان اکثر دھوکا کھا جاتا ہے، صورت اکثر دھوکا دیتی ہے، صورت اور علم سے ابلیس نے فرشتوں کو دھوکا دینا چاہا، مگر خود دھوکے میں آ گیا ابلیس کی ظاہر شکل وصورت اور ظاہری اعمال قابلِ ستائش تھے مگر ابلیس کی نیت میں انانیت وتکبر اور حرص کا بت چھپا بیٹھا تھا اس لیے اللہ نے اس کے ظاہر کو نہ دیکھا بلکہ اس کی چھپی ہوئی نیت کو دیکھا اور لعنت کا طوق پہنا کر ملعون بنا دیا۔اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے اور

کافر کا عمل اسکی نیت سے بہتر ہے، نیت کا گواہ اللہ ہوتا ہے، عمل کا گواہ بندہ ہوتا ہے! نیت کیا ہے؟ قلب کا ایک پوشیدہ راز! عمل کیا ہے قالب کا ظاہری فعل! معلوم ہوا کہ قلب کی نیت قالب کے عمل سے بہتر ہے۔ قلب ایمان کا سرچشمہ ہے اور ملک خدا ہے۔ اور قالب دنیوی خواہشات کی خود ایک دنیا ہے دنیا ملعون ہے! اور جو ملعون ہے وہ نفس اور ابلیس کی ملکیت ہے۔ لہٰذا اے طالبان خدا! قلب کیفیت قلب اور قلبی نیت کی تحقیق کے بغیر کسی کے حسن اعمال پر بھروسہ نہ کرو۔ ورنہ دھوکا کھا جاؤ گے، قلب غیر مخلوق کے فراق میں تڑپتا ہے اور قالب دنیوی لذات کی سرمستیاں پسند کرتا ہے! قلب اللہ کی طرف مائیل رہتا ہے اور قالب دنیا کا شیدائی ہے۔ قلب کا تعلق ایمان سے ہے قالب کا تعلق کافر نفس سے رہتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قالب کافر اور قلب مومن رہتا ہے! اسوقت تک جب تک حکم الٰہی حاصل نہ ہو۔ حصول معرفتِ الٰہیہ کے بعد قلب اور قالب ایک ہوجاتے ہیں، عمل اور نیت ایک ہوجاتے ہیں، جسکے عمل اور نیت ایک ہوں اسکی اتباع فرض ہے ورنہ تضاد تمہیں دھوکے میں ڈال دے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وما ینطقُ عن الھو یٰ ! وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے! یعنی جب وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے تو اپنی کچھ خواہش سے کیسے کریں گے! معلوم ہوا کہ عارف باللہ ولی اللہ نہ اپنی خواہش سے کلام کرتے ہیں نہ اپنی خواہش سے کچھ عمل کرتے ہیں۔ بس کچھ کرتا ہے اللہ ہی کرتا ہے۔ اے طالب خدا! بحث طویل ہوگئی، چل ہم اس راہ پر چلتے ہیں جس راہ پر چلنے اہل ظاہر لرز جاتے ہیں۔

☆☆☆

﴿باب سوم﴾

نماز کیا ہے؟

ارشاد نبوی ﷺ ہے: **حب الدنیا والدین لا یسمع فی قلوب المومن کالماء والنار فی اناء واحدا!** دنیا اور دین کی محبت ایک برتن میں پانی اور آگ کی مانند ہرگز نہیں سما سکتی! دنیا کیا ہے؟ قالب کی تشریح ہے دین کیا ہے؟ قلب کا نور ہے قالب آگ کی مانند قلب آبِ توحید کی مانند ہے۔ اے اللہ کے بندے تیری دنیا تیرا قالب ہے! تیرا دین تیرا قلب ہے دین کے بغیر دنیا سراسر کفر ہے۔ کیوں آگ اور پانی کو ایک برتن میں سمانے کی کوشش کررہا ہے۔ دنیا کیا ہے؟ **قل متاع الدنیا قلیل** دنیا کا سرمایہ تھوڑا سا ہے۔ قالب کا سرمایہ کیا ہے؟ چند سانسیں اور موت! قلب کا سرمایہ کیا ہے؟ خود خدا ہے۔ دنیا زوال پذیر ہے خدا لازوال ہے لم یزل ولا یزال ہے۔ قالب کی عبادت بے قلب! قلب کی عبادت باخدا، قالب کی نماز حرکت کی نماز، قلب کی نماز راز ہی راز، قالب کی نماز ترک قلب، قلب کی نماز ترک قالب، قالب کی نماز رکوع وسجود، قلب کی نماز ترک وجود، قالب کی نماز مجاہدہ، قلب کی نماز مشاہدہ، قالب کی نماز بے دیدار، قلب کی نماز با دیدار، قالب کی نماز ظاہر ہی ظاہر، قلب کی نماز باطن ہی باطن، قالب کی نماز تکرار ہی تکرار قلب کی نماز دیدار ہی دیدار! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لاصلوٰت الابحضور القلب** ترجمہ حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں!

صاحب حضورِ قلب

صاحب حضور قلب طیب وطاہر ہوتے ہیں بظاہر وہ پلید دنیا میں رہتے ہیں اور انکے قلوب عقبیٰ میں رہتے ہیں! دنیائے وحدت کے غریق انتہائی پاک ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو بے حضورِ قلب ہیں چاہے زندگی بھر مسجد میں معتکف ہوجائیں کچھ بھی میسر نہیں آئے گا وہ لوگ بہتر ہیں جو اس دنیا کے بت خانے میں معرفتِ

الٰہی حاصل کر لیتے ہیں۔اے دل چل ہم ترک وجود کے ساتھ نمازِ عشق کی نیت باندھ لیتے ہو۔

اے دل:

اے دل چل یہاں سے دور چل جہاں بے عمل فقہاء قاری و حافظ اور عالم رہتے ہیں اور بے علم لوگوں پر اپنی فوقیت جتاتے ہیں۔اے دل یہاں سے دور چل، یہاں بے عمل لوگ زبان سے علم کے گھوڑے دوڑاتے ہیں، یہ دنیا خراب ہو چکی ہے یہاں چرب زبانی کا نام وعظ و پند رکھ لیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لِمَ تقولون مالاتفعلون** وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لا تشتروا بایاتِ اللّٰہ ثمناً قلیلاً** (اللہ کے آیات کو تھوڑی سی قیمت پر مت بیچو!) اے دل چل وہاں چلیں جہاں عمدہ و لذیذ چکنی رکابیوں پر فاتح کے نام پر طویل کلام اللہ پڑھنے والے نہ ہوں۔اے دل وہاں سے دور چل جہاں لوگ علم دین کو بیچ کر دنیا کما رہے ہیں۔افسوس کہ اس دارفانی کے بے عمل فانی عالم اللہ کی رضا پر لوگوں کی خوشنودی کو ترجیح دیتے ہیں۔چاپلوسی کو پسند کرتے ہیں؛ ان کا علم کس کام کا۔یہ شہد نما زہر ہے جو لوگوں کو پلا رہے ہیں۔وہ علماء جو اللہ کے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں وہ دلوں کو کیا جوڑیں گے؟ چل اے عارف ہم زخمی اور ٹوٹے دل پر مرہم رکھ دیتے ہیں کہ یہ کام عبادت سے افضل ہے۔

بے علم و عمل مشائخ:

اے اللہ اپنے دین کو ان لوگوں سے محفوظ رکھ جو اپنے آپ کو مشائخ کہتے ہیں، جنہیں نہ علم ہے نہ عمل ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جن کو باطن کی خبر نہیں اور ظاہر کو سنوار لیتے ہیں۔اے اللہ یہ تیرے بغیر تیرے بندے ہیں! اے اللہ تو انہیں مامون و محفوظ فرما جو تیرے ساتھ تیرے ہیں! اے اللہ تو ہمیں ان سے محفوظ فرما جو علم کی آڑ میں حق تلفی کرتے ہیں۔اے اللہ ان عقل کے عیاروں سے تیرے محبوب ﷺ کی محبوب امّت کو ان کی عیاری جال سے محفوظ فرما۔

علم و عقل کیا ہے؟

زیادہ علم پڑھنے سے کبھی کبھی عقل پر زوال آ جاتا ہے اور بندہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے۔خودغرض و خودشناس اور متکبر ہو جاتا ہے۔علم کبھی کبھی انسان میں فرعونیت پیدا کر کے عقل کو نابینا بنا دیتا ہے۔وہ علم ہی ہے جو انسان کو راہ ھدایت کی طرف گامزن کرتا ہے، **طلب العلم فریضته علیٰ کل مسلمٍ و مسلمةٍ** ، علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔علم وہ ہے جو عقل کو جلا بخشتا ہے علم وہ ہے جو راہ عشق کی طرف پہلا رہبر ہے مگر افسوس کے راز سے ناآشنا لوگ علم کے غلط استعمال میں لگے ہوئے ہیں علم ہی انسان کو فرعون و ابلیس بنا دیتا ہے۔علم منفعت بخش بھی ہے علم ہلاکت بخش بھی ہے الغرض علم دو دھاری تلوار ہے قابل و اہلیت والے کے ہاتھ میں ہے تو فتح و نصرت کا پیش خیمہ ہے۔اگر غیر اہل کے ہاتھ ہو تو سراسر ہلاکت ہے مصیبت ہے۔جیسا کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا **طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلمٍ و واضح العلم عند غیر اھله کمقلد الخنازیر الجواهر و اللؤلؤ و الذهب.** یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانا ایسا ہے جیسے خنزیر (سور) کے گلے میں جواہرات موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہے۔تو اس حدیث پاک سے پتہ یہ چلا کہ نااہل کے سامنے علم و حکمت پیش کرنا یا سیکھانا ایسا ہی جیسے دیوانے کے ہاتھ تلوار دینا۔اور پھر ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے اسی علم و حکمت کے سکھانے اور اظہار کرنے کے تعلق سے فرمایا **کلموا الناس علی عقلهم و قدرهم** (لوگوں سے کلام کروانے کی استطاعت و سمجھ کے مطابق) تو ان تمام احادیث کریمہ سے پتہ یہ چلا کہ نااہل کو علم و حکمت کی باتیں نہ بتاؤ جب تک کہ اس قابل نہ ہو جائے اور جو سعید ازل ہوتے ہیں الحمدللہ یہ علم و حکمت انہیں سونے پہ سہاگہ بنا دیتا ہے۔اور یہ علوم سعیدانِ ازل کو روزِ ازل سے ہی انہیں ورثہ میں عطا کئے گئے ہیں بس صحبت باکمال کے ملنے کی دیر ہے۔مرشد کامل کی بارگاہ علوم و حکمت کا گھوارہ ہوتا ہے

حدیث پاک ﷺ ہے: **العلمِ نقطة و کثرتھا بالجھال** علم ایک نقطہ ہے جس کی کثرت جہلاء کے پاس ہے۔نقطہ کی وحدت کے علم سے عالم غریق وحدت ہو جاتا ہے! نقطہ کی کثرت کے علم سے

عالم کثرت میں بھٹک کر ہلاک ہو جاتا ہے۔نقطہ کے علم سے علم معرفت کا حصول ہوتا ہے اور علم معرفت وہ ہے جو سر دے کر حاصل کرنے کو سستا سودا سمجھا جاتا ہے۔اے طالب اللہ شہر معرفتِ محبوب میں بغیر رہبر کے قدم نہ رکھنا! تاکہ تو کہیں بھٹک نہ جائے کیونکہ اس شہر معرفت میں پانچ گلیاں ہیں اور پانچوں ایک جیسی نظر آتی ہیں پانچوں گلیوں میں پانچ خونخوار شیر ہوتے ہیں۔تو کس کس کا شکار بننا چاہے گا، اور اگر تو ان شیروں سے بچ کر نکل بھی گیا۔تو پانچ کعبے ہیں پانچ قبلے ہیں پانچ امامان ہیں۔کس کعبہ میں کس امام کے پیچھے کس قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے گا؟ اور اگر تجھے تیرا محبوب مل گیا تو تجھے تیرے حقیقی کعبہ میں حقیقی امام کی اقتداء میں نماز معراج کا سلیقہ عطا فرمائے گا اسی نماز کے تعلق محبوب خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ”الصلوٰۃ معراج المؤمنین “ نماز مؤمنوں کی معراج ہے۔افسوس صد افسوس کئی نام نہاد ظاہر پرست علماء اس آیت کریمہ کے حقیقی مفہوم کو نہ سمجھ کر نبی کریم احمد مجتبٰے ، صاحب لولاک لما خلقتُ الافلاک ﷺ کو بے اختیار ثابت کرنے کی تگ و دو میں کئی فرقوں میں بٹ گئے۔معاذ اللہ‘ علم ناشناس، بے علم معرفت برائے نام علماء نے ھادیٔ اعظم ﷺ کو بے اختیار ثابت کرنے کی کوشش کر ڈالی جس کی شان میں اللہ رب العزت فرماتا ہے **لولاک لما اظهرة الربوبیه** یعنی اے محبوب اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار ہی نہ کرتا۔ یعنی آپ کو اگر پیدا نہ کرتا تو قدرت کاملہ کو نمودار ہی نہ کرتا۔

نفی و اثبات کیا ہیں:

کلمۂ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ** مکمل نور ہے نور کی تصدیق نور سے ہی ممکن ہے۔نہ کہ خاک و آب اور نہ باد و نار سے! جسم انسانی اعضاء سے مجسم ہے اور ہر عنصر میں آگ پوشیدہ ہے۔خواہ مٹی ہو یا پانی ہوا ہو یا آگ! ان چار نار کے مجسمہ کو انسان نہیں نفس کہتے ہیں اور نفس ناری ہے۔نار سے نور یعنی **لا الٰہ الا اللہ** کی نفی ممکن ہے نفی اثبات کلمۂ طیب کا کوئی بھی حرف یعنی لا الٰہ کی نفی یا الا اللہ کا اثبات نفس کر ہی نہیں سکتا کیوں کہ نفس خود خدا کے خلاف معبود بنا بیٹھا ہے۔ کلمۂ طیب **لا الٰہ الا اللہ** کلمۂ توحید ہے۔اور توحید نہ نفی کرنے سے نفی ہوتی ہے نہ اثبات سے اثبات۔ **اثبات التوحید فساد فی التوحید** ! یعنی توحید کو ثابت کرنا ہی توحید

میں فساد ہے۔

جاننا چاہئے اے طالب حق نفی اور اثبات یہ دونوں مقامات ہیں اور یہ اس وقت روشن ہوتے ہیں جب بندہ اسم اللہ ذات کی شمشیر سے نفس امارہ کو قتل کرتے ہوئے سرخ و سیاہ اور سفید موتیں مر کر اسم اللہ سے دوبارہ پیدا ہو کر بقا باللہ ہو جاتا ہے۔

جب تک تیرا نفس زندہ ہے تو سراپا نفس ہے مشرک اعظم ہے! اس آتش پرست کی کیا مجال کہ کلمۂ طیبہ میں تصرف کرنے کی جسارت کر سکے! ہاں اس نفی و اثبات کا راز اس شخص پر فاش ہو سکتا ہے جو **موتو قبل ان تموتوا**! کی موت سے گذر کر زندہ ہو چکا ہو! تصوف کی تصنیفات کو پڑھ کر کلمۂ طیب سے نفی و اثبات کا من گھڑنت طریقہ نکال کر اس کا نام ذکرِ پاس انفاس رکھ لینا نہ ذی علمی ہے! نہ عقلمندی ہے! نہ یہ پیری ہے نہ مریدی ہے!

اے بھائی! اس راہ میں سالک کو پیر کے نقش قدم پر سر کے بل چلنے کی ضرورت پڑتی ہے! افسوس کے لوگوں نے نفسیاتی فریب کا نام ذکرِ پاس انفاس رکھ لیا!

نفی کیا ہے؟

نفی فنا ہے! اثبات کیا ہے؟ بقا ہے! فنا بقا کا اثبات کس طرح کر سکتے ہیں؟ اگر فنا یا فانی تصرف کا اختیار رکھتا ہے تو ماننا پڑے گا وہ فانی نہیں باقی ہے اگر باقی مانتے ہیں تو دو وجودوں کا اقرار ہے! ایک خود ایک خدا! اے برائے نام انسان! **من عرف نفسهٗ فقد عرف ربّهٗ** ! پہلے خود کو پہچان پھر خدا کو پہچان! تو پہلے بھی فانی تھا آخر میں بھی فانی ہی رہے گا! تو درمیان میں کہاں سے آ گیا ہے۔جو لا الٰہ کی نفی اور الا اللہ کا اثبات کرنے چلا! فانی کیا ہے؟ عناصر ہے۔اللہ کیا ہے نور ہے عناصر کیا ہیں؟ ہر عنصر کی اصل باطن آگ ہے نار ہے! نار سے نور کی نفی یا اثبات کیا معنی؟ نور سے نور کا اثبات ہونا چاہئے؟ اور تو جب اس مقام پر آئے گا

مقام نفی واثبات منکشف ہوجائیں گے! خبرداراس راہ میں قدم نہ رکھنا! ارشادنبوی ﷺ ہے۔الرّفیق ثم الطریق پہلے رفیق کوتلاش کروپھرراستہ چلو! کیامعنی یہاں تیرارفیق تیرامرشد کامل ہوگا!

کامل مرشد کیا کرتا ہے؟

تجھ میں سے تجھ کونکال کرخدا تک پہنچادیتا ہے! تجھ میں تو کیا ہے؟ نور ہے! مرشد کامل تیرے نور کوفقر کی نوری چادر میں لپیٹ کرنور کے حوالے کردے گا! ارشادنبوی ﷺ ہے،الفقر فخری والفقر منی،فقر میرا فخر ہے اورفقر مجھ سے ہے!

اے طالب اللہ! فقیر بن فقیر! فقر کیا ہے؟ فقر اللہ کا نور خاص ہے کہ یہ بہت عزیز ہے۔فقر کی بیداری عبادت ہے اورنیت مشاہدۂ الٰہی ہے۔فقر کی بیداری فقر کا ظاہر ہے جوظاہر محمد ﷺ کی متبع ہے فقیر کی نیندفقیر کا باطن ہے جو باطن محمدی ﷺ کا ہم جلیس ہے اور نبی ﷺ نور ہیں! نور کی بارگاہ میں نور بھیج! عناصر اورعناصر کی ترکیب سے پیدا شدہ نفسانی عقل سے الفاظ کیا بھیجتا ہے! فقیر مرشد وہ ہوتا ہے جو اپنے نوری آقا کی خدمت میں جان سے نورنکال کر بھیجتا ہے! جوفقیری کا دعویٰ کرتا ہے اورنورنہیں بھیج سکتا یاصرف زبان عناصر سے الفاظ بھیجتا ہے توجاننا چاہئے کہ پاکیزہ کلمات کی آڑ میں عناصر ہی بھیج رہا ہے۔یادرکھنا چاہئے عناصر کی اصل آگ ہے اورآگ کی اصل سیاہی ہے۔نورانسانی کیا ہے؟ نورانسانی ناری عناصر سے یکسرآزاد ہے۔اوریہ ایمان کے نور سے پرنور ہوتا ہے۔اے طالب اللہ! جب مومن فقراختیار کرتا ہے تواس کانفس یاتو مسلمان ہوجاتا ہے یاقتل ہوجاتا ہے! ایسافقیر خود سے خودکونکال کرانت انا،انا انت کے مقام پرآکر جب لاالہٰ کہتا ہے توماسویٰ اللہ ہر چیز کی نفی ہوجاتی ہے اورمقام نفی میں قدرت خدا کا مشاہدہ کرتا ہے اور جب الا اللہ کہتا ہے اثبات اسطرح کرتا ہے کہ توحید مطلق روشن ہوجاتی ہے۔

ارشادنبوی ﷺ ہے: اذاتم الفقر فھو اللہ جب فقر تمام ہوجاتا ہے تووہیں اللہ ہوتا ہے! سبحان اللہ کیا پاکیزہ اورپوشیدہ راز ہے! جب اس مقام پرفقیر آکرلاالہٰ الا اللہ کہے تواس کی نفی نفی ہے اوراثبات

اثبات ہے ورنہ قیامت تک ماتھا گھسو، سرپیٹو کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا!

کفروشرک لاالہٰ گرنہ دانی اے گدا

تاقیامت خواندہ باش نیست مرسودے تُرا

یعنی لاالہٰ کے کفرشرک کو جب تک تونہیں جانتا اے فقیر خواہ تو قیامت تک لاالہٰ پڑھ لے کچھ نہیں حاصل ہوسکتا!

اے طالب اللہ! یادرکھ! جب تک تواس عناصر کی کھال اتار کرفقر کا لباس نہیں پہن لیتا تب تک تجھے وہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا جہاں سے تجھے خدا کی مانند کلمۂ طیب لاالہٰ الا اللہ کا پڑھنا نصیب ہوتا ہے!

نفی اثبات کس طرح ممکن ہے؟

اے طالب اللہ! نفی اوراثبات خالص عمل قلب سے ممکن ہے! کیوں رائت ربی فی قلبی ، میں نے اپنے قلب میں اپنے رب کودیکھا۔عصیت قلبی عصیت اللہ میں نے قلب کی نافرمانی کی اللہ کی نافرمانی کی، تومعلوم ہوا کہ عمل قلب فاعل حقیقی کا فعل ہے نفی اثبات خاصۂ خداوندی ہے نہ کہ غیرخدا کا ہے! اے طالب اللہ! اللہ ہی اس کے غیر کی نفی کرتا ہے! اللہ ہی اللہ کا اثبات کرتا ہے اللہ ہی اللہ کا دیدار کرتا ہے! اللہ ہی اللہ سے وصل کرتا ہے! اللہ ہی اللہ سے بات کرتا ہے! اللہ ہی اللہ سے سنتا ہے! اللہ ہی اللہ سے دیکھتا ہے! اللہ ہی اللہ سے پاتا ہے! غیراللہ کی کیا مجال کہ فاعل حقیقی کی افعال میں مداخلت کرسکے! تواگراس مقام تک پہنچنا چاہتا ہے! توکسی کامل پیر کی تلاش کرکیونکہ کامل پیراللہ کاایک خاص راز ہوتا ہے " من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ'' پہلے اپنی ذات کوپہچان پھراپنے رب کوپہچان!

توجہ الی اللہ کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا :اسم اللہ شئی طاھر یعنی اسم اللہ طیب وطاہر شئی ہے جوطیب وطاہر

شئی میں ہی قرار پکڑتی ہے۔کیا معنی؟

تو نے اسم اللہ یعنی اللہ! اللہ سنا! وہ تیرے اندر آ گیا! اور تو نے اللہ! اللہ کہا وہ تیرے باہر چلا گیا۔ تیرے سننے اور بولنے میں کیا فرق ہے؟ تجھے کیا حاصل ہوا۔ کاش کہ یہ تیرے دل میں قرار پکڑتا اور تو اسکے نور سے مومن بن جاتا! کاش تجھے مرشد کامل میسر آتا اور تو اس رمز کو جان لیتا! افسوس کہ تو سن کر بھی خالی کا خالی ہی رہا! تجھے کیا میسر آیا ارشاد باری تعالیٰ ہے **وما ینطق عن الھویٰ**، ترجمہ: وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے! کاش کہ تو اپنی خواہش سے کلام کرنے کی بدعت سے محفوظ رہتا! کاش کہ تو اپنے تمام کام اللہ پر چھوڑ کر کفٰی باللہ کے مقام پر آ جاتا! کیا تیرے لئے اللہ کافی نہیں ہے؟

رائی کا پربت

کیا تو نے رائی دیکھی ہے؟ ایک رائی کے دانے کے اندر کروڑوں، اربوں رائی کے ڈھیر ہیں جو تجھے نظر ہی نہیں آتے! تیرے اندر ہزاروں خواہشیں رائی کے ڈھیروں کی طرح موجود ہیں! کب تک ان خواہشات کی تکمیل میں مصروف رہے گا؟

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

کیا تو نے اپنے جسم اور جان پر نظر کیا؟ جسم بیماریوں کی کھیتی بن چکا ہے بیماریاں آئی کہاں سے؟ یہ تیرے اندر کی سوچ کی دین ہے! تیری جان میں کتنے گناہ بدیاں، بدکاریاں پوشیدہ ہیں! ان کو کس طرح ختم کرے گا؟ یہ بدیاں اور یہ گناہ بالکل رائی کے اندر رائی کے پربت کے مانند تیری جان میں موجود ہیں۔ تو کس طرح ان گناہوں سے چھٹکارا حاصل کرے گا؟ تو اپنی اور اپنے نفس کی خواہش پوری کرے گا یا اپنے خالق کا ارادہ؟ تو کیوں؟ **انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰتِ والارض حنیفاً وّ ما انا من المشرکین** (ترجمہ) میں اپنا رخ اپنے رب کی طرف کرتا ہوں اور میں مشرک نہیں ہوں! کا اعلان نہیں کرتا

تا کہ ان تمام خواہشات کے بتوں کی خدائی سے تو آزاد ہو جائے!

گر نہ بینم می شوم مشرک تمام
روئے من با روئے او شد ہر مدام

اگر میں اس کا دیدار نہ کروں مشرک ہو جاؤں، میرا چہرہ ہمیشہ اسکے چہرے کی طرف ہمیشہ سے ہے!

اے طالب اللہ! اسکا دیدار اسکا دیکھنا ازل سے تجھے محبوب تھا تو مومن تھا اسکی طرف سے نظر غیر پر پھیر کر تو مشرک کیوں ہو رہا ہے! جانتا ہے شرک کیا ہے؟ شرک اصل میں انی وجھت کے تقاضہ کو پورا نہ کر کے غیر پر نظر کرنے کو کہتے ہیں! علماء ظاہر کی اصطلاحات کچھ اور کیوں نہ ہوں؟ تو مشرک کو مشرک کیوں کہتا ہے؟ کیونکہ اسکا جمادی بت اسکے سامنے اسکا خدا ہے! تو کیا ہے کیا تیرے اندر تیرا خیالی خدا موجود نہیں ہے؟ کیا تو اس خیال میں محو ہو کر کہ تیرا خدا تیرے سامنے موجود ہے! کی تسلیاں خود کو نہیں دے رہا ہے۔ اس کا جمادی بت اس کے سامنے! اور تیرا خیالی بت تیرے سامنے۔ اسکے سامنے اسکے ہزاروں پتھر کے بت ہیں۔ اور وہ بت خانے میں ہے۔ اور بت خانہ اسکے باہر ہے! لیکن تیرے اندر اور باہر ہزاروں خواہشات کے بت ہیں اور تو خود ایک بت خانہ ہے اور تیرے باہر ایک بت خانہ ہے رہائی کس طرح حاصل کرے گا؟ کوئی صورت نظر نہیں آتی! افسوس کہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آ رہا ہے! **ومن کان فی ھٰذہ فقدہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ**، جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں اندھا ہی رہے گا! یعنی جو دنیا میں "اِنِّیْ وَجَّھْتُ" کا تقاضہ پورا نہیں کرتا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ یعنی دنیا میں جو اللہ کے دیدار سے مومن نہیں ہے وہ آخرت میں بھی نہ اللہ کے دیدار سے سرفراز ہو گا نہ مومن رہے گا!

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **واذکُر ربّکَ اذا نسیت** ترجمہ جب تو (سب کچھ) بھول جائے تو اس کو یاد کر! اے اللہ کے بندے خود کو بھول کر خدا کو کیوں نہیں یاد کرتا! وہ آج نہیں تو کل تیری عبادت سے خوش ہو کر "لبیک یا عبدی" ضرور کہے گا!

" **وعلمُ آدم الاسماء کلھاء**" ہم نے آدم کو تمام اسماء یعنی علوم سکھائے! اے آدم کی اولاد! تو

اپنے باپ کے علوم سے اللہ کو آواز کیوں نہیں دیتا! جبکہ وہ سمیع وبصیر ہے تیری سنتا بھی ہے تجھے دیکھتا بھی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **اتامرون الناس بالبّر تنسون انفسکم** ترجمہ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو اس سے مستثنیٰ رکھتے ہو! اے لوگوں کو نیکیوں کی تعلیم دینے والو، عالمو، فاضلو، مفتیو! تمہاری اپنی اندر کی کٹیا جل رہی ہے' آگ نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور تم ملہار گا رہے ہو! **العقل فی الانسان**، عقل انسان میں ہوتی ہے! تم انسان ہو! اس عقل کے نور سے خود پر کیوں نظر نہیں کرتے! کیوں اپنے باہر اُلجھ چکے ہو! کیوں؟ باہر کی دنیا نے تمہیں مجبور کر دیا ہے کہ تم باہر کی دنیا کو کعبہ مقصود سمجھے ہو! تمہارے باہر کچھ بھی نہیں ہے یا یہ وہی ہے جو روز ازل تمہارے مدمقابل پیدا ہوئی ہے' یہ وہاں تمہارے اندر تھی اور آج یہ تمہارے اندر سے باہر آ کر تمہیں اُلجھا رہی ہے۔ یہی وہ دنیا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے اندر رہ کر جنت میں گل کھلائی! اور یہی وہ دنیا ہے جو تمہارے اندر سے باہر آ کر تمہیں جنت سے روک رہی ہے! یہ تمہاری ازلی دشمن ہے جو تمہیں **انّی وجهتُ** کے دیدار سے روک کر اللہ سے دور کر دینا چاہتی ہے۔ کیوں کہ یہ دنیا تمہارے ازلی دشمنی یعنی نفس اور ابلیس کی ملکیت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا **الدنیا ملعون بما فیه**۔ دنیا اور دنیا کا سب کچھ ملعون ہے! کیوں کہ یہ تمہیں اپنا پرستار بنا کر اللہ کے دیدار سے روکتی ہے! اے اللہ کے بندو جاننا چاہئے کہ جو چیزیں تمہیں اللہ کے دیدار سے روکے وہ ملعون ہے! انسان کی تخلیق اللہ کے دیدار کے لئے ہوئی ہے! شیطان کی تخلیق اللہ سے جدائی کے لئے ہوئی ہے!

دعوت کیا ہے؟

حصول دنیا کے لئے دعوتِ جن وموکل پڑھنا اللہ سے عہد شکنی ہے۔ الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو نے کہا بے شک تو میرا رب ہے۔ یہ اقرار کیا ہے وعدۂ الست ہے۔ اس کے مخالف کرنا کیا ہے؟ شرک ہے اور شرک کسی بھی صورت میں قابل معاف جرم نہیں ہے۔ دعوت اگر تجھے پڑھنا ہے ''کنت' **کنزاً مخفییه**'' میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا کے لئے پڑھ تا کہ دونوں عالم کی ہر چیز موکل علوی وسفلی، ملک و

ملکوت، رعایا وسلاطین حتیٰ کہ دونوں عالم تیرے اختیار میں آ جائیں! صاحب دعوت کیسا ہونا چاہئے؟ صاحب دعوت کو کشف القبور کا مقام حاصل ہونا چاہئے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ظاہر و پوشیدہ پر نظر بینی بھی رکھتا ہو یعنی یہ اس کا ہے جو مظہر حی القیوم ہو!

علم دعوت کیا ہے؟

علم دعوت وہ ہے جس سے دونوں جہاں کی مخلوق مسخر ہو کر عاملِ دعوت کے فرمانبردار بن جاتے ہیں! علم دعوت وہ ہے جس کے پڑھنے سے عامل **تخلقوا باخلاق اللّٰہ** اللہ کے اخلاق یعنی صفات کو اپنے اندر پیدا کر، کے مطابق تمام مقامات سے گذر کر ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ **من لہُ المولیٰ فلہُ الکل** جس کا اللہ ہو گیا سب کچھ اسکا ہو گیا! جو سالک سلوک الی اللہ میں پختہ وہ دعوت تصور شیخ میں پہلے ہی کامیابی حاصل کرتا ہے! ایسا کامیاب سالک اگر لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دونوں مقامات سے گزر کر دعوت قبور پڑھنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ اللہ اور رسول پاک ﷺ کی اجازت کے بغیر خواہ وہ مومن ہو متقی و پرہیزگار ہو اس دعوت کو پڑھنے کا اہل ہو نہیں سکتا! ورنہ اپنی طرف سے کوشش کر کے دیوانہ یا ہلاک ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ دعوت تیغ برہنہ ہے! اے طالب اللہ! اس دعوت تیغ برہنہ کو وہی پڑھ سکتا ہے جو پیر باطن یعنی اسم اللہ کے تصور کے نور میں غرق ہو! سبحان اللہ! اس دعوت کے کامیاب سالک کا مرتبہ وہ ہے جو تمام انبیاء اور اولیاء اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے مجلسِ محمدی ﷺ میں حاضری کا شرف دائمی حاصل کر لیتا ہے۔

طریقۂ دعوت:

عامل دعوت کو چاہئے کہ ماسویٰ اللہ ہر چیز سے توبہ کر کے باوضو ہو کر اپنے کو معطر کر کے رات کی تنہائی میں کسی کامل ولی اللہ قطب شہید یا ابدال کی قبر کے گرد حصار کی شکل میں اذان پکارے۔ روح صاحب قبر محصور ہو جائے گی۔ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے باادب بیٹھ کر سورۂ ملک کی تلاوت کرے۔ روحِ صاحب قبر حاضر ہو جائے گی اور دونوں جہاں سے متعلق ہر سوال کا جواب بادلیل دے گی! اور اگر حاضر نہ ہو تو۔۔۔ قم

باذن اللہ کہے! بشرطیکہ دعوت عامل کامل ہو ورنہ روح اہل قبر عامل پر غالب آ کر دیونہ یا ہلاک کردے گی۔ یاد رہے یہ دعوت ایک ساعت کی بھی ہو سکتی ہے یا سات دنوں تک پڑھنا ہوتا ہے انشاء اللہ پہلے دن یا ساتویں دن ضرور کامیابی حاصل ہو جائے گی اور ایسے کامیاب پر دونوں جہان کے اسرار فاش ہو جاتے ہیں۔ مقصد براری کے بعد صاحب قبر کو رہا کر دینا چاہئے (رہائی کا طریقہ پیر کامل سے سیکھنا چاہئے)

عرفان کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**من لہ المولیٰ فلہ الکل**"، جو اللہ کا ہو گیا سب کچھ اسی کا ہو گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "**حسبی اللہ کفیٰ باللہ**" اس کو اللہ کافی ہے اور وہ اس پر کفایت کرتا ہے۔ یہ مقام معرفت الٰہی سے حاصل ہوتا ہے، اس مقام کے حصول کیلئے سالک کو کیا کرنا چاہئے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**مشی عن الراس بدون الاقدام**" قدموں کے بغیر سر کے بل چلنا چاہئے، اس حدیث پاک میں فکرو مراقبہ کا ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا سالک کو حبس دم کے ساتھ ساتھ اسم اللہ ذات کے حصول کیلئے یکسو ہو کر چند دنوں تک صرف اللہ اللہ کا ذکر تصور میں کرنا چاہئے اس ذکر سے اسم اللہ ذات کا نور دل میں پیوست ہو جاتا ہے۔ چند دنوں تک یا صرف سات دنوں تک حبس دم کے ساتھ لِلّٰہ کا ذکر تصور میں کریں، اسم "لِلّٰہ" کا نور بھی دل میں پیوست ہو جائے گا۔ اسی طرح لہٗ کا ذکر ایک ہفتہ تک کریں اسم لہٗ کے نور میں **لہ مافی السموات والارض** کا نور پیوست ہو جائے گا اور آسمانوں اور زمینوں کی ہر شئی کا علم حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح حبس دم کے ساتھ ایک ہفتہ دماغ میں تصور کے ساتھ اسم ھو کا ذکر کریں انشاء اللہ سات دنوں کے اندر اسم ھو کا نور بھی اسم لہ میں پیوست ہو جائے گا۔ یہاں اللہ کے ذاتی اسماء اللہ، لِلّٰہ، لہ اور ھو کے انوار سالک کے دل میں اتر کر جب دل کو نور علیٰ نور کر دیتے ہیں تو یہی نور علیٰ نور کا مجموعہ اسم اعظم ھو الحی القیوم بن کر جاری ہو جائے گا۔ اس علم کو حاضرات اسم اللہ ذات باطنی بھی کہتے ہیں۔ حاضرات اسم اللہ ذات ظاہر کو اپنے پیر کی آنکھ سے دیکھنا چاہئے جو خود دیکھا ہوا ہے دکھا بھی سکتا ہے۔ اس حاضرات اسم اللہ ذات سے یا دعوت اسم اللہ ذات سے کلمہ طیب کے حاضرات، قرآن کے حاضرات اور قرآنی حروف کے حاضرات آسان ہو جاتے ہیں۔

اس مقام کا مرید پیر کے مقام پر آ کر پیر کا ہو بہو ہو جاتا ہے۔ اس حاضرات سے **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** کے عرفان سے آشنا ہو کر **من عرف ربہ فقد کل لسانہ** کے مقام پر آ جاتا ہے اور یہ راز لاہوت ولامکاں کا ہے۔

لاہوت و اسرارِ ربوبیت کیا ہے؟

لا الٰہ الا ھو۔ سے لاہوت دراصل الاھو ہے الا میں لا پوشیدہ ہے اس لئے اسے لاہوت کہتے ہیں حرف "تا" لامکاں کی طرف اشارہ ہے۔ لاہوت میں ھو کے سوا کچھ نہیں ہے نہ فرشتہ نہ فرد و بشر، نہ چھ اطراف ہوتے ہیں یہی مقام **لی مع اللہ** بھی ہے یہاں کا وقت بے وقت اور وقت الٰہی ہوتا ہے۔ جو یہاں تک پہنچ گیا وہ یکتا کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے اور یکتائی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس مقام کا راز اللہ نے آیات نور سے مثال کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے۔ بادیدہ پیر اس کو دیکھتے اور دکھاتے ہیں اس علم کو علم حاضرات و ناضرات کہتے ہیں۔ اس کا علم پیر کو ہونا بہت ضروری ہے ورنہ سالک میں دیکھے بغیر نہ ایمان پختہ ہوتا ہے نہ یقین! یہی وہ وجود بحر بے کنار ہے جو خود کو **لا الٰہ الا اللہ** کہہ کر ظاہر کر رہا ہے۔ سبحان اللہ! حضرت عشق کی شان اسی بحر بے کنار میں ایک گوہر مقصود کی طرح ہے، غوطہ خور پیر یہاں تک پہنچ کر اس صدف کو حاصل کر لیتے ہیں جس میں یہ موتی چھپا ہوا ہوتا ہے، یہی موتی کی شان **لا اللہ الا اللہ** کے بحر بے کنار میں **محمد رسول اللہ** ہے یہ معمہ صرف علم حاضرات و ناظرات سے کھلتا ہے۔ ہائے وائے اے اللہ کے بندو! اس مقام کے اسرار صفحۂ قرطاس پر ظاہر نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اسرار ربوبیت ہیں جس کا عوام میں ظاہر کرنا کفر ہے۔ ہاں اگر پیر چاہے تو قابل ایمان پختہ مریدوں میں اس راز کو فاش کر سکتا ہے۔ یہی مقام فقد کل لسانہ یعنی اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے کا ہے۔ اس حال وراز کو بیان کرنے سے فقیر کی زبان گونگی ہے۔ اس مقام کا حاضر باش جب چاہے جس وقت چاہے مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہو جاتا ہے اور جسے چاہے وہ حاضر بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ قادری طریق سے آئے۔

اس مقام کا رسا اس طرح زوال پزیر نہیں ہوسکتا جس طرح پانی کے موتی بن جانے کے بعد پھر پانی نہیں بن سکتا، مکھن کے گھی بن جانے کے بعد گھی کبھی مکھن نہیں بنتا پارے کا سونا بن جانے کے بعد سونا کبھی پارہ نہیں بنتا۔ایک بار جب قادری مخصوص ہوجاتا ہے تو وہ کبھی عام نہیں بنتا عام الگ ہے خاص الگ ہے ہر سلسلہ الگ ہے قادری منفرد ہے۔قادری کی عبادت میں اخلاص ہوتا ہے اور وہ عبادت کا بیج بھی اپنے دل کی زمین پر بوتا ہے، حسن سلوک واخلاص قادری کی کھیتی ہے جس میں وہ محبت کے بیج بوتا ہے۔قادری مرید معتبر پیر سے حاصل شدہ تبرک کے بیج معرفت الی اللہ کی کھیتیوں میں بوتا ہے اور فصل تینوں کھیتوں میں کاٹتا ہے (یعنی ملکوت، جبروت اور لاہوت میں) قادری فقیر ذات سے نور، اسم ذات سے اسم اعظم اور صفات سے الہام حاصل کرلیتا ہے۔

اے اللہ کے بندو! حسب ونسب کا غرور جن کو ہے ان کو مغرور رہنے دو تم عام مسلمان ہو تمہاری ذات برادری کوئی بھی ہو اسلام اور ایمان کو پختہ کرلو، تم خدا کے بندے ہو، خدا تک پہنچنے کا ارداہ ترک نہ کرو یقین محکم پیدا کرو اور اس کی جانب آگے بڑھو۔اللہ کا ارشاد ہے: ''ففروا الی اللّٰہ'' اللہ کی طرف دوڑو۔دوڑو رکو نہیں تمہارے پیچھے غیر اللہ ہے یہ ہلاکت ہے، تم ہلاکت کی طرف ففروا من اللہ ،اللہ سے دوڑو بن کر نہ دوڑو۔اللہ سے مت بھاگو۔ہدایت کی راہ ہدایت ہے، ہلاکت کی راہ ہلاکت ہے۔اللہ کی جانب ارادہ کرو اگر ارادہ کمزور ہوگیا تو اعمال بگڑ جائیں گے اگر اعمال بگڑ جائیں گے تو اعتدال بگڑ جائے گا، توازن بگڑ جائے گا اگر اعتدال وتوازن بگڑ گیا تو تم زن زیور اور زمین کے جنجال میں پھنس جاؤ گے۔حضرت آدم نے حضرت حواء کی طرف میلان کیا، ان کا کہا مان لیا نعزش ہوئی برسوں تک خدا کے فراق سے روتے رہے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔حضرت آدم اور حضرت حواء (علیہما السلام) کو ملایا، بھوک لگی اللہ نے کھیتی کرنا سکھایا اولاد ہوئی اولادوں میں زن کیلئے جھگڑا ہوا اور اس زمین پر انسان کا پہلا قتل ہوا۔معلوم ہوا کہ غیر نبی کا اللہ کے خلاف جانے سے انسان فساد اور قتل وغارت گری میں مبتلا ہوجاتا ہے لہٰذا انسان کو چاہئے کہ وہ خود اس جنجال سے محفوظ رہے، پرائی عورت پرائے دھن اور پرائی زمین پر حریصانہ جھوٹی نظر نہ

ڈالو اس کو جھوٹا نہ کرو جو بھی تمہیں تقدیر سے ملا ہے راضی بہ رضا رہو کہ تمہیں نہ قسمت سے ایک دانہ کم ملے گا نہ زیادہ وہ تو متعین ہوچکا ہے۔اللہ پاک ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے تو بھی پاک ہوجا۔ظاہر میں جو کچھ تو اس کے لئے کر رہا ہے اس کے دوستوں کیلئے کر رہا ہے ایصال ثواب کر رہا ہے مزارات پر جا رہا ہے ان جذباتی اعمال میں تیرا اپنا مفاد چھپا ہوا ہوتا ہے۔مفاد سے آزاد ہوکر اللہ کو یاد کر راہ سلوک کے نام پر قصے کہانیاں سنانا ناچنا گانا علمی تقریروں کا سکھ، ذاتی تجربات سے نچوڑا ہوا رس حسب ونسب کا غرور یہ سب کچھ ایک خیال کی مانند ہیں، یہ سب کچھ اس کی راہ میں بے سود ہے صرف ''اللہ بس باقی ہوس'' والا ہوجا۔

خواہشات نفسانی

نفس چار عناصر کی تحریک کا محرک ہے نفس! عقل عناصر یعنی عقل ظاہر کو کہتے ہیں۔دراصل یہ بھی قلب سے تعلق رکھتا ہے مگر قلب کا باغی ہوتا ہے۔نفس دراصل قلب کی ظاہری عقل کا نام ہے جو عناصر پر حکمراں ہے، اس کی محبوب خواہش عورت ہے۔لہٰذا سالک کو چاہئے کہ پرائی عورت پر نظر نہ ڈالے، نفسانی عقل کو قابو میں رکھنا چاہئے، نفس ظاہری عناصر کی خواہش میں ناری ہوجاتا ہے۔اس کی اطاعت سے انسان آتش پرست ہوجاتا ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کو اس شرکِ خفی سے بچنے کی کوشش کرنا چاہئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ''ولاتطع من اغفلناقلبه عن ذکرنا'' یعنی ان کی اطاعت نہ کرو جن کے دل ہمارے ذکر سے غافل ہیں۔اس آیت میں اللہ نے ذکر کو قلب کیلئے منسوب کیا ہے ممکن ہے ان کی زبانیں اللہ کا ذکر کرتی ہوں اگر دل ذکر الٰہی سے غافل ہے تو سب کچھ بے سود ہے۔ذکر قلب کرنا چاہئے جو اللہ کو محبوب ہے، ذکر قلب کو فکر بھی کہتے ہیں اور فکر فنائے نفس کیلئے ہے۔

مرتبۂ انسان کیا ہے؟

دنیا سے بھی عظیم ترین چیز کا نام انسان ہے یہ دنیا انسان کیلئے بنی ہے نہ کہ انسان دنیا کیلئے انسان وہ ہے جو دن رات کی تخلیق سے ازل اور ابد کو پہچان لیتا ہے۔کل کائنات کی حقیقت اور اصل دلِ انسان میں

تبدیل ہوتی ہے مگر اس پر آدمی نہیں حضرت عشق حکمراں رہتے ہیں۔ جو اہل عشق ہوتے ہیں دریائے وحدت کے غوطہ خور ہوتے ہیں اہل عشق اس انمول موتی کو حاصل کر لیتے ہیں جس کیلئے ان کی تخلیق ہوئی ہے۔ یہ انسان ہوتے ہیں یہ انسان کے الف سے، احد کے الف کو پہچان کر احدیت کی تجلیات میں جل کر مقام فنا حاصل کر لیتے ہیں فنا کے بعد کیا رہ جاتا ہے؟ نہ زندگی نہ زندگی کے کل اور آج نہ جسم نہ جان نہ مکیں نہ مکاں نہ رستہ نہ منزل نہ قرب نہ وصال، موتو اقبل ان تمواتوا ، مرنے سے پہلے مرجاؤ، یہ عجیب مقام ہے، اور یہ مقام صرف اور صرف لطیف ترین مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے۔

اے طالب اللہ! الف کی قدرت کو پہچان کیونکہ تو انسان ہے، تجھ ہی میں الف ہے! یہی الف نے "الست بربکم" کی آواز سنی، الست بربکم کے الف میں جو نقطہ تھا وہ نقطہ نے "با" میں ڈھل کر "بلی" کہا تھا' یہی الف نے احد کے الف کو پہچان کر اس کی احدیت کی معرفت کی گواہی دی تھی اسی الف کا سفر احمد ﷺ کے الف کی طرف ہونے کا نام معرفت ہے۔ روز الست احد کے الف نے الست بربکم کہا انسان کے الف نے بلیٰ کہا۔ یہاں نقطۂ الف کھل کر "قالوا بلی" کہا بلیٰ کی با میں منتقل ہو کر بسم اللہ الرحمن الرحیم میں راز بن گیا۔ اسی نقطہ کے تعلق سے حضرت شیر خدا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا کتب آسمانی کا ماخذ قرآن ہے، قرآن کا ماخذ سورۂ فاتحہ ہے، سورۂ فاتحہ کا ماخذ بسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور تسمیہ کا ماخذ بائے بسم اللہ کا نقطہ ہے خدا کی قسم کہ وہ نقطہ "با" میں ہوں۔ (سمجھدار کو اشارہ کافی ہے) جس انسان کو لفظ انسان کے الف کا وعدۂ ازل یاد ہے اس انسان کی روح ہر دم بلیٰ بلیٰ کے نعرے لگاتی رہتی ہے۔ جس انسان کو وعدۂ ازل یاد نہیں اسے کامل پیر کے یاد دلانے سے یاد آجاتا ہے۔ قالوا بلیٰ کی یاد سے روح کو اس کا اپنا اصلی وطن، اصلی مقام یاد آجاتا ہے وہ بے وطن کی طرح جسم کے وطن میں بے قرار رہتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے "قل متاع الدنیا قلیل" دنیا کا سرمایہ تھوڑا سا ہے۔ یہ تھوڑے سے سرمائے میں کیسے خوش رہ سکتی ہے، اس کا ملک تو ملک لازوال ہے۔

اے اللہ کے بندے! تو اگر عبادات کیا ذکر و تسبیح کیا قرآن پڑھا حافظ بنا، عالم بنا، قاری بنا، مفتی بنا

سب کچھ بننے کے باوجود تو خود انسان ہو کر بھی نہ الف کو سمجھا نہ الف کے نقطہ کو سمجھا۔ نہ "با" کو پڑھا نہ "با" کے نقطہ کی معرفت حاصل کیا تو تیرا اپنا علم کل قیامت میں تیرے خلاف گواہی دے گا، کیونکہ تو نے علم سے نام و نمود شہرت اور دنیا تو کمائی عرفان خدا نہ کما سکا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے **العلم حجاب اکبر** علم بہت بڑا حجاب ہے۔ افسوس تیرے اور تیرے رب کے درمیان تیرا علم ہی پردہ بن گیا کیونکہ تیرا ظالم نفس علم کے ہتھیار سے نہیں مر سکا نہ تو اسے مار سکتا ہے، شاید تو اسے مارنا بھی نہیں چاہتا؟ خیر کچھ بھی ہو، یہ ظالم نفس علم سے نہیں مرتا عرفان سے مرتا ہے' کیونکہ علم کا معنیٰ ہے جاننا، کیا جان لینے سے ظالم نفس مر جائے گا؟ نہیں میرے بھائی یہ جاننے سے نہیں پہچاننے کے بعد مرتا ہے۔ اس کو پہچان لینے کے بعد اس کا بھرم کھل جاتا ہے یہ شرم سے اپنی موت آپ مر جاتا ہے یعنی نفس خواہشات حرص ہوا اور حسد کے ساتھ مر جاتا ہے تو یہی نفس کا باطن مسلمان ہو کر تیری سواری بن جائے گا۔ یہ تب ممکن ہے جب تو اسے پہچان لیتا ہے جس طرح تو ظاہر و باطن رکھتا ہے اسی طرح نفس بھی ظاہر و باطن رکھتا ہے جس طرح تیرا ظاہر عناصر سے ہے اور عناصر میں آگ ہے اور قلب و روح نور ہے، اسی طرح نفس کا ظاہر ناری ہے، نفس کا باطن نوری ہے اگر یہ قلبِ نور کی ظاہری عقل کا مظہر ہے۔ تو ہزاروں کتابیں پڑھنے کے باوجود کتابوں سے علم حاصل کرنے کے باوجود انسان کو چاہئے کہ کامل پیر کی تلاش کرے اور خود کو اس کے سپرد کر دے تاکہ وہ تجھے کتاب قلب کا پڑھنا سکھا دے۔ کتاب قلب میں مرقوم اسم اللہ ذات کو جس نے پڑھا گویا اس نے تمام علوم کی اصل پڑھ لی کیونکہ دو لاکھ علوم اسم اللہ ذات کی تشریح سے بیدار ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "**وعلم اٰدم الاسماء کلھا**" ہم نے آدم کو تمام علوم سکھائے، جب تیرا قلب مرتبہ آدم پر آجاتا ہے تمام علوم کا عالم و حافظ بن جاتا ہے۔

علم اور عشق

علم سے نفس عالم بنا، مگر نفسانیت کے نقص اور عیب محفوظ رہے تو علم کس کام کا؟ کئی علماء علم سے مغرور ہو گئے غرور علم میں تبدیل ہو گیا۔ علم سے زہد زہد سے اخلاص اخلاص سے تقویٰ نہ پیدا ہو سکا۔ کاش ایسے علماء علم کی عین سے اللہ کے الف کو پڑھتے اور اگلا سبق بسم اللہ کی "با" سے صرف "الف" کے عالم بن

گئے ہوتے تو ملت واحدہ کے نہ اتنے ٹکڑے ہوتے نہ قوم زوال پذیر ہوتی۔علم سے جس نے معرفت حاصل کی وہ بھی صفات میں الجھ گیا۔کاش یہ لوگ عشق کی عین سے معرفت حاصل کر لیتے تو شاید علم پر مغرور نہ ہوتے۔علم کی پٹی اگر مغرور کی آنکھ پر باندھ دی جائے تو اس اندھے کو دلائل و براہین اور حیلہ شرعی کے سوا کیا نظر آئے گا؟ عشق کی پٹی جس کے آنکھ پر بندھی ہو وہ بن آنکھ کے بھی اپنے خدا کو پہچان لیتا ہے۔عشق خدا کا مقرب ہے عشق کے سوا علم کیا ہے؟ دلیل ہے۔عشق کے بغیر علم ایک افسانہ ہے۔علم شریعت کیلئے رفو گر ہے، شریر کیلئے چاکِ گریبان کا سامان ہے علم ہمیشہ محرم اہل دل کے راستوں سے خائف رہتا ہے،علم مسجد میں بھی خدا کے دیدار سے محروم رہتا ہے عشق صحراء میں بھی خدا کے دیدار سے مشرف رہتا ہے۔علم جب نماز پڑھتا ہے تو نماز علم وعمل کی گواہ بن جاتی ہے عشق جب نماز پڑھتا ہے تو خدا اس کا گواہ بن جاتا ہے۔علم سے انسان عالم ،قاری اور حافظ بن جاتا ہے اگر صاحب علم مغرور ہو تو علم ،قرأت اور حفظ قرآن اس کیلئے دنیا کمانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔اہل علم اذان سن کر مسجدوں کی طرف دوڑتے ہیں عاشق اذانِ عشق سن کر اپنی جان دے دیتے ہیں کیونکہ انہیں ہر گھڑی ایک نئی جان ملتی رہتی ہے وہ اہل علم جو اپنے علم کو فروخت کر کے زندگی بسر کرتے ہیں آخرت میں شرمندگی اٹھاتے ہیں۔زمانہ ساز اہل علم بظاہر خدا کی خوشنودی والی بات کرتے ہیں دراصل بباطن یہ اپنی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔زمانہ ساز علماء اپنا اپنا دَل (جماعت) بنا لیتے ہیں مگر اہل عشق دِل بناتے ہیں' زمانہ ساز علماء پیر بھی بن جاتے ہیں اور کلمہ طیب کو رنگ وروغن لگا کر پیش کرتے ہیں۔معاذ اللہ کلمہ طیب کو دو کفر چار شرک کا مجموعہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں مگر اہل عشق کلمہ طیب کی طہارت سے طالب کو طاہر بنا کر خدا تک پہنچا دیتے ہیں۔زمانہ ساز پیر اپنے کو پیر ثابت کرنے کیلئے گیت گانے سنتے ہیں مگر اپنے اندر کی آواز الست نہ سنتے ہیں نہ ان کی روح بلیٰ بلیٰ کے نعرے لگا کر رقص کرتی ہے۔ سماع اگر روح کی غذا ہے تو یہ ان کا کام ہے جنھوں نے کسی کی حق تلفی نہ کی ہو' جن کا وجود مسعود ہو ورنہ رسم ہی رسم ہے۔علم وعقل کی کتابوں سے انسان عالم وفاضل تو بن سکتا ہے ،مگر عاشق نہیں بن سکتا کیونکہ عاشق بننے کیلئے علم وعقل کی کتابوں کو دریا برد کرنا پڑتا ہے۔مذہب عشق میں جس نے عشق کی عین کو پڑھ لیا اس کا سینہ

شق ہو جاتا ہے، وہ ہر لحظہ ''ہائے ھوٗ'' کرتا رہتا ہے' علم وعقل سے ہر انسان خدا تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ خدا تک وہی پہنچ سکتا ہے جس کو عشق نے علم کے غرور سے نکال لیا ہو۔علم اگر غرور وتکبر سے آباد ہو گیا تو عقل ویران ہو جاتی ہے۔

علم اور عقل:

علم اور عقل کیا ہے؟ اگر یہ نفس کی نفسانیت سے آزاد ہے تو یہ اللہ کی طرف رہبری کرنے والے انوار ہیں،علم بھی نور ہے،عقل بھی نور ہے۔علم وعقل اگر انوار ہیں تو اللہ کے راستے میں ہدایت کے مینار ہیں' علم اور عقل اگر قلب سے وابسطہ ہیں تو یہی علم وعقل، عشق کے اسرار بن جاتے ہیں۔علم اور عقل اگر عشق کی قیادت کو قبول کر لیتے ہیں تو زندگی بھر کے درد وآلام مٹ جاتے ہیں۔علم وعقل اگر قلب حق کی اطاعت کر لیتے ہیں تو انہیں ظاہری مرشد کی مطلق ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ایسے علم وعقل والا تلمیذ الرحمٰن ہوتا ہے۔ عشق جس اہل علم وعقل کا ہادی ہوا سے پیر کی کیا ضرورت؟ ایسا اہل علم وعقل بازی عشق میں اپنی جان کو جان بوجھ کر ہار جاتا ہے۔وہ شخص جس کے علم وعقل ہدایت کے انوار ہیں اسے خود پرستی اور دنیا پرستی کے شرک سے نفرت ہوتی ہے۔صاحب قلب،علم وعقل والے کا دل گھومتا ہے تسبیح نہیں گھومتی ایسا عالم وعاقل انسان کے الف سے ادب کے الف کو پہلے پڑھ لیتا ہے اور مؤدب ہو کر انسان بن جاتا ہے۔صاحب قلب علم وعقل والا زبانی اذکار سے چلے نہیں کھینچتا بلکہ روحانی چلہ کشی کرتا ہے۔تسبیح کا ماہر خود کو ولی سمجھتا ہے عشق کا مارا خود کو نفی سمجھتا ہے۔تسبیح کا ماہر درد وغم سے فراریت چاہتا ہے اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے تاکہ وہ درد وغم دور کر دے۔عشق کا مارا درد وغم میں سکون واطمینان حاصل کرتا ہے حرف شکایت زبان پر نہیں لاتا۔

علم اور نفس

ارشاد باری تعالیٰ ہے:''ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیلہ'' یعنی خواہشات نفسانی کے پیچھے نہ پڑو کہ راہ حق سے گمراہ ہو جاؤ گے،نفس جب عالم ہوتا ہے فقیہ ہوتا ہے تو اس کی فطرت میں غرور پیدا ہو جاتا ہے،خدا کی بات کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اپنی طرف رجوع کر سکتے۔دراصل یہ اپنی اطاعت کروالینا

چاہتا ہے۔نفس ہر جاہل پر امر کرتا ہے جو نفس کا غلام ہوتا ہے تو علماء میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرتا ہے علماء سے تائید حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جب اچھے اور قابل علماء میں یہ جگہ بنالیتا ہے تو ہر جگہ ہر نشست میں اپنی جگہ مخصوص کر لینے کی کوشش کرتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''انّ النفس الامارة عدو مبین'' نفس امارہ بے شک انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔جب نفس عالم بن جاتا ہے تو کسی کی نہیں سنتا،جب تک عام علماء میں رہتا ہے،مصلحت انگیز رہتا ہے اور جب یہ ضد پہ آجاتا ہے تو اپنی الگ جماعت اور برادری بنالیتا ہے۔
نفس جب عالم بن جاتا ہے تو وعظ و بیان اور ظاہری دھک دھاک سے خود کو ولی بنا کر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے عزت والقاب کا لالچی ہوتا ہے عزت اور القاب پر مغرور ہوتا ہے۔اگر یہ علم پر عمل بھی کرتا ہے تو نمائش ہی نمائش ہے دھوکا ہے دکھاوا ہے۔تقویٰ طہارت توکل تو اسکی باطنی سرشت میں نام کو بھی نہیں ہوتا۔مسئلے مسائل کی کتابوں کا مطالعہ نفسانی عالم کو محبوب ہوتا ہے نفس عالم کو علم پرست اور خود پرست بنادیتا ہے۔خدا پرستی کی بات صرف زبان پر ہوتی ہے دل خدا کی معرفت سے ناشناس رہتا ہے۔نفس جب عالم بن جاتا ہے تو اپنی وضع قطع کو علم کے موافق بنالیتا ہے لوگوں میں معزز ہوجاتا ہے یہ جینا چاہتا ہے مگر شرط فنا سے واقف نہیں رہتا،کل نفس ذائقة الموت سے ہمیشہ غافل رہتا ہے۔نفس جب عالم ہوتا ہے تو یہ بھول جاتا ہے کہ خدا کی معرفت کے بغیر خدا تک پہنچے بغیر ہر علم!علم جہل ہے علم نفس سے جب نفس عالم ہوتا ہے تو یہ خود کو نہیں پہچانتا تو خدا کو کس طرح پہچان سکتا ہے؟نفس جب عالم ہوتا ہے بے صبر ہوجاتا ہے یہ دوستوں سے امیدیں لگائے رکھتا ہے نفسانی عقل غیروں سے امید رکھتی ہے۔

علم اور عرفان

وہ عالم ازلی سعید ہے جس کو علم معلوم وعلیم تک رسائی دلا چکا ہو۔العلم نورٌ علم ایک نور ہے اس کیلئے علم نور بن جاتا ہے۔ایسا عالم کا علم عرفان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔وہ مؤمن و متقی ہوتا ہے۔ایسا متقی عالم کام اور عمل میں مصروف رہتا ہے کام اور عمل سے کبھی فرار نہیں ہوتا۔ہر کس و ناکس کے سامنے دست طلب دراز

نہیں کرتا۔ایسا متقی عالم اپنے علم کا استعمال نہیں کرتا۔بلکہ علم اسے استعمال کرتا ہے۔یہ نہ اپنے فرض سے بھاگتا ہے نہ مانگتا ہے کیونکہ بھاگنے والا مانگنے والا عالم نہیں اس کا نفس عالم ہوتا ہے۔متقی عالم علم کو پیش کرنے سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''لِمَ تقولون مالا تفعلون'' وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔متقی عالم اس ارشاد سے عبرت حاصل کرتا ہے اور علم سے عارف بن جاتا ہے۔
علم کیا ہے؟ اللہ کی آزمائش ہے اسے تمام سعید و شقی حاصل کرتے ہیں آخر کار علم ہی ان کے درمیان حد فاصل قائم کر دیتا ہے۔علم سے ہی عالم کو ستایا جاتا ہے حقیر کیا جاتا ہے اسے تنہا کر دیا جاتا ہے،مگر وہ راہ ہدایت سے ذرہ برابر بھی نہ ہٹتا ہے نہ گھبراتا ہے نہ ملول ہوتا ہے جس کا علم عرفان بن گیا ہو ایسے عالم کی دنیا میں انسان بھی ہوتے ہیں جانور بھی ہوتے ہیں جب کبھی ایسا متقی عالم تنہا ہو جاتا ہے اس کا دل اللہ اللہ کرتا ہے۔

عشق کیا؟

عشق دولت لازوال ہے اگر بکے تو دونوں عالم کی دولت دے کر خرید لینا چاہئے!اگر عشق بکے تو علم کے تمام ذخائر بیچ کر خرید لینا چاہئے!ورنہ علم کے تعاقب میں نہ علم حاصل ہوتا ہے نہ معلوم!اس لئے کہتا ہوں اے بھائی!خام علوم کی کتابیں بیچ کر مساکین میں تقسیم کر دے اور کسی کامل پیر سے پیالۂ بے نیازی پی لے کہ یہی چشمۂ آبِ حیات کا پہلا قطرہ ہے۔عشق کیا ہے؟اک آگ ہے جو دل پر گہرا داغ دیتی ہے انسان مٹ جاتا ہے مگر داغ انمٹ ہے یہ وہ داغ ہے جس کی تپش سے عاشق کا جگر خون اور خون کے آنسو بن جاتا ہے۔
عشق کیا ہے؟العشق ھو النار عشق ھو کی آگ ہے!جب عشق انسان پر وارد ہو جاتا ہے سوائے ھو کے اسے کیا نظر آئے؟من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ، دونوں جہاں اسکے غلام ہیں جس نے ھو کو ھو سے پہچان لیا!

وہ بھی کیا لوگ تھے دوا کی طرح
جنکی ہر بات تھی شفاء کی طرح

(عارف القادری)

ایک ہم ہیں ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں وہ ایک خطرناک جنگل ہے جس میں راہ حق کا تلاش کرنا انتہائی دُشوار ہے، ہر طرف انسان کی شکل میں درندے بس رہے ہیں، بڑا چھوٹے کا خون چوس رہا ہے چھوٹا اور چھوٹے کا شکار کر رہا ہے۔ یہ دنیا ہے یا آسیب کا گھر ہم جسے اپنا سمجھتے ہیں۔ وہ ہم پر سوار ہو جاتا ہے۔ یہ دنیا ایک ایسی ندی بن چکی ہے۔ جس کے بہاؤ کا کوئی رُخ متعین نہیں جہاں کوئی انسان نظر آتا ہے اس کو بہا کر لے جاتی ہے۔ یہاں حق کی بات کرنا ریگستان میں پانی برسنے کے مطابق ہے۔ بہتر ہے اے اللہ کے بندو اپنی آخرت کی فکر کرو۔

عشق سلامت رہے:

اللہ اُن کا عشق سلامت رکھے جن میں یہ ازلی دولت پوشیدہ ہے اللہ انکا ایمان سلامت رکھے جو اہل ایمان ہیں مگر ہم اہل عشق ہیں کہ عشق کی سلامتی کی ہر دم دعا کرتے ہیں۔ ہم اہل عشق ہیں عشق ہمارا یار ہے۔ عشق ہمارا آغاز ہے عشق ہمارا انجام ہے عشق ہماری زندگی عشق ہماری موت ہے! عشق کیا ہے؟ سب کچھ ہے جسنے سمجھا اسنے سمجھا! وہ نادان جو ایمان کو پہچانتا ہی نہیں اور ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا ہے ایسا شخص کیا جانے کہ تمام تر ایمان کو قربان کرنے کے بعد ایک قطرہ عشق کا ملتا ہے۔ اور جس نے بھی عشق کا ایک قطرہ پایا **فضلنا بعضھُم علیٰ بعضٍ**! ہم نے بعض پر بعض کو فضیلت دے دی کے زُمرے میں پہنچ گیا۔

عشق ہمارا دوست ہے۔ عشق ہمارا محسن ہے۔ وہ عشق ہی ہے جسنے ہمیں نفس کی غلامی سے نجات دلوائی۔ عشق ہماری رگ رگ میں ہے۔ عشق ہماری جان میں ہے' عشق ہماری سانسوں میں ہے! ارشاد باری تعالیٰ ہے: **من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرتِ اعمیٰ** جو دنیا کا اندھا ہے وہ آخرت کا اندھا ہے وہ دنیا دار مادر زاد اندھا کیا دیکھے کہ عشق کا سورج جان میں طلوع ہو کر کائنات میں اپنی روشنی بکھیر رہا ہے۔ اس عشق کا ایک مجاز بھی ہے جس سے انسان مجاز میں پھنس کر حقیقت سے دور بھٹک جاتا ہے یہ عشق مجاز ہے جو انسان کو وحشی درندہ بنا دیتا ہے۔ یہی عشق مجاز نے بڑے بڑے عالموں فاضلوں مفتیوں متقیوں۔ عابدوں کو الجھا کر حوس کے بستروں پر غفلت کی نیند سلا چکا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی زبان پر ہمیشہ ایمان

کی دہائی رہتی ہیں۔ بیچارے کریں بھی تو کیا کریں عشق حقیقی نہ سہی ایمان ہی سہی! ایسے لوگوں کو کیا پتہ عشق کی پرواز کیا ہے' عشق کا مقام کیا ہے عشق وہ ذرہ ہے جس کی ہوا ایمان کو چھو کر بھی نہیں گذرتی! یہ بات وہ خوب جانتے ہیں جنہوں نے ایمان کے نور کا مشاہدہ کر کے مقام عشق پر آ چکے ہیں! ایمان کیا ہے؟ بام عشق کا پہلا زینہ ہے۔ ایمان وہ ہے جس کے واسطے سے اللہ عشق عطا فرماتا ہے۔ راہِ عشق راہِ فقر ہے۔ بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی! یہ کوئی آم کا حلوہ نہیں جسے مکھیوں کی طرح چٹ کر جائیں۔

العشق ھو اللّٰہ

عشق کیا ہے؟ ھُو اللہ ہے عاشق کا جسم سلطان عشق کا خلوت خانہ ہے۔ کور چشم نہ عاشق کو پہچان سکتے ہیں نہ عشق کو۔ عشق کیا ہے؟ آب حیات ہے جس نے بس ایک قطرہ چکھا حضرت خضر علیہ السلام کے مانند ہو گیا۔ دنیا اور جسموں کی تاریکی بہت ہے گہرہ گھپ اندھیرا ہے اے بھائی چراغ عشق روشن کرتا کہ رہگیروں کو راہِ حق نظر آئے۔

اے بھائی! چراغ عشق روشن کر اور دیکھ کہ تیری ذات کا وہ خزانہ جو تیرے دم کا دم تھا کہاں کھو گیا ہے۔ ڈھونڈ شاید مل جائے، یہ مت بھول کہ ہر آنے جانے والی سانس تجھے موت کا پیغام دے رہی ہے۔

سبحان اللہ! وہ لوگ کس قدر خوش نصیب ہیں جنہوں نے شمشیر عشق سے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ اے طالب اللہ! ذرہ خود کے وجود کو دیکھ کہ یہ تیرا بدن کس کی روشنی سے روشن ہے خود کے وجود پر غور کر اور دیکھ کہ تیرے اندر جنت کے باغات میں بہاریں ہی بہاریں ہیں انوار الٰہی کے مظاہر بن کر حوریں تیرے منتظر ہیں تیرے اندر جو کعبہ ہے وہ تیرا منتظر ہے مؤذنِ عشق اذانیں دے رہا ہے عشق کی مسجد میں عشق امام بنا ہوا ہے عشق مقتدی ہے عشق نماز ہے اور تو ہے کہ اپنے باہر بھٹک رہا ہے کسی کامل پیر کے توسل سے نماز عشق کی نیت کیوں نہیں باندھ لیتا!

یہ کیا جانیں عشق کیا ہے؟

عاشق وہ ہوتا ہے جو درد کو ازلی نعمت سمجھ کر حفاظت کرتا ہے عاشق کے دل میں دردِ عشق ہوتا ہے۔ دردِ نبی کریم ﷺ ہوتا ہے عاشق بندوں کے درد کا مداوا ہوتے ہیں! عاشق کی یہ پہچان ہے کہ اسے دیکھنے والوں کا ہر درد ختم ہو جائے۔ اگر نہ ختم ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ عاشق نہیں صرف عالم ہے۔ عاشق سے اگر علم عشق عشق سے علم عین اگر حاصل نہ ہو تو اسے عاشق نہیں عالم سمجھنا چاہئے! عاشق اگر عشق سے خالی ہے تو وہ بہروپیہ ہے۔ عاشق ھادی ہے اگر راہ ہدایت سے نا آشنا ہے تو مکمل دنیا دار ہے۔ عشق اگر سر کی قربانی مانگے تو بے دریغ سنتِ خلیل ادا کرنا چاہئے۔ وہ جو عشق کا دعویٰ کرتا ہے اور درِ محبوب پر اپنی جان نہ قربان کرے تو وہ کذاب ہے، اگر تو عشق حقیقی کا طلب گار ہے۔۔۔۔تو۔۔۔۔تو موتو اقبل ان تموتوا! سے گزر جا!

مذہب عشق میں داخل ہونے والوں کے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ نہ خود پرستی نہ خدا پرستی۔ بس وہی ایک ذات! ذات میں ذات کے ذم ہو جانے کے بعد کیا رہی بات! زندگی مقام علم ہے! موت مقام عشق ہے۔ موت کے بغیر وصالِ حق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا! خواہ کتنی بھی عبادت کر لو!

نبی کریم ﷺ نے فرما: ترک الدنیا رأس کل عبادت دنیا کا ترک کرنا عبادت کی اصل ہے! جب تک فانی کو ترک نہیں کیا جاتا تب تک باقی کا تصور کرنا ناممکن ہے۔ اگر کیا تو یہ خود فریبی ہے۔ عشق کا سرمایہ فانی نہیں باقی ہے۔ یہ اسی شخص کو میسر آتا ہے جو فنا سے پہلے فنا ہو چکا ہو! عشق اس وقت تک نصیب نہیں ہوتا جب تک انسان تن کا کاسۂ گدائی لے کر من کی دنیا میں بھیک نہیں مانگتا! تن کی دنیا خالی خالی من کی دنیا آباد!

اے طالب اللہ! راہ عشق بہت کٹھن ہے اس راہ میں وہی آ سکتا ہے جسکا جگر اور پتہ پانی پانی ہو چکا ہو۔ اس راہ میں وہ آ سکتا ہے جو آنکھوں سے اشکہائے خون بہانے کا حوصلہ رکھتا ہو! ورنہ کسی مسجد میں جا کر تسبیح کی مالا میں اعمال گنتا رہے۔ اس راہ میں وہی آئے جو من کے دانہ گھمانے کا اہل ہو! اس راہ میں وہ ہرگز

نہ آئے جس کا علم مکمل ادب نہ بن چکا ہو۔ کیوں کہ علم نام ہے ادب کا! لوگوں نے علم کا معنیٰ جاننا رکھ لیا! لیکن کیا جاننا؟ یہ نہیں جانا! ایک راہ علم ہے ایک راہ عشق ہے راہ علم ادب ہے علم حاصل کیا اور مودب نہ ہوا تو وہ جاہل ہے۔ اور بارگاہ عشق میں بے ادب کا کوئی مقام نہیں! علم حاصل کیا اور مودب نہ ہوا تو حصول مؤکل کے لئے وظیفہ تو پڑھ سکتا ہے وہ ذکر کا اہل نہیں ہو سکتا! کیوں کہ ہر ذکر مذکور تک پہنچنے کے لئے ہے اور مذکور سراسر عشق ہے۔ علم نام ہے سکون کا اور عشق نام ہے بے قراری کا۔ کیونکہ ''السّکون حرامٌ علیٰ قلوب اولیائی'' ترجمہ میرے دوستوں کے دلوں پر سکون حرام ہے!

مظہرِ عشق کیا ہے؟

مظہرِ عشق پیر ہوتا ہے اور پیر حضرت خضر علیہ السلام کی مانند حکمت کو جاننے والا ہوتا ہے: العشق ھو اللہ، عشق اللہ ہے۔ جب مظہرِ عشق رہبری کرتا ہے تو شہ رگ سے قریب خدا مل جاتا ہے۔ تیرے اندر بھی کلمہ ہے تیرے باہر بھی کلمہ ہے یہ کلمہ تیری ذات کو گھیرے ہوئے ہے، استاد کے پڑھانے سے یا عالم کے پڑھانے سے کلمہ طیب جاری ہو کر اپنا اثر نہیں دکھا سکتا یہ اس وقت جاری ہوتا ہے یہ اس وقت اپنا اثر دکھاتا ہے جب عشق تجھے کلمہ پڑھاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے تیرے ہفت اندام پاک ہو جاتے ہیں دونوں عالم، کل موجودات کو کلمہ طیب گھیرے ہوئے ہے کون چیز اس کو گھیر سکتی ہے؟ نہ اسے کفر و شرک گھیر سکتے ہیں نہ رنگ و روغن اسے گھیر سکتے ہیں دنیا کی کوئی چیز اسے گھیر نہیں سکتی۔ علوم ظاہر کے مطالعہ سے کلمہ کی تعریف تو کر سکتے ہیں کلمہ صفحہ قرطاس پر سیاہی سے لکھنا آسان ہے مگر صفحہ قلب پر نور کی روشنائی سے لکھنا مشکل ہے۔ کلمہ تو خود عشق یا مظہرِ عشق پڑھاتا ہے اس لئے ایسے پیر کی صحبت اختیار کر جو سراپا مظہرِ عشق ہو۔

نمازِ عشق کیا ہے؟

عام مسلمان کی نماز مسجد میں ادا ہوتی ہے کعبہ میں ادا ہوتی ہے گھر و بیابان میں ادا ہوتی ہے مگر عاشق کی نماز کعبۂ قلب میں ادا ہوتی ہے۔ لوگ غلط کہتے ہیں کہ اس نماز میں قیام رکوع اور سجود نہیں ہوتے! نمازِ

عشق صرف جسم کی حرکت نہیں روح کی حرکت سے روحانی جسہ سے، باتکرار قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔نماز عشق کا قبلہ جمال معشوق ہوتا ہے ورنہ قلب تو چھ اطراف سے آزاد ہے۔اس وقت قلب مجلس محمدی ﷺ کی صورت اختیار کرلیتا ہے بس روح کی نماز یہاں تک پہنچ جانی چاہئے۔ایسے نمازی عاشق کا دل عشق کی آگ میں جل جل کر ھا، ھو، ھی، کے نعرے بلند کرتا رہتا ہے۔جس کے دل میں اسم ذات ھو منقش ہوجاتا ہے ہر لمحہ عاشق کی جان جلتی اور پگھلتی رہتی ہے اور وہ ھل من مزید کے نعرے لگاتے رہتا ہے۔جس جگہ ایسا عاشق جلوہ افروز ہوتا ہے وہاں سے کفر کی تاریکی مٹ جاتی ہے۔دونوں عالم ایسے عاشق کے بے دام غلام بن جاتے ہیں ایسا عاشق صاحب امر ہوتا ہے بس اس امر کا تیر دیر یا سویر ٹھیک نشانے پر لگتا ہے اور وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ایسا عاشق نبی کریم ﷺ کا وفادار ہوتا ہے آپ کے فرمان کے مطابق گنتی کی سانسوں پر نظر رکھتا ہے۔وہ یاد الٰہی کے بغیر نکلنے والی سانس کو مردہ سمجھتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو سانس یاد الٰہی کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے۔عاشق زندہ ہوتا ہے وہ مردہ سانسوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا مردہ سانس تو عوام کیلئے ہے اور اس سانس کے لینے والے بھی مردہ ہوتے ہیں عاشق کی سانس جس دم کا پتہ دیتی ہے اس سے وہ نفس امارہ کو قتل کردیتا ہے یہ مقام عاشق کو ذکر بافکر جس دم اور مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے۔یہ دم بھی عجیب دم ہے جب اسے انسان کی عقل ظاہر یعنی نفس استعمال کرتا ہے تو دنیا کا حریص پجاری بنا دیتا ہے۔بڑے بڑے پرہیزگاروں کو بسا اوقات دنیا کی محبت اور لوازمات میں گرفتار کردیتا ہے۔دین وایمان کا طلب کرنا علم قرآن کا طلب کرنا تو ہر مسلمان کا حق ہے مگر عشق کا طلب کرنا عشق کی اطاعت کرنا عشق کی حفاظت کرنا عاشق پر فرض ہے۔دین وایمان والے طالبوں کو کیا معلوم کہ دین وایمان کا مقام کیا ہے؟ اور عشق کا مقام کیا ہے؟ دین ایمان کی ایک حد ہے عشق انسان کو وہاں پہنچاتا ہے جہاں دین وایمان کو اس کی ہوا بھی نہیں لگتی۔عاشق اپنے دین وایمان کو اللہ کے سپرد کردیتا ہے اور عشق کا ایک ذرہ مانگ لیتا ہے۔اسی لئے میرے پیر محترم شہزادۂ غوث اعظم سرکار سیدنا سید عبدالسلام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے۔ہزاروں کروڑوں دین وایمان کے بدلے ایک رتّی عشق ملتا ہے تو خریدلو۔

جسم خاکی کی حقیقت:

اے اللہ کے بندے! اس جسم خاکی کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر "نحن اقرب الیه من حبل الورید،، وہ تیری شہ رگ سے قریب ہے۔یہ جسم خاکی اسی کا مکان ہے وہ تیرے اندر مکیں ہے، و فی انفسکم افلا تبصرون،، وہ تیری جان میں ہے تو دیکھنا کیوں نہیں چاہتا؟ اس تن میں ایک من ہے اس کا دروازہ کھول اور جسم خاکی کی حقیقت کو دیکھ تیرے اندر خدا اپنی قدرت اور جاہ وجلال کے ساتھ موجود ہے۔تیرے اندر جنت وجنت کی نعمتیں بھی ہیں حور وغلماں اور کوثر وتسنیم بھی ہیں، آب حیات اور دیدار جمال یار بھی ہے۔مانا کہ تیرا جسم تاریک ہے تیری شہ رگ سے قریب اس ہادی کا اسم ھو ہے، بس اسم میں غرق ہوجا اور تجھے اسم ہی مسمّٰی تک پہنچا دے گا۔جسم اگر تاریک ہے محبت کا اخلاص کا عشق کا چراغ جلا دل روشن ہوجائے گا، دل کی شمع روشن ہوجائے گی۔ارے بھولے بھٹکے انسان تو خود سے خود کو کھو چکا ہے خود کو باہر نہ تلاش کر اپنے اندر تلاش کر اپنی حقیقت کو پہچان تیری رگ جاں سے قریب وہ ہے جس کے ساتھ تو وعدۂ الست کرکے آیا تھا۔جب تو ظاہر و باہر کو چھوڑ کر اپنے اندر جاتا ہے تو تھوڑی سی محنت سے تیرا ظاہر ایک عارضی مدت کے لئے مرجائے گا جب تو باہر آئے گا وہ پھر زندہ ہوجائے گا بس یہ زندگی اور موت کا سلسلہ چلتا رہے گا بس تیرے اندر حق ہے حق کی مان حق کو پہچان اور اس کی اطاعت کر تیرے باہر غیر حق ہے اس کو چھوڑ دے۔تیرا ہی جسم ایک پردہ ہے۔اسی حقیقت کو حدیثِ قدسی میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ سے بارہا مخاطب ہوکر فرمایا وجودک حجابٌ بینی وبینک ترجمہ تیرا وجود میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے۔

اے سالک راہ خدا! جب تک تو وجود ظاہر کے ساتھ ہے تو باہر بستا ہے باہر کی چیزیں پسند کرتا ہے باہر کا علم حاصل کرتا ہے تو اپنے باہر سے نکل اور اپنے اندر چلا جا پھر دیکھ کہ تو کون ہے اپنے باہر تو ایک عام تھا اپنے اندر تو خاص ہوجائے گا۔تیرے جسم میں مسجد ہے، مصلیٰ اور امام بھی ہے بس تو مقتدی بن جا کل تک اپنے باہر نماز پڑھا آج تو اپنے اندر نماز پڑھ، جسم کے اندر کی مسجد کو ویران نہ کر یہاں الست بربکم کی اذانیں

گونجتی ہیں! بس بلیٰ کہہ اور حاضر ہو جا۔ اس مسجد کا پتہ مرشد کامل مظہر عشق سے ملتا ہے، ایسے پیر کا دیدار دیدار حق ہے ایسے پیر کا دیدار ہزار حجوں سے بہتر ہے۔ اے طالب دنیا! کیوں ملعون دنیا کے پیچھے اپنی عاقبت کو برباد کر رہا ہے یہ دنیا! دنیا کے حریص کو فرعون اور نمرود بنا دیتی ہے یہ دنیا شیطان کا سرمایہ ہے، یہ دنیا نے بڑے بڑے علماء فضلاء کو گمراہ کر کے مرتبہ سے گرا دیا ہے! تو کیا چیز ہے۔ دین حق کے ٹکڑے کرنے والے کون تھے؟ ان کے فرقہ والوں سے پوچھ وہ بھی علماء ہی تھے مانا کہ وہ علماء سوء ہیں مگر تھے تو علماء ہی؟ ایسے علماء کے گھر میں دنیا ایک ناپاک عورت کی مانند قبضہ کر لیتی ہے وہ عالم کس طرح ہو سکتا ہے جو ضرورت سے زیادہ فریب خوردہ، زینت اور آسائش رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”**انا جعلنا ما علی الارض زینة لها** “ یعنی جو کچھ زمین پر ہے اسے میں نے زمین کی زینت بنا دیا۔ زمین کی زینت کیا ہے؟ زمین کا فانی حسن و جمال ہے زمین کی زینت کیا ہے؟ شیطان کی معشوقہ ہے جس پر روز اول ہی شیطان فریفتہ ہوا تھا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دراز ے پر شیطان کھڑا ہوا تھا سرکار نے پوچھا اے ملعون تو اور یہاں! شیطان نے کہا اے غوثِ اعظم میری ایک چیز آپ کے گھر میں ہے تو آپ نے گھر میں جا کر دیکھا ایک اشرفیوں کی تھیلی پڑی ہوئی تھی لا کر شیطان کے منہ پر مار دیا شیطان نے کہا اس طرح حقارت سے کیوں پھینکتے ہو کیا آپ نے اللہ کا کلام نہیں پڑھا؟ **قل متاع الدنیا قلیل** یعنی دنیا کی پونجی تھوڑی سی ہے۔ یہی میری پونجی ہے مگر یہ اللہ کے بندوں کے لئے آزمائش ہے۔

قرب وحضوری

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”**قل اللّٰہ ثم ذرھم** ،، یعنی آپ ﷺ فرما دیجئے کہ صرف اللہ! باقی کو ترک کر دیں۔ اللہ کے ہو جانے کے بعد غیر اللہ سے منہ موڑ لینا چاہئے کیونکہ ” **یحبھم و یحبونه**“ یعنی وہ انہیں چاہتا ہے اور وہ اسے چاہتے ہیں۔ یہ مقامات قرب ہیں، فنا فی اللہ بقا باللہ کے ہیں اللہ نور ہے نور ہمیں کب چاہتا ہے جب سالک کی ذات نور بن جاتی ہے تو صرف نور کی اطاعت کرتی ہے۔ سالک جب تک غافل ہے تب تک جسم عناصر کی محبت میں گرفتار رہتا ہے جب عارف ہو جاتا ہے تو معرفت حاصل ہو جاتی

ہے تو اس کا رجحان و میلان نور کی طرف ہو جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ”**اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان**“ یعنی اللہ نے ان کے دل میں ایمان نقش فرما دیا ہے۔ بس اس ایمان کے نور سے جب سالک کی ذات بیدار ہوتی ہے تو اس کے دل میں اسم اللہ لکھا ہوا روشن ہو جاتا ہے اور اللہ کا نیک بندہ اسم اللہ میں غرق ہو جاتا ہے پس باقی کو چھوڑ دیتا ہے۔ ایسا سالک مقام **لا الٰہ الا اللہ** کی توحید سے گذر کر **محمد رسول اللہ** ﷺ کی مجلس میں پہنچ جاتا ہے۔ قرب و حضوری کے بغیر عبادت بس عبادت ہے ہر عبادت کا منشاء ہی قرب و حضوری اور معرفت الا اللہ ہے قرب و حضوری اس وقت حاصل ہوتی ہے جب بندے کے دل میں ایمان منقش ہو جاتا ہے اور اسم اللہ قرار پکڑ تا ہے پس طیب و طاہر قلب والے کو یہ مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ **موتو اقبل ان تموتوا**“ مرنے سے پہلے مر جاؤ انشاء اللہ یہ مقام حاصل ہو جائے گا مرنے سے پہلے مردے کا کفن بشکل خرقہ اچھا نہیں لگتا! صاحب دل کا وجود کعبہ کی مانند ہوتا ہے صاحب دل بن جاؤ اور خود اس کا طواف کرو کیونکہ اس دل میں اس کا عشق زندہ ہے! کعبہ کا طواف تو ہر کوئی کر سکتا ہے مگر دل کا طواف کرنے والا لاکھوں میں ایک ہوتا ہے اور وہ ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق ”**فقد فاز فوزاً عظیماً**“، یعنی بڑی کامیابی حاصل کی کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔

اے اللہ کے بندے! یہ دنیا تیرا ملک نہیں ہے! تیرا ملک ملک عظیم ہے تو یہاں مہمان اور پردیسی ہے! کیا تجھے دیس کی یاد نہیں آتی؟ تو عرشی تھا تجھے فرشی بنا دیا گیا ہے، تو ”لا“ ہے اپنا الٰہ مت بن! اس لا کو ترک کر دے! کب تک لا لا کرتا رہے گا! لا کو چھوڑ دے الٰہ کو دل میں بسا لے الا اللہ کی معرفت حاصل کر! بس یہی تیری تخلیق کا منشاء ہے۔

انسان اور نفس

انسان وہ گھروندہ ہے جس میں نفس نام کا موذی سانپ بستا ہے، ہر ہر لمحہ ہر گھڑی انسان کو ڈستا رہتا ہے، اس سے انسان کے چاروں عناصر زہر کے عادی اور زہریلے ہو جاتے ہیں، علم، عقل اور زبان زہریلے ہو جاتے ہیں، سانپ کا ڈسا ہوا زہریلا انسان، اپنی زبان، علم اور عقل سے زہر ہی اگلے گا امرت

نہیں! آب حیات نہیں؟ سانپ کو چاہے علم کا دودھ پلاؤ عقل کا رس پلاؤ یا فقہ کا شہد پلاؤ نہ اس کے زہر کی علت بدلتی ہے نہ وہ ڈسنا چھوڑتا ہے اس کے ڈسنے کیلئے وہ گھروندہ مددگار ثابت ہوتا ہے جس میں ہزاروں بل ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا مگر یہ انسان ہے کہ ہر بار ایک نئے بل سے ڈسا جا رہا ہے پھر بھی ہوش نہیں آتا! اے ناداں انساں سپیرہ بن کر سانپ سے کھلواڑ مت کر کیوں اپنے اطراف گھر، خاندان، دوست واحباب کا مجموعہ لگا کر مداری بنا ہوا ہے یہ تماش بین ہیں۔ یہ سانپ جس دن تجھے پوری طرح ڈس لے گا تیرا کھیل ختم ہو جائے گا تو تو چلا جائے گا اور یہ عناصر کا مجموعہ رہ جائے۔ کسی کامل طبیب پیر کے پاس جا اور اپنا علاج کرا اس سانپ کو مارنے کیلئے اور اس زہر کے خاتمے کیلئے تجھے آب حیات کی ضرورت ہے! تیرا پیر تجھے کلمہ طیب کے آب حیات سے زندہ کر دے گا اور تو ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جائے گا پھر تجھ پر کوئی بھی زہر اثر نہیں کر سکے گا۔

اے طالب اللہ! اگر تجھے کامل پیر مل جائے تو پیر کے علم، حال واردات کی جاسوسی مت کر یہ انتہائی مذموم فعل ہے۔ کامل پیر ایک بہتی ہوئی ندی کی مانند ہوتا ہے یہ جہاں سے گذرتا ہے لوگوں کے دلوں کو پاک وسیراب کرتا ہے، بہتی ندی کے ٹیڑھ میڑھ کو مت دیکھ جب یہ سمندر میں ملتی ہے تو سیدھی ہو کر ملتی ہے۔ کامل پیر کا جاسوس مردود اور بدنصیب ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے ''اولٰئک کاالانعام بل هم اضل'' یعنی وہ مثل جانور ہیں اور جانور سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ اے طالب اللہ تو اس ارشاد گرامی کا زیرِ سایہ ہوا ''کونوا مع الصّادقین'' کے زیر سایہ ہو جا! سچوں کا ساتھ تجھے سچا بنا دیگا، جھوٹے کا ساتھ تجھے جھوٹا بنا دے گا اور کامل کو چھوڑ کر ناقص پیر کی طرف رجوع کرنا بھی بدنصیبی ہے جس شاخ پر بیٹھا ہے اس شاخ کو کاٹنا عقلمندی نہیں کامل پیر سورج کی مانند ہوتا ہے مرید کو سورج مکھی پھول کی مانند ہونا چاہئے۔

اے اللہ کے بندے! تو نے اللہ کیلئے کھانا کھلایا اللہ کیلئے کپڑے تقسیم کیا زکوٰۃ دیا خیرات کیا مانا کہ یہ اعمال ایصال ثواب میں داخل ہیں مگر کیا کبھی تو نے غور کیا ہے کہ تو نے یہ کیا کیا؟ اسی کا اسی کو لوٹا دیا۔ یہ اچھا کام تو ہے مگر اس سے بڑا کام یہ ہے کہ تو خود کو خدا کے حوالے کر دے جس سے تجھے من عرف نفسہ کا عرفان

حاصل ہو سکے۔ آج کے اس دور میں میں ایک سیدھا سادھا فقیر بلکہ فقراء کا غلام ہوں میری باتوں پر حیرت مت کر عبرت حاصل کر مانا کہ نہ میں تونگر ہوں نہ حاتم طائی کی طرح سخی ہوں نہ مولانا رومی کی طرح ناصح ہوں نہ شیخ سعدی (رحمہم اللہ علیہم) کی طرح استاد ہوں۔ آج کا انسان ہوں آج کی بات کرتا ہوں ہر چیز میں ہر علم میں آسانی چاہتا ہوں اور آسان بات کرتا ہوں، میری باتیں اس کے علم سے نہیں اس کے عرفان سے ہوتی ہیں میری باتیں مجھ سے نہیں اسی سے ہوتی ہیں صرف علم وعقل سے اور باتوں سے خدا کو مانا جا سکتا ہے نہ منوایا جا سکتا ہے خدا کو ماننا یا منوانا صرف خدا ہی کے فضل وکرم پر موقوف ہے، **وما توفیقی الا باللہ** اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ باتوں اور تقریروں سے علم وعقل ظاہر سے خدا کو ماننے اور منوا لینے کا دعویٰ غلط ہے۔ داعی کے ان دعوؤں سے خدا راضی نہیں ہوتا خدا راضی اس سے ہوتا ہے جو خدا کا ہو جاتا ہے۔ ہزاروں قصیدے پڑھ لیں خواہ ہزاروں بار قصائید کی داد دیں خدا اسی سے راضی ہوتا ہے جو خدا کا ہو جاتا ہے۔ ارشاد گرامی ہے:''لایسئل عمایفعل وهم یسئلون'' اللہ سے اس کے افعال میں سوال نہیں کئے جاسکتے، البتہ بندے اپنے افعال میں سوال کیے جاتے ہیں۔ وہاں نہ سوال ہے نہ دعویٰ ہے بس اللہ کے ہو جاؤ اس سے پہلے کہ وہ تمہارے کاموں میں سوال کر سکے۔

رازانسان:

''الانسان سری وانا سرہٗ'' انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں! آدم جسم ہے انسان جان ہے۔ آدم قالب ہے انسان قلب ہے۔ آدم خاک ہے انسان نور خاص ہے۔ انسان وہ ہے جو ازل میں اپنے معبود کو دیکھ کر اس وقت سجدہ ریز ہوا تھا جب نہ ممبر تھا نہ محراب نہ مسجد تھی نہ کعبہ نہ ہی وہاں مکان تھا۔ انسان نے اس وقت سجدہ کیا تھا جب نہ جسم تھا نہ خواہشات تھے، نہ وقت تھا نہ موسم تھے، نہ نفس تھا نہ ابلیس، نہ کفر تھا نہ اسلام، نہ روح تھی نہ جان! انسان نے اپنے معبود کو معبود اس وقت مانا تھا جب نہ انبیاء تھے، نہ اتقیاء اور نہ اولیاء تھے۔ اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔ نہ میں تھا نہ تو تھا لیکن توحید الٰہی میں ہر چیز فنا تھی۔

اے طالب اللہ جو کامل انسان ہے وہ معرفت وحقیقت کو اس وقت سے جانتا ہے جب نہ زمیں تھی نہ زماں، نہ عرش تھا نہ کرسی، نہ لوح وقلم نہ ازل نہ ابد نہ کن نہ فیکون! سبحان اللہ مرتبۂ انسان کتنا بلند ہے۔ایک حقیقتِ ابتدا ہے ایک ابتدائے حقیقت ہے! اس حسین ترکیب کے الٹ پھیر کو بس وہی جانتا ہے جو الاٰن کما کان کے راز کا واقف ہے۔الاٰن کما کان کیا ہے؟ وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے! شش جہات سے ماورا وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے!

راز قلب وقالب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا **عصیتُ قلبی عصیتُ اللہ**. ترجمہ: میں نے اگر قلب کی نافرمانی کی تو اللہ کی نافرمانی کی۔معلوم ہوا کہ قلب! خدا بھی نہیں اور خدا سے جدا بھی نہیں! قالب نبی کریم ﷺ کا نقشہ ہے۔قلب لا الہٰ الا اللہ کی تشریح ہے! قالب محمد رسول اللہ کی تفسیر ہے! قلب مکہ معظّمہ کی مانند ہے قالب مدینہ منورہ کی مانند ہے! قلب عرش کی مانند ہے قالب فرش کی مانند ہے! قلب نبی کریم ﷺ کی باطنی حقیقت کا عکس ہے اور قالب نبی کریم ﷺ کے ظاہر کا پرتو ہے۔اے طالب اللہ! جب تک قلب وقالب ایک نہیں ہوجاتے تب تک سالک ذکر وفکر کرتا ہے اور جب ایک ہوجاتے ہیں تو ذکر وفکر پیچھے رہ جاتے ہیں۔اور سالکِ راہِ حق مذکور کی بارگاہ میں نور بن کر مقامِ نور میں فنا ہوجاتا ہے۔

ہماری آنے والی تصنیفِ لطیف

کنزِ اخفیٰ

طالبین حق کے لئے انشاء اللہ ایک گوہر نایاب ثابت ہوگی

باب چہارم

اذکار کی حقیقت اور طریقہ جات:

اذکار خمسہ پانچ ہیں ذکر جلی، ذکر خفی، ذکر قلبی، ذکر روح اور ذکر سری۔**لا یعرف اللہ الا اللہ** اللہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا تو غیر اللہ کے اللہ کو یاد کرنے کا مطلب ظاہر ہے! تو اسے کس طرح یاد کیا جائے اس کا ذکر کس طرح کیا جائے؟ **لا یذکر اللہ الا اللہ** ۔یعنی اللہ کا ذکر اللہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔تو اے طالب اللہ! یہاں تجھے اپنے آپ کو پہچاننا ہوگا، خود سے خود کو نکال کر اسے یاد کرنا ہوگا، اپنے آپ کو پہچان کہ تو کون ہے۔"**ان اللہ خلق آدم علی صورتہ**" اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔یہ آدم کون ہے؟ اللہ کی ذات کا آئینہ ہے"**المؤمن مرأۃ المومن**" مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے۔تیری ذات اس کی ذات کا آئینہ ہے تیری ذات اسکی ذات کا نور ہے، بس نور سے نور کو یاد کرنا ہوگا! تیری ذات کیا ہے؟ دم ہے! دم سے آدم ہے۔دم کیا ہے؟ ذات انسانی ہے! ذات انسانی کیا ہے؟ "ھو" ہے! اور ھو کیا ہے؟ اسم اللہ! اسم اللہ کیا ہے؟ تیری ذات میں ظاہر ہے! اور تیری ذات اس کا مظہر ہے۔پس مظہر سے "**ھو الظاھر**" کو یاد کر گویا تو "**لا یذکر اللہ الا اللہ**" کا مصداق بن جائے۔

ذکر لسانی کا طریقہ:

آنکھ بند کرکے مکمل یکسوئی کے ساتھ اسم اللہ ذات "ھو" کو قوتِ تصور سے زبان پر لا اور اس طرح اس کو یاد کر جیسے وہ مقام زبان پر ھو ہی ھو کو یاد کر رہا ہو۔یہ ذکر جہری ہے اس ذکر سے تمام وجود میں ذکر کی گرمی اور یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔

ذکر قلبی کا طریقہ

قلب دم ہے اور دم ذات انسانی ہے! دم خود کو کہتا ہے تو تیری سانس باہر جاتی ہے تو اندر جانے والی سانس میں مکمل تصور اور یکسوئی کے ساتھ اسم ھو کو دم تک پہنچا اور ادھر ادھر تصور کو بھٹکنے نہ دے آنے والی سانس میں اسم ھو کا تار نہ ٹوٹنے پائے۔

ذکر روحی کا طریقہ

مکمل یکسوئی اور تصور کے ساتھ اسم ذات ''ھو'' کو پشت یعنی ریڑھ کی ہڈی میں موجود صلب (Spinal Cord) میں پہنچا کر ھو ھو کرنا چاہئے! اس سے تمام جبروتی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ قدرت کاملہ کا کرشمہ نظر آتا ہے۔

ذکر سری کا طریقہ

ذکر اسم ذات ھو کو مکمل تصور کے ساتھ ریڑھ کی ہڈی کے اختتام پر یا جہاں (Spinal cord) ختم ہوتی ہے وہاں ایک تکونی شکل بنتی ہے اس تکون میں کرنا چاہئے یہاں مکمل جبروتی قوتوں کا مشاہدہ ہوتا ہے یہاں سے سالک کو ہر قوت سے آزاد ہو کر ناجی بن کر کامیاب گذرنا ہوتا ہے

اذکارِ خمسہ کے فوائد

(۱) ذکر لسانی خوش لحانی کے ساتھ اسم ذات ھو کی آواز میں ڈوب کر کرنے سے جسم کے تمام اعضاء پر ذکر کا اثر ہونے لگتا ہے ذکر کے نور سے تمام عناصر بیدار ہونے لگتے ہیں۔ تمام اعضائے نفس عقل ظاہر اور زبان کے غلام ہیں جب نفس اور زبان ذکر کا اثر قبول کرتے ہیں تو رفتہ رفتہ اعضائے جسم بھی ذکر کے اثر کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس لئے ذکر لسانی کو مقدم رکھا گیا ہے کہ تمام اعضائے بدن مسلمان ہو کر ذکر کے اثر

کو قبول کر لیں۔ اس ذکر کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جسمانی بیماریاں ذکر کے نور سے جل کر دفع ہو جاتی ہیں ذکر کی گرمی سے دل کی چربی پگھل کر دل بھی صحت یافتہ ہو جاتا ہے جس کسی کو عارضۂ قلب، ودماغی خلل لاحق ہو وہ ذکر لسانی ضرور کیا کریں۔ (۲) ذکر خفی کرنے سے ایمان کا نور دل میں داخل ہوتا ہے (۳) ذکر قلبی کرنے سے قلب روشن ہو کر بیدار ہو جاتا ہے۔ اور اپنی حقیقت سے آشنا ہو کر ذکر کے نور کو قبول کر لیتا ہے۔ دل کے بیدار ہونے کے بعد یہ اپنا نور یا ذکر کا نور تمام اعضائے بدن کو پہنچاتا ہے جس طرح خون دل سے ہو کر تمام بدن کو پہنچتا ہے۔ اس سے بھی جسمانی لاعلاج بیماریاں جل جاتی ہیں۔ (۴) ذکر روحی ہے۔ اس کے کرنے سے روح کو اپنی قوت اور عظمت کا احساس ہوتا ہے روح کی بیداری کے ساتھ ہی جبروت اور ملکوت میں ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ ملکوتی عقول بیداری کے بعد قلب کی طرف مائل ہونے لگتی ہیں اس سے روحانی بیماریاں، جادو ٹونے یا سحر و آسیب دفع ہو جاتے ہیں اور روح روشن ہو جاتی ہیں۔ یہاں تزکیہ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کے مقامات حاصل ہوتے ہیں (۵) ذکر سری ہے۔ اس کے کرنے سے تخلیۂ رُوح کا مقام حاصل ہوتا ہے اس سے سالک کی روح کا رشتہ دو عالم سے یعنی عالم صغیر اور عالم کبیر سے قائم ہو جاتا ہے۔ تو انسان مقام سر کے مرتبہ پر آ کر خدا کی قدرت کی نشانیوں کے علوم سے آشنا ہو کر راز کی صورت میں مجلس محمدی ﷺ تک پہنچ جاتا ہے۔

اے طالب اللہ! من عرف نفسہ کہا گیا ہے یعنی تو اپنے نفس کو پہچان جس دم تو اپنے آپ کو پہچان لے گا اپنے رب کو پہچان لے گا۔ تو اپنے باہر اپنے آپ کو تلاش کر رہا ہے جس کسی سے ملتا ہے تیرے یہ تقاضے سب رسمی ہیں! یا تو جس کسی سے خصوصی طور پر ملتا ہے! تو خوب جانتا ہے کہ جس کسی سے تو رسمی طور پر ملتا ہے اس میں تو نہیں ہوتا! جس کسی سے تو خصوصی طور پر ملتا ہے تو اس میں تیرا مقصد کوئی نہ کوئی مفاد کوئی نہ کوئی کام ضرور ہوتا ہے۔ یہ تیرا مقصد، تیرا مفاد، یہ تیرا کام کیا ہے؟ دراصل وہ تو ہی ہے! کبھی تو مقصد کبھی مفاد اور کبھی تو کام بن جاتا ہے اور اپنے کو تو دوسروں میں تلاش کرتا ہے! تجھے پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کب تو مقصد اور مطلب بن گیا! کب تو مفاد بن گیا اور کب تو کام بن گیا! یہ سب کچھ تیرا ہی بہروپ ہے۔ تو ہر دن کتنی

شکلیں بنتا ہے! کبھی تو بہانا بن کر، کبھی تو خواہشات بن کر کبھی لالچ و رشوت بن کر اور کبھی نام و نمود کی شہرت بن کر دوسروں میں خود کو تلاش کرتا ہے! تو سمجھتا ہے تو سب سے جدا ہے! حقیقت میں مگر تو وہی ہے جو تو سوچتا ہے!، تو وہی ہے جو تو چاہتا ہے تو وہی ہے جو تو کرتا ہے تو وہی ہے جو تو کھاتا ہے! سمجھتا ہے کہ تو سب سے الگ ہے۔ مگر تجھے شعور نہیں تو مطلب و مقصد مفاد و خواہش اور کام کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ تو اپنے آپ کو دوسروں میں ڈھونڈتا ہے تو سانپ کے گھروندے کی مانند ہے جس میں ہزاروں سوراخ ہوتے ہیں، سانپ تو ایک ہی سوراخ سے آتا جاتا ہے مگر تو ہر دن ایک نئے سوراخ سے آتا جاتا ہے! تو ہر وقت ایک نیا راستہ اختیار کرتا ہے اور ہر وقت راستہ بھول جاتا ہے۔ اے نادان کسی رہبر کو تلاش کر شاید تو کامیاب ہو جائے۔ تو نمازیں پڑھتا ہے! روزہ بھی رکھتا ہے اور حج کا اہتمام بھی کرتا ہے! تیرے ہاتھ میں تسبیح کے منکے گھوم رہے ہیں تیرا یہ منظر لوگ دیکھ رہے ہیں اور تو دکھا رہا ہے۔ تسبیح کے منکے گن چکا! اب ذرا من کا منکا گھما کے دیکھ یہ نہ تو کسی کو دکھا سکتا ہے اور نہ کوئی اسے دیکھ سکتا ہے۔ تیری سانسوں کی مالا میں صرف دو منکے ہیں! یہ نور ہیں! یہ اسم اللہ کے انوار ہیں یہ کلمہ طیب کے اسرار ہیں، یہ بہت مقدس اور متبرک ہوتے ہیں اسے تیرے سوا نہ کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے۔ من کی تسبیح کے منکے ہر ایک میں ہوتے ہیں اور ہر ایک سے جدا ہوتے ہیں! ان منکوں کے گھمانے سے حواس خمسہ باطنی کھل جاتے ہیں اور پانچ مقامات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ انہی منکوں کو گھمانے سے تجھے مکمل نجات حاصل ہو گی۔

اے اللہ کے بندے! اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ ان کا دیدار کر جو سکھ تجھے ذکر و فکر اور عبادت میں نہیں ملا وہی سکھ ان کے دیدار کی ایک جھلک سے ملے گا۔ ہاتھ میں تسبیح لیا پڑھا اور گھمایا تو تجھے کیا ملا؟ مٹھائی کو ڈبے میں رکھ کر ڈبہ چاٹنے سے کیا خاک ذائقہ ملے گا؟ مٹھائی اندر ہے باہر نہیں! سکھ کو نیکیوں کی جزا سمجھتا ہے اور دکھ کو گناہوں کی سزا سمجھتا ہے! ہر چیز کو اعمال کے سپرد کرتا ہے! ذرا خود کو خدا کے حوالے کیوں نہیں کرتا؟

دنیا ایک طرفہ تماشہ ہے جو تیرے باہر ہر روز ہوتا رہتا ہے ایک مایہ جال ہے، اس تماشے میں ہر انسان بس یہی سوچتا ہے کہ آج کیا کروں؟ کل کیا کروں! کل کیا ہو گا، کیسے گذرے گا ہر امیر و غریب کے

سامنے بس یہی سوال ہے بس اتنا سا کردار ہے جو ہر انسان کو آج اور کل میں الجھا کے رکھا ہے آج اور کل گذر جائے گا! زندگی آج اور کل کے اندھیرے میں گذر جائے گی گزر گئی! اور انسان آج کل کے چکر سے مر کر آزاد ہو گیا! کاش انسان جیتے جی اس چکر سے آزاد ہو جاتا! اور ایک کامل مرشد کی صحبت اختیار کر کے وہ ”قلب سلیم“ حاصل کر لیتا جس کو اللہ رب العزت نے اپنے مقدس کلام مجید میں یوں ارشاد فرمایا ”**یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم**“ ترجمہ قیامت کے دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر وہ شخص نفع میں رہے گا جو اللہ کے پاس قلب سلیم لائے گا۔ اور اے طالب اللہ! اس دنیا کے چکر و دھوکے سے آزاد ہو جا! اسی دنیا کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”دنیا ایک مکر ہے اسے مکر سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ نیز ارشاد ہے: ”**الدنیا ملعون بما فیھا**“ دنیا اور دنیا کا سب کچھ ملعون ہے۔ آدھی لعنت کی حقدار دنیا ہے پوری لعنت کا حقدار دنیا کا پجاری ہے۔ دنیا کو دنیا کے مالک کے سپرد کر دے یا راہ حق میں دنیا کو صرف کر دے۔ کیونکہ یہ خدا کی غیر ہے خدا کو چھوڑ کر خدا کے غیر سے محبت کرنا بت پرستی ہے۔

ذکر لسان اور تصور:

افضل الذکر کلمہ طیب ہے اس کلمہ میں اسم ذات اللہُ ہی اصل ہے۔ زبانی ذکر سے پہلے چند بار درود پڑھ کر دو چار لمبی لمبی گہری سانس کھینچ کر اسم ذات اللہ کو تصور کے ساتھ زبان پر محسوس کریں اور اب اس طرح اللہ کا نام خوش الحانی کے ساتھ لیں جیسے اللہ، ہی اللہ کو یاد کر رہا ہو اور اس وقت یہ تصور کریں کہ **قل ھو اللہ احد،** اے نور محمدی ﷺ آپ میری جان کی جان ہیں آپ کا نور میری جان سے قریب ہے آپ ہی فرما دیجئے ھو اللہ ہے اور وہ احدیت کا نور احد ہے اس کی ذات الآن **کما کان** وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے۔ **وہ اللہ الصمد** ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے وہ نہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس کا پیدا کرنے والا کوئی ہے وہ **لم یلد، و لم یولد، کفواً احد** ہے۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ میں دل سورہ اخلاص کے ساتھ اخلاص سے مخلص ہو جائے گا اور توحید کے انوار اور اسرار ظاہر ہو جائیں گے۔ (آنکھ بند کر کے ذکر کرنا چاہئے) زبانی ذکر، فکر کے ساتھ

دل کے قائم و مستقیم ہونے تک کرنا چاہئے اسے ذکر بافکر کہتے ہیں ورنہ ذکر بےفکر کوئی فائدہ نہیں دیتا۔فکرو مراقبہ سے پہلے تھوڑی دیر تک ایسا ذکر ضرور کریں۔

خوش لحانی اذکار:

آواز کیا ہے؟ آواز ہر چیز کی فطرت کی غماز ہے آواز ہر شئی کی فطرت کا علم ہے بس اس کا پڑھنا، سمجھنا اور سیکھنا چاہئے۔ہم یہاں صرف آوازِ انسانی کے متعلق گفتگو کریں گے۔انسان چار عناصر کا پتلہ ہے اور اس پتلے میں دو عالم کے ہرشئی کی اصل پوشیدہ ہے۔آواز اگر خاکی ہے تو نرم وحلیم اور مصلحت پرست ہوتا ہے کبھی یہ معتدل اور کبھی غیر معتدل بھی ہوتی ہے۔ایسا انسان اچھی اور بری یعنی دوہری شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔آواز اگر بادی ہے ایسا انسان آسیب زدہ کی مانند کبھی چاپلوس ،کبھی خوشامد پرست اور ہوس کا حریص ہوتا ہے۔آواز اگر آتشی ہے گھن گرج دار لہجہ کبھی نرم و مصلحت پرور، نفس پرور، غدار، مکار اور منافق ہوتا ہے، اندر سے بز دل باہر سے شیر کی مانند ہوتا ہے۔آواز اگر نفسانی ہے۔چاپلوس ،مطلب پرست اور دغاباز ہوتا ہے تو ایسے شخص کی دوستی پر وثوق نہیں کیا جاسکتا ایسوں کی آواز اکثر بھدی ہوتی ہے اور اس کی فطرت کی عکاسی کرتی ہے ایسے انسان کو اتفاق سے اگر خوش الحانی حاصل ہے تو شہرت ،نام ونمود اور دنیا کا باؤلا ہوجاتا ہے۔

آواز کے چار اقسام اور ٹھکانے:

(۱) ناسوتی آواز:۔زن زیور اور زمین کیلئے ہوتی ہے نام ونمود اور شہرت کیلئے ہوتی ہے۔اور خود پروری وخود کی نمائش کیلئے بھی ہوتی ہے۔نرم گفتار مصلحت آمیز،کبھی گرجدار بارعب مگر مطلب سے خالی نہیں ہوتی اور یہ آواز پیٹ سے نکلتی ہے۔

(۲) ملکوتی آواز: اس آواز کا تعلق علم اور عقل سے ہوتا ہے،ایسے لوگ کبھی سریلے ہوتے ہیں، کبھی بےسرے ہوتے ہیں اکثر بیمار رہا کرتے ہیں ایسے لوگ دنیاداروں میں دنیادار مگر جہلاء پر حکمرانی

کرتے ہیں۔ان کی آواز ملی جلی کبھی کبھی بھدی ہوتی ہے اس کا انداز کبھی تیکھا کبھی میٹھا ہوتا ہے دونوں صورتوں میں اپنا مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس آواز کے مالک اکثر علماء ہوتے ہیں۔خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی، یہ صرف گلے سے نکلتی ہے۔

(۳) جبروتی آواز:۔اس آواز کے مالک عالم،فقیہ، پنڈت اور سادھو سنت ہوتے ہیں۔ایسوں کی آواز دھیمی کھردری ہوتی ہے۔اس لئے ایسے لوگ دوسروں سے سنتے ہیں اور گانا بجانا، سماع کے شوقین ہوتے ہیں۔ایسا لباس پسند کرتے ہیں جس سے لوگ باآسانی سمجھ جائیں کہ یہ کسی مذہب کا رہنما ہے۔ان کی آواز میں جبروتی قوتوں کا جادو بھی ہوتا ہے جس سے اسی قبیل کے لوگ دوسروں کو اپنی طرف بہت جلد مائل کرلیتے ہیں۔لوگ اس آواز کو الہام تصور کرتے ہیں! یہ الہام نہیں علم ہوتا ہے جس سے انسان دھوکہ کھاسکتا ہے۔یہ آواز جبروت کے ساتھ ساتھ دماغ کا کرشمہ ہے اور پشت سے نکلتی ہے۔

(۴) لاھوتی آواز: یہ آواز انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو حاصل ہوتی ہے۔پرتاثیر الہام کی مانند ہوتی ہے یہ کبھی قال میں ہوتی ہے تو قالی گفتگو کرتے ہیں۔کبھی حال میں ہوتی ہے تو حالی گفتگو کرتے ہیں۔ایسوں کی آواز اللہ کا ایک راز ہے ایسوں کی آواز میں معرفت کے اسرار پوشیدہ رہتے ہیں،نرم گفتار، حیادار، وفادار، دردمند اور سخت بھی ہوتے ہیں ایسوں کی آواز کو اگر انسان نہیں پہچانتا تو جانور ضرور پہچان لیتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں ایسے حضرات کی آواز میٹھی، سریلی، دھیمی اور پرکشش ہوتی ہے اور یہ مقامِ لاھوت سے ظاہر ہوتی ہے الہام خالص یہیں سے ہوتا ہے۔

لہٰذا جاننا چاہئے کہ آواز عناصر سے بھی ہوتی ہے نفس سے بھی ہوتی ہے! ابلیس، خناس اور خرطوم سے بھی ہوتی ہے۔ذاکر کا جسم بوقت ذکر مکمل خاکی عنصر کی صفت سے موصوف ہوجانا چاہئے یعنی پانی ہوا اور آگ کو خوراک کے اعتدال سے خاک کے حوالے کرکے بیٹھ جانا چاہئے۔اس لئے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کو روزہ بہت پسند تھا کیونکہ خاکی کی تعمیل بقیہ تین عناصر کرسکے۔

حاصل بحث:

آگ کا تعلق دنیا سے اوراس کی آواز ناسوتی ہوتی ہے اس لئے یہ آواز ذکر میں مددگار ثابت نہیں ہوسکتی۔آگ کا تعلق عقل اور دماغ سے ہے، دماغ عقل عیار رہوتی ہے،لہٰذا یہ بھی ذکر میں معاون ہونہیں سکتی۔کیونکہ یہ صرف گلے تک محدود رہتی ہے اس کا مقام ملکوت ہے۔''باد''اس کا تعلق اچھی اور بری مختلف قوتوں سے اور جبروت سے رہتا ہے۔اس لئے یہ بھی ذکر میں معاون نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کا مقام پشت ہے۔عنصر''خاک'' کا تعلق اور مزاج لاھوت سے بن سکتا ہے اس لئے ذکر مزاج اور لحان لاھوت کے مطابق ہونا چاہئے۔اس ذکر کی آواز آواز نہیں الہام خاص ہوتی ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''**لیس منا من لم یتغن باالقرآن**''ترجمہ:وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوب خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔

(رواہ البخاری)

فکر و مراقبہ:

فکراس لئے ضروری ہے کہ دل تمام قوتوں پر حکمراں ہے ہزار ذکر و فکر کے باوجود وقتاً فوقتاً یہ قوتیں سرابھارتیں ہیں یہ پوری طرح کبھی فنا نہیں ہوتیں، ہاں البتہ اس پر نظر با فکر رکھنے سے یہ قابو میں ضرور رہتی ہیں اور جس طرح ہر ذرے میں ایک خاموش قوت اور تحریک ہوتی ہے، اسی طرح دل کی تمام قوتیں قابو میں رہنے کے باوجود کہیں نہ کہیں یہ پوشیدہ رہتی ہیں۔جب بھی موقع ملتا ہے یہ قوتیں انسان پر غالب آنے کی کوشش کرتیں ہیں۔اس لئے سالک کو اس حرکت سے آگاہ رہنا چاہئے نیز اس راہ میں رہبر کی ضرورت ہوتی ہے پیر کے بغیر ذکر وہ کام نہیں کرتا جتنا پیر کی صحبت کام کر جاتی ہے۔کیونکہ جب تک تم پیر کے ساتھ رہتے ہو صرف پیر کو دیکھتے ہو، پیر کی سنتے ہو، یکسوئی پیدا ہوتی ہے، پیر کی باتوں پر غور و فکر کرتے ہو تو دل میں جو قوتیں پوشیدہ ہیں وہ سرد پڑنے لگتی ہیں انسان کی فطرت اپنی خواہشات کو ترجیح نہیں دیتی بلکہ پیر کی صحبت ہر خواہش پر غالب آجاتی ہے۔صحبت ہی اس راہ کا پہلا زینہ ہے۔اس لئے کامل پیر مرید صادق کو اسم اللہ ذات کا ذکر کراتے ہیں۔زبان سے اگر ذکر کرتے ہیں تو دل سے فکر کرتے ہیں! جیسے''اسم ذات ھوٗ''ہی ہمارا پیر ہے ہم

اسی کے ساتھ ہیں یہاں باطنی پیر کی محفل سجی ہے وغیرہ وغیرہ دل جب خواہشات سے خالی ہوجاتا ہے تو فکر پھل دیتی ہے۔پھر مراقبہ کیجئے انشاءاللہ عقل و روح روشن ہوکر نمودار ہوجائیں گے۔

اسم ذات ھو کے فوائد:

اس کا ذاکر رفتہ رفتہ بروں سے دور اور اچھوں سے قریب ہوجاتا ہے کیونکہ اس کے دل سے برائی ختم ہوکر اچھائی پیدا ہونے لگتی ہے تو یہ صرف اچھائی پسند کرتا ہے اور اچھائی کا اظہار کرتا ہے اچھا سلوک کرتے ہوئے بھلائی کی دعوت دینے لگتا ہے بروں کی صحبت برائی میں اضافہ کرتی ہے اچھوں کی صحبت اچھائی میں اضافہ کرتی ہے اس کے اندر کی اچھائی اور سچائی باہر آنے لگتی ہے۔اور اسم ذات ھو، کے تصور سے دل کی سستی وہم و گمان خواہشات حواس خمسہ کی فرمائش وغیرہ ختم ہوجاتیں ہیں مگر ذاکر کے لئے ضروری ہے کہ جسم کی حفاظت اور صحت کا خیال رکھے ورنہ مغرور سواری لمبے سفر میں کسی کام کی نہیں ہوتی۔جسم اگر بیمار ہے تو فکر و توجہ کو کمزور کردیتا ہے جسم اگر کمزور ہے تو عقل بھی کمزور ہونے لگتی ہے اگر عقل کمزور ہوگی تو ضعف یقین کا حملہ ہوتا ہے ذاکر سالک اس راہ میں وہ چیزیں دیکھنے کی وہ باتیں سننے کی کوشش کرتا ہے جس کا ادراک انسان کی آنکھ اور کان نہیں کرسکتے۔جب یہ معاملہ اس کے ساتھ اگر پیش نہیں آتا تو اس کا یقین ڈول مول ہوجاتا ہے اور شک میں مبتلا ہوکر کی گئی محنت پر پانی پھیر دیتا ہے۔یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک لمحہ کا نظارہ سالک کے حوصلے کو اور تقویت عطا کرتا ہے، اس نظارے کے ساتھ مزید پیش قدمی کرنا چاہئے۔کئی منظر ہمارے سامنے آتے رہیں گے پھر کئی بار رک جائیں گے مگر ذکر و فکر اور مراقبہ میں ناغہ نہیں کرنا چاہئے۔

فکر و مراقبہ سے متعلق ضروری ہدایات:

مراقب اگر دکھ اور لا حاصل فکر، بے وجہ گھبراہٹ بے اعتدال تنفس محسوس کر رہا ہو تو سمجھنا چاہئے کہ ابھی مراقبہ کا اثر دل تک پہنچا ہی نہیں اور نہ دل قائم ہوا ہے نہ استقامت میسر آئی ہے۔اگر دل مستقیم ہوگیا ہوتا تو ایک پرسکون کیفیت ایک میٹھی پرسکون لذت و سرور ضرور محسوس کرتا ہے۔مراقبہ نہ کرنے سے یا ترک کرنے

سے بھی مذکورہ شکایتیں ہوتی ہیں۔جب سالک اسم ذات کی تحویل میں مکمل چلا جاتا ہے تو دل قوی بیدار اور بادیدہ ہوجاتا ہے اور روح متجلیٰ ہوجاتی ہے۔اگر دل اسم ذات ھو، کے اثرات قبول نہیں کر رہا ہے تو سالک کو پیچھے پلٹ کر، اسم اللہ، للہ، لہ، ھو، کو متواتر کر کے اثر کو پرکھ کر کوئی ایک اسم ذات کے شغل میں مشغول ہوجانا چاہیئے۔انشاء اللہ دل ضرور اثر کو قبول کر کے قائم ہوجائے گا عشرت دوستی میں، غم رحمدلی میں، خوشی قرب میں تبدیل ہوجائے گی۔اس سے دل میں اسم قدوس کا نور ظاہر ہوگا لہٰذا سالک کو خوش مزاج کے ساتھ خوش مزاج، دکھی کے ساتھ رحمدل، بدمزاج کے ساتھ صابر ہونا چاہیئے۔

وجہ تخلیق اور خلقت:

حدیث قدسی ہے کہ ”خلقت روحِ محمد (ﷺ) من نور وجھی ،، میں نے سب سے پہلے اپنے نور سے روح محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ”اول ماخلق اللہ روحی ،، سب سے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا فرمایا۔نیز ارشاد فرمایا”اول ماخلق اللہ نوری ،، سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

مگر ذات الآن کما کان وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے اس کی شان صمدیت کے ساتھ ہر چیز سے بے نیاز ہے اور آج بھی بے نیاز ہے آخر تک بے نیاز ہی رہے گی۔تو یہ سب کچھ اور کل موجودات کس طرح وجود میں آئیں؟ آیئے تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ذات الآن کما کان میں حضرت عشق بیدار ہوئے لاشعور سے شعور میں آئے اپنے آپ کو اپنی قدرت کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا ”کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اُعرف فخلقت الخلق ،، میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا چاہا کہ خود کو پہچانوں اور خلقت کو ظاہر کروں تو آپ نے اپنا نام اللہ رکھا پھر اسم اللہ کو اپنی شان کے مطابق سامنے رکھ کر محبت سے دیکھا تو اسم اللہ مکمل نور نظر آیا تو آپ نے اس نور کا نام محمد ﷺ رکھا۔اسم اللہ اور اسم محمد ﷺ کو ملاحظہ فرما کر لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کہا۔اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا”اول ماخلق اللہ نوری،، پھر اس کلمۂ پاک سے اللہ نے نبی کریم ﷺ کی روح مبارک سے عرش اعظم کو پیدا فرمایا اور کلمۂ

طیب کو تحریر کیا۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا”اول ماخلق اللہ روحی“ اور تمام ارواح کو اپنی اصل روح محمدی ﷺ یعنی عرش سے پیدا فرمایا۔جب حضرت عشق نے اس قدرت کے اظہار کا ارادہ فرمایا تو تمام خلقت میں حضرت انسان کو کل موجودات کا مظہر یعنی عالم کبیر بنا دیا!حضرت انسان میں نبی کریم ﷺ کے نور سے ذات انسانی اور آپ کی روح سے روح انسانی کو بنا کر پوشیدہ کر دیا۔اللہ ربّ العزت نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا”من عرف نفسہ فقد عرف ربہ“ جس نے اپنے آپکو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔اس حدیث پاک میں دو اہم نکتے ہیں ایک خود کو پہچاننے کیلئے ذات انسانی اور دوسرے میں رب کو پہچاننے کی دعوت دی گئی ہے نہ کہ جسم انسانی کو!یعنی جس نے اپنی ذات کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔یہ ذات انسانی کیا ہے؟نور ہے!یہ کس کا نور ہے؟نور مصطفی ﷺ ہے!یہ اس عالم کبیر میں یعنی حضرت انسان میں کہاں ہے؟اس نور کو کس طرح پہچانیں؟اس نور کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔یہ نور حضرت انسان میں دم اور دم اسم اللہ کا مظہر بن کر شہ رگ سے قریب ہے!جو تیری سانسوں کو تحریک دے رہا ہے!یہی مرتبۂ انسان باطن ہے!یہی انسان کی ذات ہے!اسی ذات سے ربوبیت کے رب کو پہچاننا چاہیئے!حضرت انسان میں مرتبۂ ربوبیت اور رب کہاں ہے؟ہم راز کا افشاء نہیں چاہتے ؟کیونکہ اسرار ربوبیت کا اظہار کفر ہے۔اے طالب اللہ!تو انسان ہے!عقل و دماغ رکھتا ہے علم و یقین رکھتا ہے اور بصر و بصارت رکھتا ہے بس اس راہ میں سر کے بل چل اور دشت سر میں بصر بصارت کے پوشیدہ خزانے کو تلاش کر!تیری ذات اگر تجھے ناسوت و ملکوت میں نہیں ملتی تو جبروت کی دنیا میں تلاش کر اور ربوبیت کے رب کو عالم لاھوت میں تلاش کر یا توحید کے سمندر میں اپنی ذات کے ساتھ غوطہ لگا انشاء اللہ وہ گوہر مقصود یقیناً تیرے ہاتھ آئے گا یا ایسا پیر تلاش کر جو محرم اسرار لاھوت ہو ورنہ اپنے باہر بھٹک کر اُلجھ جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا”اول ماخلق اللہ قلمی“ اللہ نے سب سے پہلے میرے قلم کو پیدا فرمایا!قلم کیا ہے؟قلم علم کا شارح ہے!جو ہر علم کی شرح کرتا ہے قلم میں تمام علوم پوشیدہ رہتے ہیں اور صفحۂ قرطاس پر ذات شارح کے ارادے کے ساتھ ڈھلتے رہتے ہیں!معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا نور قلم کو حرکت

دیتا ہے اور دو عالم کی ہر چیز آپ کے قلم کی تحریر ہے! یہاں قلم کی قدرت بیان کی گئی ہے قلم چاہے تو تحریر کو مٹا سکتا ہے یا نئی تحریر لکھ سکتا ہے! مگر تحریر کی کیا مجال کہ قلم کے خلاف کرے! اے حضرتِ انسان اپنے آپ کو پہچان! نبی کریم ﷺ کا نور عالم قدس یا عالم لاہوت میں شارح ہے اور قلم عالم جبروت ہے! قرطاس ملکوت ہے! نتیجہ اور علوم کی تحریریں دو عالم میں ہیں۔

نور کیا ہے؟

اللہ ربّ العزت نے فرمایا "**قدجاء کم من اللہ نور و کتاب مبین**" (المائدہ) بیشک تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور اور کتابِ نور آئی۔ یہاں نور سے مراد محمد ﷺ کا نور ہے اور کتاب نور سے مراد آپ کی شریعت اور آپ کے علوم کا نور ہے! اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**انا من نور اللہ و کل خلائق من نوری**" میں اللہ کا نور ہوں اور تمام خلائق میرے نور سے ہیں! یعنی ہر مخلوق کی ذات آپ کے نور سے ہے اس لئے آپ کو تمام طبقات مخلوق جیسے نباتات، جمادات اور حیوانات پہچانتے اور مانتے ہیں مگر افسوس حضرت انسان اپنے آپ سے غافل اپنی ذات کے نور سے غافل ہو کر عناصر کی دنیا میں بھٹک رہا ہے جب کہ حضرت انسان کی اصل بھی انسان میں موجود ہے! مگر انسان اپنی ہی ذات سے بچھڑا ہوا ہے! کیوں نہیں! تم اپنی ذات کی اصل کو پہچاننے کی کوشش کرتے۔ یہاں فقیر کو بہتر معلوم ہوتا ہے کہ سعیدان ازل کیلئے ایک اشارہ کرتے چلوں ....اے ازلی سعید تیری ذات کی اصل تیری بصر و بصارت کے پردے میں پوشیدہ ہے ذرا تو عناصر کی قید سے رہا ہو جا! خواہشات کی زنجیروں کو توڑ دے! پھر انشاء اللہ اپنی ذات کی اصل تک پہنچ جائے گا۔

عقل کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**اول ما خلق اللہ عقلی**" اللہ نے سب سے پہلے میری عقل کو پیدا فرمایا۔ آپ کی عقل کیا ہے؟ سراسر نور ہے! آپ کی عقل، آپ کی ذات ہے، آپ کی عقل آپ کی روح ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا "**العقل فی الانسان، والانسان مرأۃ الرب**" عقل انسان میں ہوتی ہے اور انسان رب کا آئینہ ہے۔ عقل و انسان سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ عقل نور ہے، اور نور نور ہی میں قرار پا سکتا ہے، تو ذات انسانی بھی نور ہے اور یہی ذات انسانی رب کا آئینہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**المؤمن مرأۃ المؤمن**" مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے۔ اس مرتبہ میں نبی کریم ﷺ اور اللہ جل جلالہ کی ذات مؤمن ہے۔

ایمان اور کفر کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں: "**الکفر و الایمان مقامان من وراء العرش**"، یعنی کفر اور ایمان عرش کی سرحد پر دو مقامات ہیں! یہی خالق اور مخلوق انسان کے درمیان حجابات ہیں۔ کفر کا رنگ سیاہ اور ایمان کا رنگ سفید ہے!! جیسا کہ حضرتِ آدم علیہ السلام نے جنت میں اپنی پشت مبارک سے اپنے ہی جیسے دو قطار میں سفید اور سیاہ انسان نکلتے ہوئے دیکھا! تو حیرت سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے یا الٰہ العالمین یہ کیا ماجرہ ہے کہ میری پشت سے نکلنے والے یہ سفید و سیاہ لوگ کون ہیں! تو اللہ ربّ العزت نے فرمایا یہ تیری پشت سے نکلنے والے سفید و سیاہ قطار در قطار نکلنے والے لوگ جنّتی و جہنمی ہیں۔ تو پتا یہ چلا کہ کفر کا ٹھکانہ نارِ سیاہ یعنی جہنّم ہے! اور ایمانِ اکمل کا ٹھکانہ جنّت ہے! اے سالک! اگر کفر و ایمان کو، سیاہ و سفید کو انسان اگر خود میں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے باہر شریعت اور اسباب شریعت کے علاوہ جو کچھ ہے وہ ناری ہے، اور نار کا رنگ یا اصل سیاہ ہے۔ جیسے آگ سے اپھارہ ہوا کا جل! سیاہی کو سیاہی سے ہی دیکھا جا سکتا ہے سفیدی سیاہی کو نہیں دیکھ سکتی۔ جیسے تیری آنکھ کی سیاہی سے تو اپنے باہر کی دنیا دیکھ رہا ہے! خود کو نہیں دیکھ رہا ہے تجھے جو کچھ نظر آ رہا ہے اس میں سوائے شریعت مطہرہ اور اسباب شریعت مطہرہ کے علاوہ سب کچھ باطل اور سیاہ ہے۔ تو سیاہ سے شریعت مطہرہ کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ شریعت کا وجود نور سے ہے، اور سیاہ یعنی نار نور کی ضد ہے اس لئے شریعت کے نور کو اگر نور سفید دیکھتا ہے تو مرتبۂ ایمان کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اے طالب اللہ! دنیا کو دیکھ، خود کو دیکھ، خود میں تلاش کر، کفر

وایمان کی حیثیت سے آگاہ ہوکر، عرش کی سرحد سے گذر کر عرش تک پہنچ جا۔

حقیقتِ عرش:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ''**قلوب المؤمنین عرش اللہ تعالیٰ**'' مؤمنوں کے قلوب اللہ کا عرش ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**قلب الانسان بیت الرحمن**'' مؤمن انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ قلب کی ظاہری شکل دم کے ساتھ عناصر کے دل سے تعلق رکھتی ہے، قلب کی باطنی شکل سراسر نور ہے، اس کا تعلق انسان کے رگ و ریشہ، خون اور گوشت سے نہیں ہوتا، اس قلب کے سِر کو سِر میں تلاش کرنا چاہئے۔ جس کو مل گیا وہ دیکھتا ہے کہ اس کا قلب ایک نور ہے بلکہ ایک بحرِ بے کراں ہے، پردۂ ظلمات میں پوشیدہ ایک بحرِ محیط ہے۔ اس قلب میں دو عالم کی ہر چیز سما سکتی ہے، مگر قلب کسی میں نہیں سما سکتا اس مقام تک وہی پہنچ سکتا ہے جو مرتبۂ لاھوت پر آچکا ہے یا حال واحوال کا جاننے والا پیر اگر چاہے تو مرید کی رہبری علم حاضرات و ناظرات کے ذریعہ کرسکتا ہے کیونکہ عرش کی تخلیق نبی کریم ﷺ کی آنکھ سے ہوئی ہے!

پیرِ خام اور اس کے اخلاق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''**لم تقولون مالا تفعلون**'' وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔ کہنا کچھ اور کرنا کچھ، علم کے مطابق عمل نہیں تو کچھ بھی نہیں، ایسے لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ علم وعمل کے حسین امتزاج سے ایمان کا نور پیدا کا ہوتا ہے۔ ایسے انسان کی دنیا ایک زہریلے سانپ کی طرح ہوتی ہے، جب یہ ڈستی ہے تو زخمی کے حواس خمسہ بھی زہریلے ہوجاتے ہیں۔ ایسے انسان سے اور اس کی جماعت سے انسان کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ زہریلے انسان کے دل کبھی مطمئن نہیں ہوتے اور یہ دوسروں کے اطمینان کو بھی تباہ کردیتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ناجائز، خوبصورت خواہش کبھی پوری نہیں ہوتی! یہ چاند کو چھونے کی کوشش کرتے ہیں چاند کو کیا چھو سکیں گے؟ کیا کہیں، کیا کریں، ہم اکیلے چلا رہے ہیں کہ اے

انسانو! اپنے آپ کو محفوظ کرلو تو کوئی سنتا ہی نہیں۔ اگر کسی کی چھوٹی سے کٹیا جل رہی ہو تو میں بجھا سکتا ہوں، اگر سارا سنسار ہی جلنے لگے تو میں کیا کروں؟ پیاسے بہت ہیں، میں پانی پلانا چاہتا ہوں، اگر پانی کا مٹکا ہی پانی پی لے تو میں مٹکا کیسے بھروں؟ گھر کو بیوی کے سہارے چھوڑ آیا، اگر بیوی ہی چور ہے تو حفاظت کیسے ہوگی؟ ایسا لگتا ہے کہ ماں کے دودھ میں زہر کی ملاوٹ ہوگئی ہے، میرا بچہ کیسے بچے گا؟ علم وعمل سے اچھائی اور برائی میں تمیز ہوتی تھی، اچھائی برائی میں، برائی اچھائی میں تبدیل ہوچکی ہے میں کیا کروں؟ علم، عمل اور دنیا کا رنگ اگر ایک ہوجائے تو میں کیسے جدا کروں؟ اے غافل انسان! لالچی، رشوت خور، سود خور، حرام خور، کا دل اس کتے کی طرح ہوتا ہے جس کو تخت پر بٹھایا گیا ہو اور اس کو ہڈی دکھا دو تو تخت کو لات مار کر اپنی فطرت کے مطابق ٹوٹ پڑے گا۔ ایسا دل ہڈی کے سوا کسی سے محبت نہیں کرتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**الدنیا جیفةٌ وطالبها کلابٌ**''، دنیا مردار ہے اور اس کا چاہنے والا کتا ہے۔ دنیا کا طالب انسان کتے کی طرح ہے، وہ خود اپنے اندر یہ نہیں دیکھتا کہ اس کی روح کے پیچھے بھی نوسو (۹۰۰) خواہشات کے کتے پڑے ہوئے ہیں، اس کی روح کو زخمی اور لہولہان کررہے ہیں اے غافل انسان! اپنی روح کو پہچاننے کی تدبیر کر۔

''**الانسان سری وانا سرہ** (حدیث قدسی) انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

یہاں انسان سے مراد انسان کامل یعنی نبی کریم ﷺ کی ذات ہے، آپ کے فیض قدس سے کامل اولیاء اللہ بھی مرتبۂ انسان پر آتے ہیں۔ انسان حقیقی، ذات انسانی کو کہتے ہیں اور ذات انسانی ایک عظیم نور ہے، جس کی بیداری سے حواس خمسہ باطنی کھل جاتے ہیں۔ اس حضرت انسان کی دو آنکھیں ہوتی ہیں، جن کی بصارت جلالی اور جمالی ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**انا من اللہ والمؤمنون بی**'' میں اللہ سے ہوں اور مؤمنین مجھ سے ہیں۔ اللہ رب العزت نے عالم لاھوت میں آپ ﷺ کو صورت نور پر پیدا فرمایا، پھر آپ کے نور سے تمام ارواح کو نہایت حسین وجمیل صورت پر پیدا فرمایا، اس مقام کو عالم ارواح بھی کہتے ہیں۔ یہ ارواح کا حقیقی وطن ہے، الست بربکم کے جواب میں ارواح کا قالوبلیٰ کہنا، اسی مقام سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وعدۂ الست

کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی شان اور قدرت کے اظہار کیلئے کائنات کی تمام ارواح لاھوت سے نچلے طبقوں میں روانہ کیا لہٰذا ارشادگرامی ہے ”**ثم رددناہ اسفل سافلین**،، پھر ہم نے اسے نیچے (طبقے) سے نیچے (طبقے) میں بھیج دیا، اوراس مقام میں خلعت نورجبروت پہنا کر تمام قوتوں پر اس کو **انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً** ہم زمین پر اپنا خلیفہ اور جانشیں مقرر کرتے ہیں کے اعزاز سے نواز کر اس روح قدسی کا نام روح سلطانی رکھا۔ کیونکہ یہ تمام مخلوقات کی سلطان ہے۔ پھر اس روح سلطانی کو عالم ملکوت اعلیٰ کی طرف روانہ فرما کر، نور ملکوت سے آراستہ فرمایا، اور روح سلطانی کا نام روح ملکوتی رکھا، پھر یہاں سے ملکوت اسفل کی جانب روانہ فرمایا اور لباس نور میں ملبوس کر کے روح ملکوتی کا نام روح جسد رکھا۔

روح جسد کے لئے عناصر سے مرکب جسمانی لباس کو پسند فرمایا۔ لہٰذا ارشادگرامی ہے: ”**منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃً اخریٰ**“ (سورہ طٰہٰ) ہم نے زمین سے تمہیں پیدا کیا اسی مقام میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور پھر اسی زمین سے تمہیں نکالا جائے گا۔

بس اس جسم عناصر میں داخل ہونے کے بعد روح جسم سے مانوس ہو کر، جسم کی محبت میں وعدۂ ازل کو بھلا کر اپنے وطن سے بے وطن ہوگئی۔ اس وطن خاص کی یاد دہانی کیلئے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کو بھیجا، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کو روانہ فرمایا، اللہ کے لطف وکرم کے صدقے آج بھی حضور علیہ السلام کے وفادار غلام منصب مرشدی پر آ کر ہدایت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ کے بندوں کی رہبری کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے بندوں کو یوم الست کی یاد دلاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”**وذکرھم بایام اللہ**“ (سورۂ ابراھیم) اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلائیں۔ یعنی قرب ووصال خداوندی کے دن یاد دلائیں، اگر پیر اس فرض کو نہیں پہچانتا تو برائے نام پیر ہے، اس سے بہتر وہ ظاہر علماء ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی بات کرتے ہیں، نیک اعمال کی بات کرتے ہیں۔

کامل پیر ہادی ہوتا ہے:

کامل پیر ہدایت کا مظہر ہوتا ہے، ایک کے ساتھ ایک اور بے نیاز ہوتا ہے، تمام کتابوں کی جان

کُفی باللہ ہے، کامل پیر صرف کُفی باللہ کا سبق پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے، قصے کہانیاں، منگھڑت، اوٹ پٹانگ فضول بکواس کے افسانوں کا نام علم معرفت نہیں ہوسکتا، دنیا دار پیر کی فطرت مشکوک اور دل عوام کا جاسوس ہوتا ہے، ناقص پیر کا دل خود سے غافل مگر دوسروں کے دلوں میں جھانکنے کی کوشش کرتا ہے۔

دل غافل کی حقیقت:

دل غافل کی اپنی ایک فطرت ہوتی ہے، یہ ہمیشہ اپنی خواہش کے مطابق کام وکلام کرنے کی اجازت دیتا ہے، اگر ذرا سا بھی اس کے خلاف جائیں تو کام وکلام کے انجام سے دامن بچالیتا ہے۔ ایسا دل حواس خمسہ کی لذت میں مبتلاء ہو کر چنچل اور گمراہ ہوجاتا ہے۔ جیسے جیسے عمر اور صحت کی دولت ختم ہونے لگتی ہے، گھر بار پر بوجھ محسوس ہونے لگتا ہے تو مسجد کا راستہ یاد آتا ہے۔

اقسامِ علم معرفت:

علم معرفت کی تین اقسام ہیں (۱) علم معرفت ملکوت (۲) علم معرفت جبروت (۳) علم معرفت لاھوت۔

(۱) علمِ معرفتِ ملکوت کیا ہے؟

یہ علم عالم عقول سے تعلق رکھتا ہے، اس کا مقام انسان کا دماغ ہے، یہاں ہر قسم کی اصل ہوتی ہے، ہر عنصر کی ایک عقل ہوتی ہے، بحثیت عالم کبیر انسان پانچ مخلوقات کا جامع ہے۔ (۱) جمادات۔ (۲) نباتات (۳) حیوانات۔ (۴) انسانات۔ (۵) ملائکہ۔ پانچ مخلوقات سے متعلق پانچ ارواح ہوتے ہیں، پانچ ارواح سے متعلق ہزاروں خواہش ہوتی ہیں، ہر خواہش ایک معینہ مدت کیلئے علم کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانی دماغ میں ہزاروں اقسام کے علوم ہوتے ہیں، جن کا تعلق مذکورہ پانچ مخلوقات سے ہوتا ہے۔

جب ایک نیک سالک اس مقام پر پہنچتا ہے، تو دیکھتا ہے کہ تمام علوم ایک دوسرے سے مشترک اور مدغم نظر آتے ہیں، چندہی دنوں میں وہ اس علم کو پہچان لیتا ہے جو انسانات سے متعلق ہے جب وہ اس علم

کا مطالعہ کرتا ہے تو علم قرآن، علم حدیث اور علم شریعت کو نور کی شکل میں دیکھتا ہے، علم ملائکہ کے سوا بقیہ تین مخلوقات کے علوم کو نار کی شکل میں دیکھتا ہے اس مرتبہ کا نام علم الیقین ہے۔یعنی سالک جو کچھ دنیا میں علوم شریعت کے متعلق پڑھایا سنا تھا وہ سب کچھ اس کی دنیا میں علم سعید تھا جب اسے معرفت ملکوت حاصل ہوتی ہے تو مذکورہ علم کی حقیقت یعنی نور کو دیکھتا ہے تو مرتبۂ یقین پر آجاتا ہے۔اسی کو اللہ ربّ العزت نے علم الیقین سے تعبیر کیا ہے اور یہ علم، عمل کا تقاضہ کرتا ہے، اگر علم حاصل کیا اور عمل نہیں کیا تو آدمی گنہگار ہو جاتا ہے۔اس مقام کے علم سے متعلق **العلم نورٌ، العلم امام العقل** وغیرہ کہا جاتا ہے۔

علم معرفت جبروت کیا ہے؟

یہاں علم کو حرکت وحکم دینے والی قوتیں ہوتی ہیں، یہاں ہزاروں لاکھوں قوتیں ہوتی ہیں جو مذکورہ مخلوقات اور عناصر سے تعلق رکھتی ہیں یہاں پہنچ کر سالک حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔وہ علوم شریعت کو جلد نہ پہچان سکتا ہے نہ خود سے جدا کر سکتا ہے۔تمام قوتیں یہاں سالک کی ذات کا پیچھا کرتی ہیں مثلاً جمادی قوتیں کہتی ہیں ہمیں قبول کرلو ہم تمہیں سونا چاندی ہیرے جواہرات پارس وغیرہ کی پہچان عطا کردیں گے علم کیمیاء عطا کردیں گے بس تم حکم کرو ہم وہی ہو جائیں گے۔نباتی قوتیں کہتی ہیں ہمیں قبول کرلو ہم تمہیں علم حکمت عطا کردیں گے، تم حکیم بن کر ہر مرض کا علاج کرسکو گے، ہم تمہیں علم اکسیر عطا کر کے تمہاری غربت و افلاس کو دور کردیں گے۔آج دنیا میں بڑے بڑے حکماء و گیانی حضرات کی کتابیں جو علم طب سے متعلق ہیں وہ اسی علم کا نتیجہ ہیں۔اسی طرح حیوانی مخلوق کی قوتیں سالک کو گھیر لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمیں قبول کرلو ہر حیوان چرند پرند موذی غیر موذی تمام کے تمام تمہاری اطاعت کریں گے، تم ہر حیوان کی زبان و بولی کو سمجھ سکو گے، خوش الحان پرندوں کی آواز سے تمہیں محظوظ کریں گے، درند، چرند، پرند، تمہارے تابع رہیں گے۔یہاں پہنچ کر سالک اگر ان قوتوں کو قبول کر لیتا ہے تو بدعت و استدراج میں پھنس کر زوال پذیر ہو جاتا ہے۔اس مقام میں ہر مخلوق اور ہر چیز کی قوت کا مشاہدہ کر کے سالک ان قوتوں کی غلامی قبول کرنے کی بجائے فتح پا کر خود ان کو غلام بنالیتا ہے اور قوت انسانیہ کو پہچان کر اپنی ذاتی قوتوں کو اخذ کر لیتا ہے تو یہاں اس کا مجاہدہ

کامیاب ہو جاتا ہے اور تمام قوتیں اس کی غلام بن جاتی ہیں اور شکست خوردہ قوتوں سے نجات پاکر عین الیقین کے مراتب پر آجاتا ہے۔اس مقام کے کامیاب مجاہد کو ہر چیز کی حقیقت اور قوت کا کشف حاصل ہوتا ہے، لوح محفوظ روشن ہو جاتی ہے، اپنی ذات سے متعلق علوم کو لوح محفوظ کے مطابق اخذ کرتا ہے اور یہاں سالک کو مرتبۂ کرامت حاصل ہوتا ہے اس مقام کی حقیقت کے مطابق لوح محفوظ کے مطالعہ کے بعد **قم باذنی یا قم باذن اللہ** کہہ کر مردہ کو زندہ کرتا ہے۔اسی مقام میں آکر کامل پیر نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ جسے چاہے اس مرید کے قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ کر دیتا ہے۔یا جسے چاہے اس کے قلب کو مردہ اور نفس کو زندہ کر دیتا ہے اگر مذکورہ تمام قوتوں کو سالک غلام بنالیتا ہے تو علم کشف القلوب اور کشف القبور حاصل ہوتا ہے۔لوح محفوظ یعنی لوح ذات انسانی اور لوح ضمیر یعنی عکس لوح محفوظ ہمیشہ سالک کے پیش نظر رہتی ہے۔علم توجہ کا حصول بھی اس مقام میں ہوتا ہے جب سالک کسی کی آنکھ میں آنکھ ملا کر دیکھتا ہے تو آنکھ کی کالی پتلی پر اپنا اثر ڈال کر اپنے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے۔یہاں اکثر سالکین پہنچ کر کرامت کے نام پر استدراج میں پھنس جاتے ہیں، اگر سالک یہاں کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے ایک خاص علم عطا کیا جاتا ہے جو سراسر نور ہے۔ارشاد ربانی ہے: ''**وعلمناه من لدنا علما**'' اور ہم نے اسے اپنے خاص علم سے نوازا اس کا مقام سر کے نچلے حصہ سے لے کر پشت کی ریڑھ کی ہڈی کے اختتام تک ہوتا ہے، جس میں چھوٹے دماغ سے ریڑھ کی ہڈی کے آخری حصہ تک صلب ہے جو انتہائی چمکدار ہوتی ہے، اس کے دوسرے ملکوت اور جبروت کو متحرک رکھتے ہیں، اس صلب کے نیچے یہ تمام قوتیں پوشیدہ رہتی ہیں، جب سالک اپنے نیک سفر سے اس مقام پر آتا ہے تو یہ تمام قوتیں بیدار ہو کر سالک کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہیں۔ورنہ یہ قوتیں ہر عام انسان میں بھی ایک دفینہ کی مانند ہوتی ہیں، الا ماشاء اللہ کوئی قوت، کسی کسی کو یا جانور کو عطا کی جاتی ہے، یہ عطائے خداوندی ہے، اس کو انسان اکثر چھٹی حس (six science) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔اکثر جانوروں میں اس مقام کی ایک قوت ضرور ہوتی ہے، مثلاً جانور چرند پرند زلزلہ کی آمد بہت پہلے بھانپ لیتے ہیں، کتے سونگھ کر پہچان لیتے ہیں، سانپ بچھو وغیرہ قدموں کی آہٹ سے اندازہ کر لیتے ہیں۔اندھے انسان

کو بھی اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی ایک حس جبروتی ضرور عطا کرتا ہے، تاکہ وہ بغیر آنکھ کے جی سکے۔ جاننا چاہئے کہ عام انسان اور جانور کا واسطہ ناسوتی علم اور ملکوتی عقل سے ہوتا ہے، جبروتی قوتوں کا اس میں مطلق دخل نہیں ہوتا۔ انسان بھی دماغی عقل اور دنیا کے علم سے دنیا کرتا ہے اور جانور بھی اپنی جنس اور ہم جنس کے علم اور ایک مخصوص عقل سے کام لیتا ہے اور اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ انسان بھی دنیا کرتا ہے جانور بھی اپنی دنیا کرتا ہے انسان بھی سب کچھ اپنی اور اپنی اولاد کیلئے دنیا کرتا ہے جانور بھی اپنی اور اپنی نسل کے لئے دنیا کرتا ہے۔

بحیثیت انسان انسان کا علم ہوتا ہے، بحیثیت جانور جانور کا علم ہوتا ہے اور دونوں کے علوم ملکوت اور ناسوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''**لا فرق بین الحیوان والانسان الا العلم** ،، یعنی حیوان اور انسان میں صرف علم کا فرق ہے۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ معرفت جبروت کے علم کو حقیقت میں علم اور علم کی جان کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں لوح محفوظ اور لوح ضمیر کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی مقام کو اللہ تعالیٰ نے عین الیقین کے نام سے یاد فرمایا ہے کیونکہ یہاں سالک سب کچھ دیکھ کر، کامیاب ہو کر، اپنی ذات سے متعلق علم کے نور کو، علم کی قدرت کو پہچان کر عالم بن جاتا ہے۔

ملکوت اور جبروت دو ایسے مقامات ہیں جو سالک کے مجاہدہ سے تعلق رکھتے ہیں، اگر سالک کامیاب و کامل پیر رکھتا ہے تو علم حاضرات و ناظرات کے ذریعہ درس لے کر کامیاب گذر جاتا ہے ورنہ اگر مرید پیر خام کی رہبری میں ان مقامات میں قدم رکھتا ہے تو وہ استدراج کو کرامت سمجھ کر گمراہ ہو جاتا ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے مذکورہ مقامات کے تعلق سے ارشاد فرمایا: ''**الملکوت والجبروت شیطانان** ،، ملکوت اور جبروت شیطان کے دخل سے خالی نہیں۔ اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتا ہے ''**فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملًا صالحاً ولا یشرک بعبادتہٖ احداً** ،، (الکہف، پ،۱۱) پس جو شخص لقاء رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے، وہ صالح عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ یعنی اے طالب! جب تو اپنے باطن میں سفر کرتا ہے، اگر تجھے لقاء رب کے دیدار کی تمنا ہے تو عالم عقول سے ملکوتی عقول کے بتوں کی محبت میں گرفتار نہ ہو یہ تجھے خواہشات میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیں گے نیز عالم

جبروت کی قوتوں کا غلام نہ بن کہ یہ بت نہیں بت گر ہیں یہ تجھے بھی ایک بت کی مانند بنا دیں گے، تو استدراج میں پھنس کر شہرت، نام و نمود اور دولت کے پھندوں میں پھنس جائے گا لوگ تیرے استدراج کو کرامت سمجھ کر تجھے پوجنے لگیں گے۔ اس حال میں تیری عبادت، تیری شہرت کا باعث بن جائے گی تو اپنے آپ کو عابد اور اللہ کا ولی تصور کر کے اللہ کا دشمن بن جائے گا اس آیت کریمہ کا باطنی معنٰی یہی ہے۔ ورنہ ظاہری معنٰی لیں گے تو ہماری نماز میں وسوسے شریک ہوتے ہیں، خواہشات شریک ہوتے ہیں، کبھی کبھی عبادت عادت میں تبدیل ہو جاتی ہے، خیر خیرات و صدقات میں، کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی خواہش ضرور کارفرما ہوتی ہے اور ہر خواہش بت ہے۔ تو ایک عام انسان اس حال میں کیا کرے؟ اس لئے شریعت میں ایسی خواہشات کو، وسوسہ جات کو قابل معاف اور رخصت رکھی گئی ہے کیونکہ یہ فطری تقاضے ہیں جس کے بغیر انسان کا عبادت کرنا دشوار ہو جائے گا۔ اس لئے عوام کی عبادت باعث ثواب ہے خواص کی عبادت برائے قرب و دیدار جمال یار ہے۔ عوام کی عبادت کا دارومدار نیت پر ہے، خواص کی عبادت کا دارومدار عمل و نیت سے گذر کر فناء پر ہوتا ہے۔

علم معرفت لاھوت کیا ہے؟

یہ علم حق و حقیقت ہے اس علم کا عالم عارف بن جاتا ہے علم لقائے الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ علم دیدار الٰہی کا عالم ہوتا ہے یہاں علم ایک نقطہ ہوتا ہے اور یہ نقطہ نور ہوتا ہے حقیقی عالم اس نقطہ سے **وعلم آدم الاسماء کلھا** '' ہم نے آدم کو تمام علوم سکھائے، کے تمام علوم حاصل کرتا ہے۔ علم عین سے ہے اور عین سے علم کو دیکھ کر حق الیقین حاصل کرتا ہے کیونکہ علم نور ہے اور یہ نور اللہ کے لئے ہے اور اس نور کی معرفت بندہ کے لئے! بندے کو کیا چاہئے؟ علم چاہئے یا معرفت چاہئے! بندے کو علم نہیں معرفت چاہئے اور اللہ کے لئے معرفت نہیں علم مخصوص ہے کیونکہ عارف و معروف وہی ہے وہ ہر شئی کی معرفت رکھتا ہے۔

اسی مقام کے علم کو اللہ نے حق الیقین کہا ہے۔ یقین کیا ہے؟ علم کا بدل ہے، جس کی صداقت علم اور دیدار کے بعد تسلیم کی جاتی ہے، علم اور یقین لازم و ملزوم کی مانند ہیں۔ معلوم ہوا کہ مقام حق الیقین میں حق کو دیکھنے پانے اور بن جانے کا نام حق ہے۔ یہ مقام لازوال ہے اس مقام میں توحید حق بھی ہے اور توحید میں

پوشیدہ خزانہ بھی ہے اس مقام پر کنت کنزاً مخفیا کا راز کھل جاتا ہے، اس مقام میں عاشق لا الٰہ الا اللہ کو پڑھتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے اور اسی مقام میں محمد رسول اللہ کو پڑھتا اور دیکھتا بھی ہے۔ گویا اشھدان لا الٰہ الا اللہ و اشھدان محمدعبدہ رسولہ پڑھتا ہے، یہ گواہی دیکھ کر دیتا ہے، جب توحید کو دیکھتا ہے تو اشھد کہتا ہے، جب محمد رسو ل اللہ (ﷺ) کا دیدار کرتا ہے تو واشھد کہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''من رأنی فقد رألحق''، جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

اس مقام کی تشریح ممکن نہیں نہ اس کیلئے قلم ہے نہ الفاظ، نہ یہاں حروف ہوتے ہیں نہ آواز، نہ جہات ستہ ہیں نہ وقت، نہ دن نہ رات یہ مقام وحی بھی ہے، یہ مقام الہام حق بھی ہے، یہاں کا وقت لی مع اللہ وقتٌ ہوتا ہے اس مقام تک رسائی نہ مقرب فرشتہ پا سکتا ہے یہاں نہ نبی مرسل ہوتے ہیں، اس وقت میں وہی داخل ہوتا ہے جسے اللہ ہدایت و دعوت دیتا ہے، اس مقام میں لاھوت بھی ہے اور لامکاں بھی ہے، اسی مقام میں مجلس محمدی ﷺ سجتی ہے، اس مقام میں حقیقت انسانی ذات انسانی کی اصل بن کر پوشیدہ ہے، اسی مقام کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اول ماخلق اللہ نوری و کل خلائق من نوری'' اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے تمام مخلوقات کی تخلیق کیا، اسی مقام کے تعلق سے آپ نے فرمایا کہ میں دریتیم ہوں، اسی مقام کے تعلق سے آپ نے فرمایا ''اول ماخلق اللہ روحی ا للہ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا، نیز ارشاد فرمایا ''اول ماخلق اللہ قلمی'' اللہ نے سب سے پہلے میرے قلم کو پیدا فرمایا، یعنی تمام علوم میرے قلم کی سیاہی میں پوشیدہ فرمایا اور مجھی سے تمام علوم جاری فرمایا۔ یہ مقام سر ہے اسے سر میں تلاش کرنا چاہئے بس اس سے زیادہ فقیر کچھ لکھنے سے معذور ہے۔ نیک سالکین کو چاہئے کہ ان رموز کے عرفان کیلئے اس کی طرف رجوع کرے جو علم حاضرات و ناظرات رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قل ھٰذہٖ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃٍ انا و من التبعنی،، (یوسف، پ ۱۳) اے میرے حبیب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ یہی میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرے متبعین (اہل قلب و بصارت قلب والے ہیں) معلوم ہوا کہ سالک کا راستہ ناسوت سے

لاھوت پر ختم ہوتا ہے۔ یہاں وماخلقت الجن و الانس الالیعبدون نہیں پیدا کیا میں نے جن وانسان کو مگر اپنی عبادت کے لئے یعنی عبادت سے مراد پہچان ہے۔ اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لیعبدون سے مراد لیعرفون ہے اور جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اسی مقام پر عرفان کا تقاضہ پورا ہوجاتا ہے۔

مختصر حاصل بحث:۔

علم الیقین کا تعلق ملکوت سے ہے، عین الیقین کا تعلق جبروت سے ہے، حق الیقین کا تعلق لاھوت سے ہے۔ ان تین اقسام کے علوم کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک علم اقرار باللسان یعنی علم ظاہر، دوسرا تصدیق بالقلب یعنی علم القلب یہ علم حقیقت ہے۔ یعنی علم لاھوت کیلئے یا حقیقت تک رسائی کیلئے ہے علم ظاہر اور علم باطن کا حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اللہ ربّ العزت نے مذکورہ دو علوم کو مرج البحرین کے نام سے یاد کیا ہے۔ لہٰذا ارشاد گرامی ہے ''مرج البحرین یلتقیان وبینھما برزخ لا یبغیٰن (الرحمٰن، آیت ۲۷) اس نے دو سمندر بہائے جو دیکھنے میں ملے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان روک ہے کہ ایک دوسرے سے بڑھ نہیں سکتے یعنی علم ظاہر و باطن ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہونے کے باوجود دونوں علوم اپنے اپنے حدود کے دائروں میں ہیں۔

اپنے پیر کی نصیحت:

میرے پیر کی نصیحت مجھے یاد ہے، میرے پیر نے مجھ سے کہا تھا کہ اچھی یا بری خواہشات، غضب و غصہ، جھوٹ وفریب، بدزبانی و بدگوئی، حرص، حسد وتکبر کو ترک کردو کیونکہ یہ تمہاری ذات کے خلاف نفس امارہ کی سازش ہے ظاہری حواس خمسہ کے ظاہری تقاضے تیرے ہفت اندام کو گھائل کر رہے ہیں لہٰذ باطنی حواس خمسہ کے ساتھ محفوظ ہوجا۔

عبادت نام ہے عرفان کا:

سوال:۔وماخلقت الجن و الانس الالیعبدون" کی تعریف کیا ہے؟

جواب:۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا عبادت سے مراد ای **لیعرفون** یعنی اللہ کی پہچان ہے۔اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جن اور انسان سے اپنی پہچان کا مطالبہ کیا ہے اور پہلے جن کا تذکرہ آیا ہے جاننا چاہئے کہ جنات کا تعلق ناسوت وملکوت اور جبروت سے ہے۔اور انس بمعنٰی انسان کا تعلق لاھوت سے ہے اللہ تعالیٰ نے جن اور قوم اجناء کو تنبیہ کی ہے کہ اے قوم اجناء تم خواہ ناسوت میں رہو خواہ ملکوت میں ! خواہ جبروت میں رہو تمہیں میری معرفت حاصل کرنی ہوگی ۔کیونکہ دنیا جبروت اور ملکوت کا کرشمہ ہے دنیا نہ کلی طور پر جلالی ہے نہ جمالی ہے اس کا تعلق جلال و جمال کے درمیان اوسط سے ہے۔دنیا میں اس کے جلال کا غضب ہے بھی اور جمال کا رحم بھی ہے۔اے قوم اجناء! تم فطری طور پر مظہر جلال ہو تمہارا وطن جبروت ہے ! تمہیں ملکوت اور ناسوت تک رسائی کا اختیار دیا گیا ہے تمہیں ملکوت اور ناسوت میں صفت رحیم کی اتباع کرنی ہوگی تا کہ تمہیں میری معرفت جمال حاصل ہو سکے۔اسی طرح مذکورہ آیت میں حضرت انس سے خطاب فرمایا گیا ہے کہ اے حضرت انسان !تمہارا ملک حقیقت میں نہ ناسوت، نہ ملکوت اور نہ جبروت ہے بلکہ لاھوت ہے ! تمہیں ناسوت سے میری محبت اور اپنے کئے ہوئے وعدے کے سہارے شریعت میں کامیاب ہو کر ناسوت سے ملکوت کی طرف سفر کرنا ہوگا اور ملکوت میں خواہشات کے خلاف مجاہدہ کرکے **تخلقوا باخلاق اللہ** ،،اللہ کے صفات کے مظاہر بن جاؤ! کے مطابق صفت رحیم کی مظہریت کو اختیار کر لینا ہوگا۔اس مقام پر تمہیں شیطان کی ذریت کے ساتھ نبرد آزما ہو کر کامیاب ہونا ہوگا۔ یہی وہ مقام ہے جس کے تعلق سے اللہ رب العزت نے مؤمن کی حوصلہ افزائی کیلئے بیان فرماتا ہے، **نصر من اللہ وفتح قریب** ،،اللہ کی جانب سے فتح ونصرت قریب ہے۔بس یہاں سالک کو چاہئے کہ اسم صفت رحیم کی مظہریت اختیار کرے تا کہ مزید جبروت کی طرف پیش قدمی کی جاسکے۔جب سالک جبروت میں قدم رکھتا ہے تو تمام قوتوں کے خلاف محاذ آراء ہو کر نفس کی قوتوں پر غالب ہو جاتا ہے۔یہاں کی ہر قوت

جلال کی مظہر ہوتی ہے اور جمالی یہاں کامیاب مجاہد نہیں بن سکتا۔اس لئے سالک کو جلال کی مظہریت اختیار کر کے توکل اور تقوے کے سہارے مجاہدہ کرنا ہوتا ہے۔جب یہ قوتیں انسان سے شکست پا جاتی ہیں تو حضرت انسان کی غلامی کو تسلیم کر لیتی ہیں کیونکہ یہ بھی ان قوتوں کی ایک چال ہوتی ہے تا کہ انسان کو کرامات میں مبتلا کر کے انسان کو مزید ترقی اور حصول درجات سے روک سکے۔اسی مقام کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**الاستقامة فوق الکرامة**'' استقامت کرامت سے افضل ہے۔کیونکہ مقام جبروت ہی مقام استقامت ہے اسی مقام میں پہنچ کر صراط مستقیم کی استقامت حاصل ہوتی ہے اسی مقام سے کرامت دکھانا محض استدراج ہے یا یہ استدراج سے ہرگز خالی نہیں ہوتی ! جب سالک اس مقام میں پہنچتا ہے تو خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے اور ازلی سعید یہاں سے کامیاب گذر کر یا پیر کی دستگیری سے کامیاب گذر کر معرفت ذاتِ حق لاھوت میں حاصل کرتا ہے کیونکہ یہی حضرت انسان کا ملک عظیم ہے جہاں اس کے اعزاز میں ایک مجلس خاص کا اہتمام کیا جاتا ہے اور یہاں پہنچ کر انسان ،انبیاء اور کامل اولیاء اللہ کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔اسی مقام میں حضرت انسان اپنی اور حق کی معرفت سے آگاہ ہوتے ہیں۔نیز یہاں عبادت اور ای **لیعرفون** کا منشاء تکمیل پاجاتا ہے۔

سوال: اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کیا ہے؟

جواب: اقرار باللسان عناصر کی زبان سے اقرار پاتا ہے۔تصدیق بالقلب سے مراد نور قلب سے تصدیق کرنا ہے!مگر کیا اقرار کرنا اور کیا تصدیق کرنا؟ یہ حکم کلمہ طیب سے متعلق ہے۔یعنی زبان سے مسلمان جس کلمہ کا اقرار کرتا ہے اس کی حقیقت کا چشم قلب سے مشاہدہ کرتا ہے۔کلمہ طیب **لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ** ، سبحان اللہ!کلمہ طیب تمام علوم کی کنجی ہے! یہ کلمہ طیب بمانند سیاہی ہے جس میں تمام علوم پوشیدہ ہیں! یہ کلمۂ طیب توحید و رسالت کی معرفت کا گنج مخفی ہے!کلمہ طیب میں ایک اللہ کا ذاتی نام ہے دوسرا محمد ﷺ کا ذاتی نام ہے۔اللہ کے ذاتی نام کی معرفت کیلئے صرف اقرار کرنا کافی ہے! محمد رسول اللہ ﷺ کے ذاتی نام و مقام کی تصدیق کے ساتھ گواہی دینا ہوتا ہے۔چلیئے ذرا تشریح کرتے چلیں اللہ کے ذاتی اسماء چار ہیں نیز

نبی کریم ﷺ کے ذاتی آسماء چار ہیں۔ اللہ کے ذاتی اسماء الف کی تخصیص کے ساتھ 'اللہ' الف کی تخصیص کے بغیر 'للہ' لام کی تخصیص کی ساتھ 'لہٗ' نیز لام کی تخصیص کے بغیر 'ہ' 'ہے''ہ'' اپنے جلال و جمال کے ساتھ ھو ہے اور واؤ ایک حرفی ''ہ'' کو کھینچنے سے وجود پائی! اسم اللہ کے منفرد حروف ا،ل،ل،ہ ہے۔ غیر مکرر حروف صرف تین حاصل ہوتے ہیں،ا،ل،ہ، یہاں ا،ل، بھی حروف تخصیص ہیں۔ اس طرح کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ سے حروف غیر مکرر ہ ل،ا، ہ حاصل ہوتے ہیں اور یہاں ل،ا، حروف تخصیص ہیں، اگر حروف تخصیص کے بغیر اسم کو حاصل کرتے ہیں تو اسم اللہ اور کلمۂ توحید سے سِرِ اسم ''ہ'' حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک حرفی ''ہ'' اس کی توحید پر خود گواہ ہے۔ توحید کیا ہے؟ توحید ایک بحر بے کنار ہے ہر چیز کو توحید گھیرے ہوئے محیط ہے توحید کیلئے نہ حروف والفاظ ہیں نہ آواز واشارے ہیں، توحید توحید ہے! یہاں دم مارنے کی مجال نہیں! یہاں اللہ اپنے جلال و جمال کے ساتھ ھوالاول ہے اور یہ مقامِ توحید ذات سے تعلق رکھتا ہے جس کو تصوف کی اصطلاح میں لاھوت کہتے ہیں۔ وہ جب اپنی قدرت کے اظہار کا ارادہ کیا تو مرتبۂ صفات یعنی توحید صفات میں آکر ھو الآخر ارشاد فرمایا! اس مقام میں اسم اللہ کے ساتھ جلوہ افروز وہوالہٰذا ارشاد گرامی ہے: ''الحمد للہ رب العالمین'' تمام تعریفیں عالمین کے رب کیلئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مقام حمد وثناء سے ربوبیت کی صفت کا اظہار کر کے رب ہوا! اپنی ربوبیت کے اظہار کیلئے زمین و آسمانوں میں لہ مافی السمٰوات والارض کی شان کے ساتھ ھو الظاھر ہوا۔ یہ مرتبۂ توحید صفات و جلال ہے۔ پھر اسے پردۂ غیب منظور ہوا تو ھو الباطن کے اعلان کے ساتھ ہر شئی کے باطن پر محیط ہوا۔ اور ارشاد فرمایا ''ھو الحی القیوم'' یہ مرتبہ توحید صفات وذات ہے، اپنی معرفت کیلئے اس نے علم کو پیدا فرمایا۔

علم کی دو اقسام ہیں (ا) علم صفات (۲) علم ذات۔ پہلا علم وہ نور ہے جو صفات سے تعلق رکھتا ہے جس سے توحید استدلالی حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے علم سے توحید ذات حاصل ہوتی ہے۔ پہلا علم معرفت صفات خدا کا ذریعہ ہے۔ دوسرا علم معرفت ذات خدا کا عرفان ہے۔ پہلا علم کل موجودات پر اللہ کی حجت اور دلیل ہے، دوسرا علم معرفت خدا کی دلیل ہے، پہلا علم شریعت ہے، دوسرا علم طریقت ہے۔ معلوم ہوا کہ علم شریعت کے

بغیر طریقت میں قدم رکھنا گمراہی ہے۔ اسی طرح علم طریقت کے بغیر علم شریعت سے مقام ومرتبہ حاصل کرنا یا توحید ذات تک پہنچنا ناممکن ہے۔ جس طرح صفات وذات لازم وملزوم ہیں، اسی طرح علم صفات سے صفات کے مرتبہ پر آنا پھر صفت سے ذات کی طرف سفر کرنا ہی عین منشاء الٰہی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے آپ کو اشرف المخلوقات بھی کہیں اور صرف مرتبۂ صفات میں رہ کر مرتبۂ ذات کی طرف سفر کا ارادہ ہی نہ کریں! کیونکہ روئے زمین کے تمام مخلوقات اللہ کی کسی نہ کسی صفت کی مظہریت اختیار کیے ہوئے ہے! ہر چیز اللہ کی کسی نہ کسی صفت کی مظہر ہے تو ہم بھی صفت کی مظہریت قبول کر کے دیگر مخلوقات کے ساتھ صرف مرتبۂ صفات میں رہیں تو ہمارا انجام بھی وہی ہوگا جو دیگر مخلوقات کا ہوتا ہے۔ یہاں جاننا چاہئے کہ اللہ نے تمام مخلوقات کو صفات کیلئے اور حضرت انسان کو اپنی ذات کیلئے پیدا کیا ہے۔ جیسا کی حدیث قدسی میں اللہ رب العزت خود ارشاد فرماتا ہے: ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ کیا یہ منشاء الٰہی کے خلاف نہ ہوا! آج کل کہا جاتا ہے کہ پہلے شریعت میں مکمل ہو جاؤ پھر طریقت کا ارادہ کرو۔ میرے بھائی یہ گھٹیا ردی فارمولہ ہے جو صرف دین کے نام پر کاروبار کو تقویت دیتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں شریعت کب مکمل ہوگی؟ کیا تم شریعت کو مکمل کرو گے؟ کیا شریعت نامکمل ہے؟ کیا شریعت علم ضرویات دین، علم حرام وحلال کی تمیز اور تقویٰ سے مکمل نہیں ہوتی؟ کیوں شریعت کی تکمیل کی آڑ میں تم طریقت کا انکار کر رہے ہو! جس طرح شریعت کے بغیر طریقت نہیں ہوسکتی اسی طرح طریقت کے بغیر شریعت مکمل ہو نہیں سکتی! جیسا کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جس نے صرف شریعت کا علم حاصل کیا اور علم طریقت سے جاہل ہے، وہ اہل نفاق ہے جس نے علم طریقت حاصل کیا اور علم شریعت سے جاہل ہے وہ زندیق ہے۔ ایسی روایات کئی کتابوں میں موجود ہیں۔ (کشف المحجوب)

حاصل بحث:

حضرت انسان کا مرتبہ ماسویٰ اللہ ہر مخلوق سے بڑا ہے حضرت انسان اشرف المخلوقات ہے اللہ کا خلیفہ ہے تمام موجودات اس کی کی خلافت میں داخل ہیں ہر مخلوق کا ظاہر وباطن اللہ کی کسی نہ کسی صفت کا مظہر

ہے۔حضرت انسان کا ظاہر اللہ کی کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہے مگر باطن یعنی قلب اللہ کی ذات کا مظہر ہے۔ معلوم ہوا کہ قالب صفت کا مظہر ہے اور قلب ذات کا مظہر ہے، قالب مرتبۂ صفات اور شریعت میں ہے قلب مرتبۂ ذات ہے طریقت حضرت انسان کیلئے مرتبۂ ذات ہے شریعت حضرت انسان کے لئے مرتبہ صفات ہے۔یہ کس طرح ممکن ہے کہ قالب کا سفر صرف صفات میں رہ کر صفات میں دیگر مخلوق کی طرح الجھ کر صفات میں فناء ہو جائے؟ حضرت انسان اگر شریف ترین مخلوق ہے تو صرف اور صرف اسی لئے ہے کہ ان کا سفر صفات سے ذات کی طرف ہوتا ہے ورنہ درجۂ صفات میں تو چرند، پرند اور حیوانات بھی ہیں۔اگر حضرت انسان کا انجام بھی انہیں کے ساتھ ہو تو کیا معنٰی؟ یہ حضرات انسان آخر درجۂ اشرف المخلوقات پر کیوں لائے گئے؟ صرف یہی وجہ ہے کہ دیگر مخلوقات کا ظاہری و باطنی سفر صفات سے شروع ہو کر صفات پر ختم ہو جاتا ہے، مگر حضرت انسان کا سفر صفات سے شروع ہو کر ذات پر ختم ہوتا ہے۔ترقی مراتب حیوان کیلئے نہیں بلکہ صرف حضرت انسان کیلئے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**لا فرق بین الحیوان والانسان الا العلم**'' حیوان اور انسان میں صرف علم کا فرق ہے یہ علم کیا ہے؟ یہ علم نہیں عرفان ہے جو اللہ کی صفات وذات کا پتہ دیتا ہے۔علم کیا ہے؟ علم نور ہے جو اللہ کے نور صفات وذات کی طرف حضرت انسان کا سفر کرواتا ہے۔علم کیا ہے؟ علم نور ذات وصفات ہے۔اگر انسان علم صفات رکھتا ہے اور علم ذات سے محروم ہے تو یہ بدنصیبی ہے اگر علم ذات رکھتا ہے اور علم صفات نہیں رکھتا تو وہ جھوٹا اور زندیق ہے۔کیونکہ علم صفات یعنی علم شریعت کے بغیر ذات وطریقت کا حصول ممکن نہیں۔معلوم ہوا کہ علم اسی کو کہتے ہیں جو صفات سے ذات کی طرف سفر کروائے۔علم شریعت وصفات پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔علم طریقت وذات پینے سے حاصل ہوتا ہے۔معلوم ہوا کہ انسان کو پڑھنا بھی چاہئے اور پینا بھی چاہئے ورنہ صرف ایک رخہ علم انتہائی مضر اور خطرناک ہے۔ایک رخہ علم کی شہرت لے کر آج کل لاکھوں لوگ نکلے ہوئے ہیں یہ سب لوگ بظاہر **قال اللہ و قال الرسول** کی بات کرتے ہیں بہت محتاط رہنا چاہئے، شہرت کے اشتہارات دیکھ کر بہکنا نہیں چاہئے۔کسی آفریقی لیڈر نے کیا خوب کہا ہے جب انگریز آفریقہ میں آئے تو ان کے ہاتھوں میں

بائبل تھی اور ہمارے ہاتھوں میں ہماری زمین! ہم جب ان کے جال میں پوری طرح پھنس چکے تو ہمارے ہاتھوں میں بائبل تھی اور ان کے ہاتھوں میں ہماری زمین۔اے اللہ کے بندو! آج کے دور میں سنبھل جاؤ، آج بھی لاکھوں ایسے لوگ آرہے ہیں جن کے ہونٹوں پر اسلام ہے اور ہماری جیبوں میں پیسہ! کل کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ ہمارے ہونٹوں پر اسلام اور ان کی جیبوں میں پیسہ چلا جائے۔خدمت دین وملت ہر مسلمان پر فرض ہے مگر یہ فریضہ سوچ سمجھ کر ادا کیجئے۔

الغرض مرتبۂ صفات کے مسلم ومؤمن کو شریعت کی پابندی سے ثواب ضرور حاصل ہوتا ہے، مگر مرتبۂ ذات کے عاشق کو دیدار جمال یار حاصل ہوتا ہے۔کلمۂ طیب میں مرتبۂ صفات، توحید ذات اور معرفت ذات ہے، اقرار باللسان میں علم ہی معرفت ہے، تصدیق بالقلب میں معرفت ہی علم ہے۔یہاں دو علوم کا اثبات ہوتا ہے (۱) علم اقرار باللسان جو بندہ کے لئے صفات کا علم ہے اور تصدیق بالقلب میں اللہ کا اور اس کی ذات کا علم ہے (۱) علم بندہ ہے (۲) علم اللہ ہے۔جاننا چاہئے بندے کا علم خدا کا احاطہ نہیں کر سکتا! نہ بندے کے علم میں خدا سما سکتا ہے! مگر اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور بندہ سے علم بندہ اللہ کے علم میں ضرور رہتا ہے۔معلوم ہوا کہ بندہ کا علم بندے کو خدا تک نہیں پہنچا سکتا ہے مگر اللہ کا علم ہی اللہ تک پہنچا سکتا ہے۔بندے کا علم تاویلات اور حیلہ بازی سے خالی نہیں ہوتا اللہ کا علم ہر تاویل اور حیلہ سے پاک ہے۔

کلمۂ طیب کا دوسرا جملہ **محمد رسول اللہ** ﷺ ہے یہ مقامِ رسالت بھی ہے اور مقام عظمت بھی! اسم محمد ﷺ جمال بھی ہے اور کمال بھی، رسالت سے ارسال بھی ہے وصال بھی! اس مقام کی حقیقت کا بیان کرنا ناممکن ہے۔زبان میں نہ وہ حروف والفاظ ہیں نہ قلم میں حرکت کی قوت ہے یہ وہ مقام ہے جہاں مقرب فرشتے بھی پر نہیں مار سکتے۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسی محترم ومکرم شخصیت نے برجستہ کہہ دیا کہ اللہ کو سبھی جانتے ہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کو نہ کوئی جانتا ہے نہ پہچانتا ہے۔یہ مقام سرِ لاھوت کے اسرار ہیں توحید کے بحر بے کنار میں آپ گوہر مقصود کی طرح پوشیدہ ہیں! توحید کا سمندر چشمۂ حیوان کی مانند ہے! کہتے ہیں چشمۂ حیوان بحر ظلمات میں پوشیدہ ہے، اس مقام کا پتہ وہی مرد خدا دے سکتا ہے جو بحر ظلمات

سے گذر کر گوہر مقصود حاصل کر چکا ہو۔ یہاں نہ علم کی رسائی ممکن ہے اور نہ عقل کی! اس میدان کے شہسوار حضرت عشق ہوتے ہیں اور عشق جاہل نہیں عالم ہوتا ہے مگر اس کا علم علمِ حق الیقین ہوتا ہے۔

سوال:۔ اشرف المخلوقات سے مراد کیا ہے؟

جواب:۔ اشرف المخلوقات حضرت انسان ہی کو کہتے ہیں اور مرتبۂ انسانیت کے چار درجات ہیں۔ حضرت انسان چار عناصر سے مرکب ہے، ارواح بھی چار اقسام کی ہوتی ہیں

(۱) روح حسی (۲) روح نورانی (۳) روح سلطانی (۴) روح قدسی۔

اسی طرح عقل کے بھی چار درجات ہوتے ہیں:

(۱) عقل معاش (۲) عقل معاد (۳) عقل روحانی (۴) عقل کُل۔

اسی طرح ان پر اللہ کی تجلیات ہوتی ہیں لہٰذا یہ بھی چار اقسام کی ہوتی ہیں:

(۱) تجلی آثار (۲) تجلی افعال (۳) تجلی صفات (۴) تجلی ذات۔

اسی طرح ان کو علوم عطا کئے جاتے ہیں اور یہ بھی چار اقسام پر منقسم ہیں:

(۱) علم شریعت (۲) علم طریقت (۳) علم حقیقت (۴) علم معرفت۔

اسی طرح چار نفوس ہوتے ہیں:

(۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس ملہمہ (۴) نفس مطمئنہ۔

اسی طرح اللہ نے چار مقامات ان کیلئے مقرر فرمائے ہیں:

(۱) عالم ناسوت (۲) عالم ملکوت (۳) عالم جبروت (۴) عالم لاہوت۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چار جنتوں کا ذکر کیا ہے:

(۱) جنت الماویٰ (۲) جنت النعیم (۳) جنت الفردس (۴) بارگاہ اللہ عزوجل۔

حقیقتِ عالم ناسوت:

ناسوتی انسان کا علم علمِ شریعت ہے، جس کا تعلق عقل ظاہر سے ہے۔ اور یہ عقل عیار ہوتی ہے جو

معاش و معیشت میں الجھا دیتی ہے اور روح لامکانی ہے، اسکی تجلی آثار ہوتی ہے، مرتبہ صفات میں متقی و پرہیزگار اور متبع شریعت مقام پاتا ہے ایسے شخص کیلئے ثواب و انعام جنت الماویٰ ہے۔ ایسا شخص **لم تقولون مالا تفعلون** وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے، پر مکمل عمل کرتا ہے یعنی علم عمل کے خلاف اور عمل علم کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا اور اس مقام کا مقید کبھی اس مرتبہ سے آگے کی سوچ نہیں سکتا کیونکہ اس مقام کا نفس مسلمان ہونے کے باوجود نفس امارہ ہوتا ہے۔

حقیقتِ عالم ملکوت:

۵ ملکوتی انسان کا علم: علم طریقت ہے، عمل معاد اور روح نورانی ہوتی ہے تجلی افعالی اور نفس لوامہ ہوتا ہے۔ اس قسم کا مسلمان مؤمن ہوتا ہے جس کا تعلق آخرت اور جنت نعیم سے ہوتا ہے۔ ایسا شخص مزید ترقی کی طرف پیش قدمی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس مقام میں وہ مطمئن اور نیک ہوتا ہے۔ اس مقام والے کا نفس نفسِ لوامہ ہوتا ہے۔

حقیقتِ عالمِ جبروت:

تیسرا انسان وہ ہے جس کا علم علمِ حقیقت ہے، عقل روحانی ہوتی ہے اور تجلی صفاتی ہوتی ہے اور نفس نفسِ ملہمہ ہوتا ہے ایسا انسان جنت الفردوس میں مقام پاتا ہے۔ یہ بھی مقام صفات کا حقدار ہے اس سے آگے کی نہ وہ سوچ رکھتا ہے اور نہ حوصلہ رکھتا ہے کیونکہ ایسا شخص جبروتی ہوتا ہے۔ یہاں وہ کرامت اور استدراج کے فرق کو پہچان لیتا ہے۔

حقیقتِ عالمِ لاہوت:

چوتھا وہ انسان کامل ہے! جس کا علم علمِ معرفت ہے اور عقل عقلِ کل کا پرتو ہوتی ہے اور روح قدسی ہوتی ہے اور تجلی تجلیٔ ذات ہوتی ہے اور نفس نفسِ مطمئنہ ہوتا ہے اور مقام بارگاہِ عزوجل جو قرب

ودیدارِ جمالِ الٰہی کا حقدار بن جاتا ہے۔ایسے خوش نصیب کے لئے حضور پرنور ﷺ نے فرمایا"بیشک اللہ رب العزت نے ایسے کامل انسان کے لئے ایسی جنت رکھی ہے کہ جس میں حوریں ہیں نہ محلات، نہ شہد وشیر کی نہریں ہیں! یہاں صرف ذاتِ حق اور دیدار وقربِ حق ہے۔ایسا شخص مذکورہ تین جنتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا! کیونکہ مذکورہ جنت نشیں مقامِ قرب ودیدار کی حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں"**الجنّت حرام علیٰ طالب الدنیا والدنیا حرام علیٰ طالب العقبیٰ والعقبیٰ والدنیا حرام علیٰ طالب المولیٰ**" یعنی طالب الدنیا پر جنت حرام ہے طالب الجنت پر دنیا حرام ہے اور طالب المولیٰ پر دونوں حرام ہیں۔اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا طلبگار دنیا کی محبت میں گرفتار ہوکر خود اپنے اوپر عقبیٰ یعنی جنت کو حرام ٹھہرا لیتا ہے یا دنیا کے دجل وفریب سے آشنا ہوکر جنت کی محبت میں دنیا کو حرام ٹھہرا لیتا ہے مگر مولیٰ کا طلبگار مولیٰ کی محبت میں گرفتار ایسا سرشار ہوجاتا ہے کہ دنیا اور جنت دونوں کو اپنے لئے حرام ٹھہرا لیتا ہے ورنہ کسی پر بھی نہ دنیا حرام ہے اور نہ جنت!

جاننا چاہئے کہ دنیا ودین، آخرت، جنت اور جہنم سبھی حادث اور نو پیدا شدہ ہیں! اور انسان بھی حادث ہے! حادث حادث کی تمنا کس طرح کرسکتا ہے؟ بلکہ حادث کو چاہیے کہ قدیم کی تمنا کرے اسی مقام کی محبت قرب ووصال کو فقر کہتے ہیں۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "**الفقر فخری وانا افخر بہ**" یعنی فقر میرا فخر ہے اور اس پر مجھے ناز ہے۔

سوال:۔طہارت سے مراد کیا ہے؟

جواب:۔طہارت دو قسم کی ہوتی ہے،(۱) ظاہری طہارت (۲) باطنی طہارت۔دونو طرح کی طہارت یہ ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں (۱) ظاہری طہارت کے بغیر باطنی طہارت ممکن نہیں (۲) باطنی طہارت کے بغیر ظاہری طہارت ناقص اور بے اعتباری شیٔ ہے۔ظاہری طہارت پانی سے ہوتی ہے جیسے وضو وغسل وغیرہ۔باطنی طہارت جس کیلئے توبہ، تلقین، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ضروری ہے۔نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں"**لاصلوٰۃ الا بحضور القلب**" حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی! اسی طرح

وضو کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی وضو ظاہری وباطنی طہارت کا نام ہے یا جس طرح وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی کیونکہ نماز پاک ہے اور پاک ذکر بھی اس نماز میں جس طرح وضو یا غسل کی طہارت فرض ہے اسی طرح قلبی طہارت بھی فرض ہے اگر دل ناپاک ہے تو پاک نماز میں کس طرح حاضر ہوسکتا ہے؟ وضو اور غسل کے تعلق سے تو شریعت میں کئی احکامات ہیں اسی طرح قلب کے تعلق سے بھی کئی احکامات ہیں طہارت ظاہری اور طہارت باطنی کے تعلق سے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "**الوضوء علی الوضوء نورٌ علیٰ نورٍ**" ہے یعنی پے در پے وضو گویا نور پر نور ہے۔یہاں وضو پر وضو سے مراد وضو ظاہری یعنی طہارت ظاہری اور نور پر نور سے مراد وضو باطنی یعنی طہارت باطنی ہے معلوم ہوا کہ وضو کامل طہارت ظاہری وباطنی کو کہتے ہیں۔جس طرح نواقض وضو سے وضو ظاہری ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح جھوٹ، افتراق، فساد، کینہ، حرص، حسد، غرور، تکبر، چغل خوری سے باطنی وضو کمزور ہوجاتا ہے۔اعضائے بدن کا دائرہ شریعت سے باہر جانا ظاہری وضو کو توڑ دیتا ہے اور افعال شنیعہ سے باطنی طہارت ٹوٹ جاتی ہے۔لہٰذا آپ توبہ سے ہر دم تازہ وضو کرتے رہنا چاہئے تاکہ نماز اور دیگر عبادات مکمل طہارت کے ساتھ ادا ہوسکے۔

سوال:۔نماز کی تعریف کیا ہے؟

جواب:۔نماز اللہ کا ذکر ہے یہ ایک ایسی اداء ہے جو اللہ کو انتہائی محبوب ہے اس لئے ارشاد فرماتا ہے" **اقم الصلوۃ لذکری** "یعنی میری یاد کے لئے نماز قائم کرو نیز اللہ کے محبوب ﷺ کی محبوب شیٔ نماز ہے اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **الصلوٰۃ معراج المؤمنین**،،نماز مؤمنوں کی معراج ہے قرآن مجید میں دو طرح کی نمازوں کا ذکر ملتا ہے ایک نماز پنج وقتہ اور ایک غیر وقتی نماز جسے صلوات الوسطیٰ کہا گیا ہے اور اس صلوٰۃ الوسطیٰ کا وقت ہر دو نمازوں کے درمیان مراقبہ سے معلوم ہوتا ہے۔وسطیٰ دراصل ایک مقام کا نام ہے جسے ہم عرف عام میں قلب کہتے ہیں کیونکہ قلب انسان کے عین وسط میں ہوتا ہے۔نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں"**ان قلوب بنی آدم بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبها کیف یشاء**" **یعنی** بے شک بنی آدم کے دل رحمٰن کے دو انگلیوں کے درمیان ہیں (یعنی جلال وجمال کے درمیان ہیں) وہ

جس طرف چاہتا ہے دلوں کو پھیر دیتا ہے معلوم ہوا کہ حقیقی نماز نمازِ قلب سے متعلق ہے جو شرف پا کر معراج کے مرتبہ پر آجاتی ہے، یہاں قلب سے مراد وہ گوشت کا ٹکڑا نہیں جو خواہشات کا بت کدہ ہے۔قلب کا مقام قالب کے عین وسط میں یعنی دائیں اور بائیں پہلو کے درمیان اوپری اور نچلے حصہ کے مابین عین ناف کے نیچے دم کی شکل میں ہے۔دم نور ہے اور یہ نور اسم اللہ ذات کا مظہر ہے اگر یہ قلب بگڑ گیا تو سب کچھ بگڑ جاتا ہے معلوم ہوا کہ نماز قلب پر نماز قالب کا اعتبار ہے نہ کہ نماز قالب پر نماز قلب کا۔اگر انسان نماز قلب سے محروم ہے تو نماز قالب کا اعتبار کچھ خاص نہیں ہوتا جب قلبی نماز ہی فوت ہو جاتی ہے تو قالبی نماز کا کیا اعتبار؟ اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا ''لا صلوٰۃ الا بحضور القلب '' یعنی حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔نماز کیا ہے؟ عجز وانکسار سے اپنے معبود کو یاد کرنے کا نام ہے، اور عجز وانکسار کا مقام قلب ہے، نہ کہ قالب۔اگر قلب ہی اس عجز وانکسار سے غافل ہے تو قالب کے حرکات وسکنات بھی غفلت میں شمار کیئے جائیں گے کیونکہ دل ہی ہر حرکات وسکنات کا مصدر ہے اگر دل ہی غافل ہے تو جسم بھی غافل ہو جائے گا۔

ظاہری نماز کیلئے ایک قبلہ، ایک مسجد اور ایک امام ہوتا ہے۔اور یہ بے ریا بے تصنع بے ملاوٹ ادا ہوتی ہے اور باطنی نماز کیلئے بھی دل کی مسجد ہوتی ہے یہاں وقت کی قید نہیں ہوتی یہ نماز اعضاء بدن قوائے جسمانیہ اور باطنیہ کے مقتدیوں کے ساتھ لسان قلب سے پڑھی جاتی ہے۔اس مسجد کا امام حضرت عشق اور قبلہ جمال ذات خداوندی ہے۔ارشاد گرامی ہے: ''فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ''، تم جس طرف بھی رخ کرو گے ادھر رخ زیبائے الٰہی ہے۔دل نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے اسے خواب کہتے ہیں لہٰذا بیداریٔ حق کے ساتھ مشغول رہنا چاہئے۔ایاک نعبد وایاک نستعین ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، یہ آیت کریمہ اور سورۂ فاتح مکمل طور پر قالب سے متعلق نہیں بلکہ قلب سے متعلق ہے۔ یہاں انسان کی روح اللہ سے مدد طلب کرتی ہے کہ اے اللہ! اے خاص قلب کے خاص مالک ہم تیری عبادت کرتے ہیں، تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں کہ تو ہماری نماز قلب کو قبول فرما اور اس کو الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا مقام عطا فرما۔لوگوں نے اس آیت پاک کا معنٰی کیا سے کیا بنا کر رکھ دیا اور کس طرح سے اپنے

مفاد کا ہتھیار بنالیا۔الغرض! نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''الانبیاء والاولیاء یصلون فی قبورھم کما یصلون فی بیوتھم ،، یعنی انبیائے کرام اور اولیائے عظام اپنی مزارات میں ایسے ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے وہ اپنے گھروں میں پڑھتے تھے۔جیسا کہ شبِ معراج نبی کریم ﷺ کی سواری عالم برزخ سے گذری تو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہے۔جاننا چاہئے کہ ظاہری نماز کیلئے ظاہری حیات، اور باطنی نماز کیلئے باطنی حیات چاہئیے ظاہری حیات، جسم ونفس سے متعلق محدود ہوتی ہے، باطنی حیات قلب وروح سے متعلق غیر محدود اور لافانی ہوتی ہے۔لہٰذا انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی ظاہری حیات کو اپنی باطنی حیات میں تبدیل کر کے لافانی ہو جاتے ہیں اور اپنے قبور میں بھی اعزاز عبادت سے محروم نہیں ہوتے۔معلوم ہوا کہ مسلمان کو نماز کا عابد ہی نہیں عارف بھی ہونا چاہئے۔

آج کل کچھ معتبر سلاسل میں غیر معتبر مرید گھس کر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ہم دل کی نماز پڑھتے ہیں۔ہمیں جسم کے نماز کی ضرورت نہیں، یہ کھلا ہوا کفر اور زندقہ ہے، جس طرح جسم پر ظاہری طہارت اور عبادت فرض ہے، اسی طرح بس دل پر باطنی عبادت وطہارت فرض ہے۔ورنہ جسم کے بغیر دل نہیں اور دل کے بغیر جسم نہیں، یہ کیسے ممکن ہے کہ جسم ناپاک ہو اور دل پاک ہو، دل کی پاکی جسم کی پاکی پر اور جسم کی پاکی دل کی پاکی پر منحصر ہے۔یہ کیسے ممکن ہے کہ دل ایماندار ہو اور جسم کافر یا جسم ایماندار ہو اور دل کافر، یہ ممکن ہی نہیں جسم اگر کافر ہے تو لازماً دل بھی کافر ہی ہوگا، دل اگر کافر ہے تو جسم بھی لازماً کافر ہی ہوگا۔جس طرح جسم اگر عبادت میں یا نماز میں ہے تو دل کا عبادت میں شامل ہونا ضروری ہے، اسی طرح دل اگر عبادت میں ہے تو جسم کی ہر حرکت عبادت میں شمار کی جائے گی۔اس قبیل کے پیر اور مرید یہ دل کی نماز نہیں پڑھتے بلکہ دل کی نماز کی آڑ میں شریعت مطہرہ کا انکار کرتے ہیں جو شریعت مطہرہ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔جس نے شریعت مطہرہ کا مذاق اڑایا وہ منافق ہے، شریعت کی توہین نبی کریم ﷺ کی توہین ہے اور آپ کی توہین کرنے والا مرتد ہے۔

کچھ نابالغ ڈھونگی پیر تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور علم شریعت تو نادان علماء کیلئے ہے ہمارے لئے تو طریقت اور علم طریقت ہے اس لئے ہمیں شریعت کی مطلق ضرورت نہیں! (نعوذ باللہ) یہ

نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے حج کا مذاق اڑاتے ہیں تو یہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتے تو یہ ہم مسلمانوں کے پیر کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہم سلام کرتے ہیں ان علماء شریعت کو جن کا واحد مقصد شریعت کا تحفظ ہے، خدانخواستہ اگر علماء شریعت نہ ہوتے تو نہ جانے ایسے پیر اسلام کے ساتھ اور کیا کیا کرتے نہ جانے دنیا بھر میں ایسے کتنے چوہے ہوں گے جو خانقاہ کے نام پر اپنی اپنی بلوں میں گھس کر بیٹھے ہوئے ہیں جو ہمیشہ شریعت مطہرہ کے دامن کو تار تار کرتے رہتے ہیں۔ ان نابالغ پیروں سے پوچھو کہ انہیں نکاح کرنے کیلئے ظاہری شریعت کی ضرورت ہے! بچے پیدا کرنے کیلئے ظاہری شریعت کی ضرورت ہے! بینک بیلنس بڑھانے کیلئے دنیا کا مال کمانے کیلئے ظاہری شریعت کی ضرورت ہے! نماز پڑھنے اور پڑھانے کیلئے روزہ رکھنے اور رکھوانے کیلئے ظاہری شریعت کی ضرورت نہیں؟ واہ رے پیری مریدی! اے دنیا دار پیر! نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ نہ انبیاء کرام کو معاف ہوئے نہ نبی کریم ﷺ پر! تو تیری کیا حیثیت ہے کہ یہ سب کچھ تیرے لئے معاف ہو گئے؟ تو دل کی نماز پڑھتا ہے؟ بتا کیسے پڑھتا ہے؟ جسم سے تو نے دل کو کس طرح کہاں اور کب جدا کیا؟ تیری طریقت میں اگر صرف دل کی نماز ہے اور جسم کی نماز نہیں تو تو تارک شریعت ہے! نکاح بھی دل کا کیوں نہیں کیا؟ بچے بھی دل کے کیوں نہ پیدا کئے؟ نکاح کیا جسم کے ساتھ بچے پیدا کئے جسم کے ساتھ اور نماز دل کی پڑھتا ہے! یہ گمراہی ہے ایسا پیر اور ایسے کے مرید تمام کے تمام گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ لہٰذا شریعت مطہرہ کی پابندی ہر مسلمان کا فرض ہے جو شریعت سے آزاد ہو گیا وہ مردود ہو گیا ۔ اور جو لوگ دل کی نماز کا دعویٰ کرتے ہیں وہ دلیل اس حدیث سے لاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ، رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا **اجسامهم فی الدنیا و قلوبهم فی الاٰخرة الصلواة فی قلوبهم الدائمین** یعنی ان کے جسم دنیا میں ہیں اور دل آخرت میں اور ان کے قلوب دائم نماز میں ہیں۔ اس حدیث پاک کا کیا مطلب ہے؟ نادانوں نے اسے سمجھا ہی نہیں اور چلاّ اٹھے کہ ہم دل کی نماز پڑھتے ہیں۔ ہم گذشتہ اوراق میں بتا چکے ہیں کہ دل انسان کے مقام وسط میں یعنی درمیان میں ہوتا ہے، اس دل میں نماز پڑھنے کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے وقتی نمازوں کے ساتھ ساتھ صلواۃ الوسطیٰ کا ذکر کیا ہے۔ اس کیلئے وقت کی میعاد نہیں یہ نماز نمازی کو تمام عمر پڑھنی

ہوتی ہے اگر دنیوی عمر ختم ہو جاتی ہے تو نہ ختم ہونے والی روحانی عمر کے ساتھ بھی پڑھنی ہوتی ہے۔ یہ بے وقتی نماز وقتی نمازوں کی تائید کرتی ہے کیونکہ وقتی نماز بھی بغیر حضور قلبی کے ادا نہیں ہوتی! لہٰذا دل کی نماز وقتی نماز میں بھی قلب کو حاضر کر دیتی ہے۔ اس لئے دنیوی عمر کے ساتھ ساتھ اخروی عمر بھر کیلئے نماز فرض کی گئی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں ایسے لوگوں سے جو دل کی نماز پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں یہ جواز و ثبوت کہاں سے ہاتھ لگ گیا کہ دل کی نماز پڑھنے کیلئے فرضی اور وقتی نمازوں کی مطلق ضرورت ہی نہیں! تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ تم دل کے نمازی ہو؟ مذکورہ حدیث پاک میں تو اولیاء اللہ کے قلوب کی نماز کی بات کہی گئی ہے نہ کہ عام جاہل کے قلب کی! کیا تم واقعی اولیاء اللہ ہو؟ جو دل کی نماز پڑھتے ہو! دل کی نماز تو صلواۃ الوسطیٰ ہے اور یہ نماز تو ظاہری نمازوں کے بغیر کبھی ادا ہی نہیں ہوتی! تو تم نے کیسے مان لیا کہ تم دل کے نمازی ہو۔ معاذ اللہ تم فریبی ہی نہیں فریب خوردہ بھی ہو! توبہ کرو اور ایسے جاہل جھوٹے دعوے سے باز آ جاؤ۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کا تو یہ عالم ہے کہ اللہ و رسول پاک ﷺ تو ایک طرف کسی بزرگ نے بھی اگر کچھ کہہ دیا ہو تو اس پر یقین و ایمان کی بنیاد رکھ لیتے ہیں۔ مثلاً علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں کہا تھا ع

در کلمہ دو کفر شرک اند چار
از طفیل مرشد کامل برآر

کلمہ میں دو کفر اور چار شرک ہوتے ہیں اس کو مرشد کامل سے دور کر دے۔ ایک عرصۂ دراز سے اس شعر کو ایمان کی بنیاد بنا کر کلمہ میں نہیں کلمۂ طیب میں ایسے لوگ دو کفر اور چار شرک جیسی غلاظت ڈھونڈنے لگے! من گھڑنت کے سہارے کلمۂ طیب کو کلمۂ مغلظہ بنانے کی کوشش کر ڈالی قرآن میں یہ دیکھنے کی یا ڈھونڈنے کی بھی جسارت نہیں کی کہ اللہ نے کلمہ کا لفظ کس کس چیز کیلئے استعمال کیا ہے! جب کے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کلمہ کہا گیا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی کلمہ کہا گیا! الغرض انسان کو کلمہ کہا گیا جس کو انسان پڑھ کر پاک ہوتا ہے اسے کلمۂ طیب کہا گیا ہے کلمۂ طیب میں ان مغلظات کے امکان کو لے کر نہ جانے کتنے صفحات لکھے گئے نہ جانے کتنی کتابیں لکھی گئیں، اس دوڑ میں جاہل تو جاہل نام نہاد عالم بھی شامل ہو گئے (معاذ اللہ) اس شعر کے مفہوم کو

سمجھانے کیلئے ایک اور بزرگ کا بڑا معتبر قول نقل کیا گیا ہے۔

کفر و شرک لا الٰہ گر نہ دانی اے گدا

تا عمر تو خواندہ باشی نیست مر سودے ترا

یعنی لا الٰہ کے کفر و شرک کو جب تک تو نہیں جانتا تب تک تو ساری عمر کلمہ پڑھ لے تجھے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا آیئے اب اس کفر و شرک لا الٰہ کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ لا الٰہ کلمہ نفی ہے اور نفی مخلوق ہے! الا اللہ خالق ہے! اس لئے انسان کو چاہیئے کہ لا الٰہ کے نیچے خود میں پوشیدہ کفر و شرک کو جان کر کفر و شرک سے پاک ہو کر کلمہ طیب کو پڑھنا چاہئے ورنہ اپنے اندر دنیا کی محبت کے کفر و شرک پوشیدہ رکھ کر ساری عمر بھی پڑھتا ہے تو کچھ بھی نہیں مل سکتا! اس بزرگ کا یہ قول علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تشریح ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ یہ نرے جاہل پیر جانے کیوں اس قدر شور مچا دیتے ہیں کہ دریا تو دریا سمندر کو بھی شرم آتی ہے۔

سوال:۔ کفر اور ایمان کیا ہے؟

جواب:۔ کفر کی بہترین تعریف یہ ہے کہ "ففروا من اللہ" اللہ کے خلاف دوڑو۔ ایمان کی نفیس تعریف یہ ہے "ففروا الی اللہ" اللہ کی طرف دوڑو۔ الفاظ وعبارت میں بس اسی قدر ممکن ہے باقی تمام احکامات مذکورہ عبارت کی تشریحات ہیں عبارت میں علم ہے قاری میں عمل ہے علم اور عمل کی تفصیلات انسان پر حکم لگا دیتے ہیں کہ یہ کفر ہے یہ ایمان ہے۔ قرآن واحادیث سے فیصلے اخذ کئے جاتے ہیں تا کہ حق و باطل کے درمیان حد فاصل قائم کی جا سکے۔ مگر کفر اور ایمان کی حقیقت ہی کچھ اور ہے جسے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کتاب الاسرار میں ایک حدیث پاک نقل فرمائی ہے جس کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے، پھر بھی قاری کی معلومات میں اضافہ کیلئے ہم صرف اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کفر اور ایمان عرش کی سرحد پر دو مقامات ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دو حجابات ہیں! ایک کا رنگ سیاہ ہے اور ایک کا رنگ سفید۔ سبحان اللہ! حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پاک میں تین مقامات کی خبر دی ہے یعنی کفر، ایمان اور عرش کی حقیقت بیان کی ہے۔ حضور غوث

پاک رضی اللہ عنہ نے مختصر تشریح بیان فرمائی ہے کہ یہ دو حجابات ہیں ایک سیاہ ہے، دوسرا سفید ہے ان دونوں مقامات سے گذرنے کے بعد عرش کا پتہ ملتا ہے! عرش کیا ہے؟ نور ہے! اس نور کا ٹھکانہ قلب مؤمن ہے! قلب مؤمن کا پتہ کس طرح ملتا ہے؟ سیاہ وسفید حجابات سے گذرنے کے بعد! سیاہ سے مراد جلال ہے۔ سفید سے مراد جمال ہے۔ ظاہری عناصر نفسِ جلال کے مظاہر ہیں اور روح جمال کی مظہر ہے اور قلب بھی جمال کا مظہر ہے۔ ارشاد گرامی ہے: "اللّٰہ جمیل و یحب الجمال" اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ جسم کے ہر عنصر میں آگ پوشیدہ ہے اور نفس بھی ناری ہے نار کی اصل سیاہ ہے اور ناری رنگ سیاہ ہوتا ہے "کل شیءٍ یرجع الیٰ اصلہٖ" (حدیث) ہر چیز اپنی اصل کی جانب رجوع کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ آگ آگ ہی کی طرف رجوع کرے گی نور کی طرف کس طرح رجوع کر سکتی ہے؟ کیونکہ نار اور نور ایک دوسرے کی ضد ہیں جمع ضدین محال ہے نار کی اصل سیاہ ہے یہ نور کو نہیں دیکھ سکتی۔ جس طرح تیری آنکھ کی پتلی سیاہ ہے یہ پتلی اپنے باہر ماسویٰ اللہ ہر چیز کو دیکھ سکتی ہے اپنے اندر یا جسم کے اندر ہرگز نہیں دیکھ سکتی۔ تیری آنکھ میں سفید پردہ بھی ہے یہ اپنے باہر کی کسی چیز کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ سفیدی نور کی طرف دلالت کرتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" میں تیری شہ رگ سے قریب تر ہوں۔ "وفی انفسکم افلا تبصرون" میں تمہاری جان میں موجود ہوں تم دیکھتے کیوں نہیں؟ یہ مطالبہ ناری سے نہیں نوری سے ہے۔ ناری عناصر و نفس ہے، نوری قلب و روح ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان صرف علم وعقل اور عناصر کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ انسان نفس و روح اور قلب کا بھی مجموعہ ہے۔

یہاں انسانی عقل ظاہر اور اس کا علم سوال کرتا ہے کہ اللہ کو ان ظاہری آنکھوں سے کس طرح دیکھا جا سکتا ہے؟ یہ نابالغ سوال اپنی جگہ درست ہے مگر انسان صرف جسم نہیں قلب و روح بھی ہے یہ کس نے کہا کہ تو جسم کی آنکھ سے دیکھ! اے ناداں! مطلوبہ آیات میں جو مطالبہ ہے وہ تیرے قلب اور روح سے ہے جس طرح تو میدان الست میں اللہ کو دیکھ کر اللہ کے سامنے وعدہ کیا تھا بالکل اسی طرح روح کی آنکھ سے دیکھ! کیونکہ روح نہ اندھی ہوتی ہے اور نہ قلب۔ تیرا نفس اپنی اصل کو تیرے باہر ظاہری آنکھ کی مدد سے ہر چیز کو

دیکھتا ہے اور ہر چیز کو پہچانتا ہے جس کو نہیں پہچانتا اسے پہچاننے کی کوشش کرتا ہے۔تو تیری روح یہ کوشش کیوں نہیں کر سکتی؟ یا صاف کہہ دے کہ قلب و روح اندھے ہیں۔روح نے روز الست نہ اللہ کو دیکھا نہ وعدہ کیا۔اکثر علماء کو ان کے علم نے جرح و تعدیل پر آمادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ دیدار الٰہی ممکن نہیں! ہم بھی یہ مانتے ہیں کہ ایک عام جسم عناصر کی آنکھ ہرگز اسے نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ کسی کی بصارت کی وہاں گنجائش ہے۔ ''لاتدرک الابصار'' آنکھ اسے نہیں پا سکتی۔ہاں یہ حق ہے مگر یہ عناصر پہ حکمراں کون ہے، تیرا نفس ہے اور نفس ناری ہے، ظاہری بصارت سے نفس کچھ بھی دیکھ کر محظوظ ہوتا ہے مگر روح ہرگز محظوظ نہیں ہوتی کیونکہ روح نور ہے اور اس کا میلان نور کی طرف ہی ہوتا ہے۔

اے اللہ کے بندو! علم اور عقل کا سہارہ لے کر سالکان راہ خدا کو پست ہمت نہ کرو! ہرگز یہ نہ کہو کہ خدا کا دیدار جیتے جی ممکن نہیں! خدا کا دیدار جیتے جی ہی ممکن ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے:''**من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلہ**'' یعنی جس نے دنیا میں مجھے نہیں دیکھا وہ آخرت میں نہیں دیکھ سکتا۔کیونکہ وہ گمراہ ہے۔لفظِ دنیا لفظِ دون سے مشتق ہے اور دون کا معنیٰ ہے فنا ہو جانا۔معلوم ہوا کہ دنیا فانی ہے اور جو کچھ فانی ہے وہ دنیا ہے تو بھی تو فانی ہے! اس لئے خدا کے دیدار کی کوشش خود سے غافل رہ کر دیگر وہ اشیاء جو تیرے باہر ہیں اس میں کیا تلاش کرتا ہے اے فانی اپنے اندر خدا کو پانے کی کوشش کر کیونکہ فنا کے پردے میں ہی بقا اور باقی ہے! جس کا راز کلمہ طیبہ سے ظاہر ہے نفی اثبات سے ظاہر ہے۔لاالٰہ فنا کے لئے ہے اور الا اللہ بقا کے لئے ہے۔لہٰذا اے غافل انسان الا اللہ کے نیچے تو خود فنا ہونے والی ایک دنیا ہے قضائے الٰہی اسے فنا کرنے سے پہلے الا اللہ تک پہنچنے کی کوشش کر۔جسم سے بہت چلا جسم سے بہت کچھ کیا جسمانی علم و عقل سے بہت کچھ پایا پایا تو کیا پایا؟ اے فانی تو نے فانی چیزیں کمایا فانی کی محبت میں گرفتار ہوا اور فانی دنیا کا قیدی بن کر آخر تجھے کیا ملا؟ فنا نے تجھے فنا کر دیا تو تیرے انسان ہونے کا کیا مقصد ہاتھ آیا؟ تجھے اللہ نے اپنے لئے پیدا کیا تھا اور تیرے لئے فانی دنیا کو تو نے باقی کو چھوڑ کر فانی کو پایا فانی کو پہچانا، فانی کو چاہا، فانی سے محبت کیا، تو کیا کیا؟ فنا سے نکل بقا کی طرف چل تیرے اندر تیری روح اور

قلب غیر فانی ہے غیر فانی سے غیر فانی کو پہچان! فنا کیا ہے؟ فانی اور باقی کے درمیان برزخ ہے! فنا کے اس پار فانی دنیا ہے فنا کے اس پار باقی اللہ ہے۔اگر جسم کو ہی سب کچھ مان کر آرائش میں رہ گیا تو یہ دھوکہ ہے در اصل روح اور قلب ہی سب کچھ ہے۔اگر روح و قلب کو سنوار کر، روح سے قلب کی طرف اور قلب سے خدا کی طرف تیرا سفر ہو تو انسان ہونے کا مزہ آجائے گا۔

سوال:۔العلماء ورثۃ الانبیاء سے کیا مراد ہے؟

جواب:۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا''**العلماء ورثۃ الانبیاء بالعلم و یحبھم افضل السماء یستغفرلھم الحیتان فی البحار**،، علماء کاملین علوم انبیاء کے وارث ہیں، آسمانی (مخلوق) فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں۔سبحان اللہ! اس حدیث پاک میں بڑے رموز پوشیدہ ہیں علماء کاملین کے علوم علوم انبیاء سے متوارث ہیں۔علوم انبیاء کیا ہیں؟ علوم انبیاء سات زمینات اور سات آسمانوں کا احاطہ کئے ہوئے اللہ تک پہنچ کر علم الٰہی کے سمندر سے مل جاتے ہیں۔انبیاء کرام کے علوم کوئی عام انسانی علوم نہیں ہوتے بلکہ ان کے علوم عرفان ہوتے ہیں، انبیاء کرام کے تحت الثریٰ سے عرش تک ہر چیز کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔نیز ہر چیز انبیاء کو پہچانتی ہے۔انبیاء کرام ہر چیز کے عالم ہی نہیں بلکہ عارف ہوتے ہیں۔ایسے علوم کے حقدار صرف اور صرف علماء کاملین ہوتے ہیں اور علماء کاملین صرف اولیاء کاملین ہوتے ہیں۔ایسے علماء کاملین اولیاء اللہ کے لئے آسمانی فرشتے مغفرت اور درجات کی بلندی کیلئے دعاء کرتے ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں فلاں کو محبوب رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔معلوم ہوا کہ فرشتے اس کے حق میں مغفرت کی اور بلندیٔ درجات کی دعا کرتے ہیں جو اللہ کا محبوب دوست اور اللہ کو پہچاننے والا عالم و عارف ہو، نہ کہ صرف اللہ کو جاننے والا عالم ہو۔جب ایسا عالم زمین پر ہوتا ہے تو سمندر کی مچھلیاں اس کے حق میں دعا کرتے ہیں نیز اس کے حق میں سمندر توحید میں غرق مچھلیاں یعنی ارواح قدسیہ بھی ان کی مغفرت اور مقامات کیلئے دعا کرتے ہیں۔معلوم ہوا کہ علماء کاملین اولیاء کاملین کو ہی کہتے ہیں، نہ کہ آج کے صرف اللہ کے جاننے والے علماء کو! آج کے دور میں لاکھوں کروڑوں

علماء ہیں ان میں چند ہی علماء کاملین مؤمن متقی و پرہیز گار "لم تقولون مالا تفعلون" پر عمل کرنے والے ہونگے۔ جو اس کے برعکس ہیں، علم دین کو دنیا کمانے کا پیشہ بنالیے ہیں وہ علماء سوء اور جہنمی ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "جس نے دنیا کا مال کمانے کیلئے علم دین کو بیچا وہ جہنمی ہے"، آج ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو تعویذ، گنڈے، جادو ٹونے کے نام پر قرآن کو بیچتے ہیں، نعت خوانی کے نام پر عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ کے سودے کرتے ہیں، ہزاروں روپیئے قیمتاً وصول کرتے ہیں، وعظ و تقریر کے نام پر پہلے ہی سودے طے کیئے جاتے ہیں اور بھرپور دنیا کا مال کماتے ہیں۔ انہیں ہم علماء کاملین کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں؟ ہم یہ کس طرح مان سکتے ہیں کہ ایسے علماء کے حق میں فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں دعا گو ہوتی ہیں؟ ہم یہ کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں کہ ایسے علماء انبیاء کرام کے علوم کے وارث ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس غلط فہمی میں ایسے دنیا کے حریص علماء کو نہیں رہنا چاہیئے کہ ان کے حق میں فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔ "العلماء ورثة الانبياء" کے تعلق سے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے "ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینامن عبادنا فمنهم ظالم لنفسهٖ و منهم مقتصدٌ و منهم سابقٌ با لخيرات باذن اللّٰه ذالک هُو الفضل الکبير O (سورۂ فاطر ع ۱۵) ترجمہ:۔ پھر ہم نے کتاب (قرآن) کا وارث کیا اپنے منتخب بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، اور ان میں کوئی درمیانی راہ پر ہے اور بعض وہ ہیں جو نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں یہی بڑا افضل ہے۔ اس آیت کریمہ میں انصاف کے ساتھ غور کریں تو (بغیر کسی تاویل کے) اللہ رب العزت نے اپنی کتاب جو قرآن مجید تمام انبیاء کرام کے علوم کا مخزن ہے اس کا وارث صرف اور صرف اپنے چنے ہوئے بندوں کو یعنی اپنے دوستوں کو یعنی اولیاء اللہ کو بنایا۔ اور ان اولیاء اللہ کے اوصاف تین درجات میں تقسیم کر کے واضح کر دیا۔ (۱) اپنے نفس پر ظلم کرنے والے (۲) مقتصد یعنی شکر گذار رہنے والے (۳) سابق یعنی اپنے سابقہ نفس سے فانی۔

نفس پر ظلم کسے کہتے ہیں:

اس گروہ کے علماء کو معذور کہتے ہیں یہ اقرار باللسان کے ساتھ مسلمان ہوتے ہیں اور تصدیق بالقلب کے ساتھ مؤمن بھی ہوتے ہیں اپنے نفس کو دشمن خدا تصور کر کے اس پر خدا کیلئے ظالم ہو جاتے ہیں یعنی نفس کی کسی بھی ناجائز خواہش کو پوری نہیں کرتے جو جائز خواہشات ہوتے ہیں اسے بھی اعتدال کے ساتھ پوری کرتے ہیں، اللہ کی طرف ذرا سست رفتار ہوتے ہیں، دین و ایمان کے خلاف ہرگز نہیں کرتے نہ اللہ کے بندوں کے ساتھ تاویل ساز نہ بہانہ باز ہوتے ہیں حرام و حلال میں ایسے علماء کرام کا علم حد فاصل قائم کرتا ہے ایسے پرہیز گار، حق پرست، حق گو، راست باز علماء کا ٹھکانہ جنت الماویٰ ہے۔

مقتصد کون ہے؟

مقتصد اس قبیل کے علماء کرام ایمان کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں ہر حال میں شاکر ہوتے ہیں دائرۂ ایمان میں مقید ہوتے ہیں ثواب کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ایسے حضرات اپنے ایمان کے خلاف کسی بھی چیز سے سمجھوتہ نہیں کرتے، ہر حال میں مشکور رہتے ہیں نہ یہ علم پر ناز کرتے ہیں نہ عقل پر صرف عمل پر نظر رکھتے ہیں، اللہ کے بندوں کے ساتھ انتہائی مخلص ہوتے ہیں ایسے حضرات دست سوال ہرگز دراز نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں یہ خود ہر طرح کی اذیت برداشت کرتے ہیں، مگر کسی کو کسی طرح کی اذیت نہیں دیتے ایسے حضرات اپنے مراتب کے مطابق جنت النعیم اور جنت الفردوس میں جگہ پاتے ہیں۔

گروہ سابقہ کون ہیں:

اس جماعت کے علماء کو صوفیان کرام فانیان کہتے ہیں کیونکہ یہ حضرات اپنے نفس سے فانی ہوتے ہیں یعنی انکا نفس امارہ فوت ہو کر نفس مطمئنہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے ایسے حضرات حاضر بارگاہ الٰہی ہوتے

ہیں توحید کے غوطہ خور اور گوہر مقصود کو پائے ہوئے ہوتے ہیں یہ لوگ علماء نہیں عرفاء ہوتے ہیں ایسے علماء کاملین خود سے فنا ہو کر فنا کے متعلق پوچھتے ہیں یعنی اللہ کو فنا نہیں ہے، یہ فنا معدوم وغیر موجود ہے تو اس فنا کی تمنا کر بیٹھتے ہیں جس کی تمنا انہیں نہیں کرنی چاہیئے اس نکتہ کو ہم اور طول دینا نہیں چاہتے کیونکہ یہ نکتہ ایک عام قاری کی سمجھ سے بالاتر ہے

الغرض:۔ مذکورہ آیت کریمہ کے مطابق میں اللہ جل شانہ نے علمائے حقہ کے تین طبقات کا ذکر کیا ہے یہ تینوں طبقات کے علماء اللہ کے دوستوں میں شامل ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور فلاح کیلئے قرآن میں جائز علم دنیا کا بھی ذکر فرمایا ہے اور علم دین کا بھی ذکر کیا ہے، شریعت کا بھی علم جمع کیا، طریقت کا بھی علم رکھا ہے معرفت کا بھی علم بیان کیا ہے، حقیقت کے علم کو روشن کیا ہے، گویا قرآن میں نفس کے تزکیہ کا بھی علم ہے، قلب کے تصفیہ کا بھی علم ہے، روح کی جلاء کا بھی علم ہے، سر کے تخلیہ کا بھی علم ہے، ان تمام علوم کے رکھنے والے کو اللہ نے قرآن کا وارث قرار دیا ہے اگر مذکورہ تمام علوم نہیں رکھتا اور وارث قرآن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو ایسے عالم کو کیا کہا جائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**العلماء ورثة الانبياء** ،، علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں۔ ال کی تخصیص کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے علماء کی تعریف بیان کی ہے یعنی خاص علماء کرام ہی انبیاء کے وارث ہیں ایک نبی کی تعریف کیا ہے؟ جہاں ولایت کے ستائیس درجات ختم ہو جاتے ہیں وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے اب انتہاء اللہ ہی جانے یہاں سے انبیاء کرام کی عظمت کو پہچاننا ہوگا۔

انبیاء کرام قرآن کے تمام علوم کے عالم وعارف ہوتے ہیں محقق اور حق کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں انبیاء کرام مکارم اخلاق ہوتے ہیں، انبیاء کرام کے کردار وہ ہوتے ہیں جس پر فرشتے ناز کرتے ہیں انبیاء کرام کا عمل، تقویٰ وطہارت، بےنفسی، بے ریائی، وفا، حیا، بےداغ انسانیت کا نمونہ ہوتے ہیں، مجموعی طور پر انبیاء کرام انسان کامل ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں'' (کہ میری امت کے) علماء کرام انبیاء کرام کے علوم کے عرفان کے کل کمالات کے وارث ہیں جن کیلئے آسمانی فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اگر آج کے علماء انبیاء کے اور قرآن کے تمام علوم کے وارث ہیں یا قرآن کے

اور انبیاء کرام کے جمیع کمالات کے وارث ہیں تو اپنی قوم بڑی خوش نصیب ہے، اگر یہ صرف علمی دعویٰ ہے یا عمل سے خالی نمائش ہے، یا انبیاء کرام کے وارث ہونے کی آڑ میں، دنیا، شہرت، عزت نام ونمود کے گرویدہ ہیں تو یہ فقط نمائش ہے ایسا شخص انبیاء کرام کا وارث ہوسکتا ہے، نہ قرآن کا وارث ہے۔ بخدا اسے شکایت یا غیبت نہ سمجھیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**من القیٰ جلباب الحياء فلا غيبة له** ،، جو حیاء کی (چادر سرسے) اتار دے اس کی غیبت گناہ نہیں۔ آج کا دور علماء کا دور ہے، ہر طرف علم کا شور ہے، قرأت کا زور ہے اگر ہے سب کچھ مگر عمل کے خلاف ہے تو فضول ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**اکثر منافق امتی قرأها** ،، میری امت کے منافق اکثر قراء ہوں گے۔ (نعوذ باللہ) اللہ اس انجام سے محفوظ رکھے۔

مذکورہ پہلی حدیث پاک میں حیاء کی چادر سے مراد، علم شریعت اور شریعت ہے، جس نے علم شریعت اور شریعت مطہرہ کی چادر اتاری دی، اس کی غیبت گناہ نہیں ہے۔ جس طرح ہم کافر کو کافر، منافق کو منافق، مشرک کو مشرک کہتے ہیں، یعنی غیبت اس کی کی جاسکتی ہے، جس نے جان بوجھ کر علم وشریعت کے خلاف کیا، تو وہ **ففروا من الله** کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے، ایسا شخص عالم ہو یا جاہل، فاضل ہو یا قاری ونفاق میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔ قرأت میں اگر دکھاوہ یا ریا شامل ہے تو دوسری حدیث پاک کے مطابق وہ منافق ہو جاتا ہے، ایسے شخص کی عبادت میں ریا شامل ہو جاتی ہے خواہشات شامل ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ریا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ شرک کے بعد ریا بھی معبود بن کر عبادت میں داخل ہو جاتی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''**من عبد ما يدخل في الوهم فهو كافر حتىٰ يعبد مالم يدخل في الوهم** ،، یعنی جس نے قوت وہم میں داخل ہونے والی چیز کی عبادت کی وہ کافر ہے، تاوقتیکہ اس کی عبادت نہ کرے جو وہم میں داخل نہیں ہوسکتی۔

☆☆☆

باب پنجم

سوال:۔خلق الانسان فی احسن تقویم سے کیا مراد ہے؟

جواب:۔یہی حقیقت میں انسان ہے اس حکم میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام آتے ہیں اللہ نے اس کونہایت حسین وجمیل پیدا کیا ہے اسے روح قدسی بھی کہتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے"و نفخت فیہ من روحی" میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔عالم قدس میں یہ قدسی الاصل ہے،علم طریقت ومعرفت کے تمام دروس واسباق اسی انسان سے متعلق ہیں،اس کا ظہور کلمہ طیب کے اقرار کے ساتھ مسلسل ذکر سے ہوتا ہے پھر کلمہ طیب کو تصدیق بالقلب کے ساتھ یعنی قلب کو تحقیق کرلینے کے بعد زبان حال سے پڑھنا ہوتا ہے کیونکہ حقیقی انسان یعنی روح قدسی،توحید کے سمندر کی گہرائی میں پوشیدہ موتی کی طرح ہوتی ہے۔

دل کی صورتیں:

دل کی دوصورتیں ہوتی ہیں اور یہ دونوں اسم اللہ ذات کی مظاہر ہیں پہلی صورت سے متعلق ہم نے کتاب صحیفہ اسرار میں بہت کچھ واضح کیا ہے دوسری صورت سے متعلق ہم کچھ نہیں لکھ سکتے کیونکہ یہ اسرار ربوبیت ہے جن کا افشاء کفر ہے۔الغرض دوسری صورت قلب ایک نور ہے یہ نور بحر بے کنار ہے یہاں لب کشائی گستاخی ہے کیونکہ یہ سرلاہوتی ہے ہاں اس حقیقت تک رسائی کا علم اس پیر کو ضرور ہوتا ہے جو لاہوت و لامکاں کا سیاح ہے ہاں اس مقام کی طرف ایسا پیر چاہے تو علم حاضرات وناظرات کے ذریعہ اپنے مرید کی رہبری کرسکتا ہے۔

وہ چھ علوم غیبیہ کیا ہیں؟

ارشادگرامی ہے: **ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما**

تدری نفس ماذا تکسب غداوما تدری نفس باِیِّ ارض تموت ان اللہ علیم خبیر. (سورۃ لقمان)

ترجمہ: بیشک اللہ کو خبر ہے علم قیامت،اور بارش کے نازل ہونے کی اور علم مافی الارحام کی،اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائیگا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا اور بیشک اللہ جاننے والا اور بتانے والا ہے۔مذکورہ ایت کریمہ میں ان چھ باتوں کا اللہ نے تذکرہ فرمایا ہے جس کا علم اللہ ہی کو ہے۔علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر مفسرین نے اس ایت کے جو ظاہری معنیٰ مراد لیئے ہیں اس کو تو آج کے سائنسدان اپنی تحقیق سے کچھ علوم کے متعلق خبر دے رہے ہیں۔مگر وہ علوم غیبیہ کیا ہیں جس کا علم صبح قیامت تک ان سائنسدانوں کو نہیں ہوسکتا۔

سوال:۔علم مافی الارحام کیا ہے اور طفل المعانی کسے کہا جاتا ہے؟

جواب:۔حقیقت میں اس صورت قدسی کے اختیار کرنے کا نام ہی انسان ہے یہ صورت رحم دل میں اس طرح پوشیدہ رہتی ہے جیسے ماں کے شکم میں بچہ۔اس لئے اللہ رب العزت نے فرمایا"علم مافی الارحام" میرے سوا کوئی نہیں رکھتا یعنی علم رحم میرے سوا کوئی نہیں رکھتا۔اس حکم کو لے کر کچھ نکتہ ناشناس لوگوں نے بہت کچھ واویلا مچایا نعوذ باللہ نبی کو علم رحم مادر بھی نہیں ہوتا تو وہ علم غیب کس طرح رکھ سکتے ہیں؟اے عقل باطن سے پیدل انسان!علم مافی الارحام سے مراد تو نے جو ظاہری مادرِ رحم میں پوشیدہ بچہ کے مذکر ومؤنث ہونے کو لے رکھا ہے۔اس رحم مادر میں پوشیدہ بچہ کی حقیقت کو آج کی سائنس پلک جھپکتے ہی پتہ کرلیتی ہے!جبکہ آج کا سائنسداں ایک عام انسان ہے،شکم میں پوشیدہ بچہ تو بچہ،صرف کروموزوم اور ہارمون کو ٹسٹ کر کے پیٹ میں داخل ہونے سے پہلے ہی بتا دیتا ہے کہ یہ لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا،پھر ٹسٹ ٹیوب میں (Devlope) کرنے کے بعد رحم مادر میں منتقل کیا جاتا ہے۔علم مافی الارحام سے ناواقفیت کا الزام نبی کریم ﷺ پر بڑے طمطراق سے رکھ دیا گیا۔کیونکہ ان عقل کے عیاّروں کو صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ شکم میں کیا ہے؟یہ علم غیب اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا،تو نبی کو کس طرح ہوسکتا ہے؟

اے عقل کے پیدل۔۔۔نبی تو نبی آج کا معمولی سائنسداں بھی علم مافی الارحام رکھنے کا داعی ہے

اور ثابت بھی کر رہا ہے! تو نعوذ باللہ! اللہ نے یہ کس طرح فرمادیا کہ میرے سوا علم مافی الارحام کسی کو نہیں ہوتا؟ اے اللہ کے بندے! بے شک علم مافی الارحام اللہ کے سوا کسی نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ قول میں رحم عناصر نہیں رحم نور ہے اور یہ رحم قلب حقیقی ہے جو ایک سمندر کی مانند ہے۔ یہ سمندر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ کے نور کا مظہر ہے اور یہ مقام جمال بھی ہے مقام جمال کو اللہ نے رحم سے تشبیہ دے کر پیش کیا کہ باطنی اور جمالی رحم میں کیا ہے کس مرتبہ کا ہے ولی ہے یا نبی ہے، اس کا علم میرے سوا کسی کو نہیں ہوتا کیونکہ قلب حقیقت میں نور محمدی ﷺ ہے، یہاں علم مافی الارحام سے مراد ظاہری نہیں باطنی حقیقت وغیب ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ نور حقیقت محمدی ﷺ مظہر جمال ہے اس مقام میں نبی کریم ﷺ کریم ورحیم ہیں، سراپا رحمت ہیں رحیم اور رحمت لفظ رحم سے مشتق ہے۔ معلوم ہوا کہ اس آیت پاک میں اللہ پاک نے رحم پردۂ جمال مصطفیٰ ﷺ کو فرمایا اور اسی پردہ جمال مصطفیٰ ﷺ کے باطنی اسرار کے مجموعہ کا نام قلب ہے اور قلب کی گہرائیوں میں پوشیدہ ایک نور ہے جس کو حقیقی انسان روح قدسی اور طفل المعانی کہتے ہیں۔ مذکورہ آیت میں اللہ نے اعلان کیا ہے کہ رحم مادر یعنی پردۂ نور مصطفیٰ ﷺ میں جو قلوب ہیں وہ ارحام کی مانند ہیں جن میں پوشیدہ طفل المعانی ہوتے ہیں وہ کس درجہ کے ہیں اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا؟ کیونکہ مذکورہ آیت آیات متشابہات میں سے ہے۔ ورنہ علم مافی الارحام سے متعلق اللہ کہتا ہے، یہ علم میرے سوا میرے غیر میں کسی کو نہیں ہوتا۔ سائنس اور سائنسداں کہتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے ہم بخوبی صد فی صد جانتے ہیں، تو ہم از روئے انصاف اگر سائنس کو مانتے ہیں تو قرآن کو کیا جواب دیں گے؟ اگر قرآن کو اس مسئلے میں حق مانتے ہیں تو سائنس اور سائنسداں کو کیا جواب دیں گے؟ ہم بے شک قرآن کو کتاب حق مانتے ہیں، اس آیت میں مذکور علم مافی الارحام سے متعلق اللہ کے سوا اللہ کا غیر نہیں جان سکتا۔ کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پردۂ جمالِ رحم یعنی قلب نور میں پوشیدہ جو طفل المعانی ہے، اس کے مرتبہ کو صرف اللہ ہی جانتا ہے، جس کے متعلق خود ارشاد فرماتا ہے: ''**اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری**،، میرے اولیاء میری قباء میں پوشیدہ ہوتے ہیں، جن کا علم میرے غیر کو نہیں ہوتا اللہ کی قباء کیا ہے؟ پردۂ جمال مصطفیٰ ﷺ ہے اس پردہ میں پوشیدہ

طفل المعانی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آیت مذکورہ میں **مافی الارحام** کے مطابق رحم میں کیا ہے؟ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا، بے شک نہیں ہوتا کیونکہ رحم ایک پردہ ہے، پردے میں طفل ہوتا ہے، طفل میں قلب ہوتا ہے قلب کی گہرائی میں طفل المعانی ہوتا ہے، جس کا علم اللہ کے سوا اللہ کے غیر کو نہیں ہوتا کیونکہ یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت میں پوشیدہ ہے اس آیت میں حضور اکرم ﷺ کی عظمت اور مقام جمال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ روح قدسی یا حقیقی انسان کو طفل المعانی کس لئے کہا جاتا ہے؟ جاننا چاہئے کہ اس کے کئی وجوہات ہیں (۱) طفل المعانی دل میں پوشیدہ ٹھیک اسی طرح رہتا ہے، جیسے بچہ ماں کے رحم میں رہتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو باپ اس کی پرورش کرتا ہے، اسی طرح طفل المعانی کی پرورش پیر کامل کرتا ہے۔ اس لئے پیر کامل کی تلاش واجب ہے۔

(۲) جس طرح ظاہری بچہ کو دینی و دنیوی تعلیم دی جاتی ہے اسی طرح طفل المعانی کو تعلیم معرفت الٰہی دی جاتی ہے کیونکہ روح قدسی بھی کہیں جسم وعناصر سے مانوس ہو کر وعدۂ الست کو نہ بھول بیٹھے۔ اس لئے اللہ نے تمام کتب اور انبیاء کرام کو نازل فرمایا تا کہ وعدۂ الست کو یاد دلائے اس دن کو یاد دلائے جس دن ''بلیٰ'' کہا تھا اس لئے ارشاد فرماتا ہے ''**وذکرھم بایام اللّٰہ**،، (سورہ ابراھیم) اور انہیں اللہ کے دن یاد دلائے یعنی یہاں آیت میں ارواح اور قرب حق کی یاد دلائی جارہی ہے تا کہ وہ اپنے حقیقی وطن کی طرف سفر اختیار کرے۔

(۳) جیسے جسم عناصر کے بچہ کو ظاہری گناہ سے خانقاہ شریعت میں لاکر پاک کیا جاتا ہے اسی طرح پیر کامل اپنے مرید کے پردے میں موجود طفل المعانی کو کفر وشرک، بدعت اور غفلت سے پاک کرتا ہے۔ اسلئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''**الطالب عندالمرشد کالمیت بین یدی الغاسل**'' کامل پیر غسال کی مانند ہوتا ہے، میت کو جس طرح ظاہراً پاک کیا جاتا ہے، اسی طرح پیر طفل المعانی کو باطناً پاک کر دیتا ہے۔

(۴) جس طرح جسمانی بچہ پاک وصاف ہو جاتا ہے تو نہایت خوبصورت نظر آتا ہے اسی طرح جب طفل المعانی ہر آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے تو اس حقیقت کا دیدار اکثر خوابوں میں ہوتا ہے فرشتہ صورت میں بھی نظر آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں،، یہ جسمانی

خواب نہیں ہے روحانی خواب ہے، جو طفل المعانی دیکھتا ہے ورنہ ہر کوئی خواب دیکھتا ہے جس کی تعبیر عناصر سے متعلق ہوتی ہے یعنی خاکی، آبی، بادی یا آتشی ہوتی ہے ان بے ہودہ خوابوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ یہ پیٹ کی گڑبڑ یا عناصر کی بے اعتدالی سے ہوتے ہیں۔ جو خواب طفل المعانی سے متعلق ہے وہ برحق اور سچا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ نبوت کا حصہ ہوتا ہے۔ اللہ کا دیدار طفل المعانی سے ممکن اور برحق ہے اس لئے ائمہ مجتہدین نے خوابوں میں اللہ کا دیدار کیا ہے اور اعلان بھی کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل امین کا حاضر ہونا، صحابہ کرام کا گواہ ہونا، یہ سب کچھ طفل المعانی سے متعلق ہے اور بصارت طفل المعانی سے تعلق رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **اتقوا فراسة المومن** ''مؤمن کی فراست سے ڈرو'' کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے یعنی مؤمن کی فراست طفل المعانی کی بصارت سے ہوتی ہے۔ اس مضمون سے متعلق اور لکھوں تو ایک دفتر درکار ہے۔ المختصر جو سالک طفل المعانی کی صورت اختیار کر لیتا ہے، وہ اللہ کا ولی ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**رأیت ربی لیلة المعراج فی احسن صورة**''، یعنی میں نے اپنے رب کو شب معراج بہترین صورت میں دیکھا، وہ صورت کیسی ہے کیا ہے؟ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں،، میں نے اپنے رب کو امرد بچہ کی شکل میں دیکھا۔ امرد یعنی بے ریش بچہ کی شکل میں دیکھا۔ یہی طفل المعانی کی معرفت ہے، اس کی معرفت کو من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کہتے ہیں، اسی طفل المعانی کی حقیقت کو پانے کا نام خود کی پہچان ہے، اسی کی حقیقت بن جانے کا نام خدا کی پہچان ہے، اسی طفل المعانی میں پوشیدہ حقیقت انسانی ہے، اسی حقیقت میں پوشیدہ رب ہے۔ اور کیا لکھوں؟ اس حقیقت کو پانا اس مرتبہ پر پہنچ کر پیری کرنا پیر پر فرض ہے۔ ورنہ آپ خود پہچان لیں کہ ورنہ کیا ہے؟

(۵) طفل المعانی کی حقیقت اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہے ''**ویطوف ولدان مخلدون**'' اور اہل جنت کی خدمت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے بچے ان کے اطراف رہیں گے۔ سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی میں جنت کی حقیقت کو بچوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے وذالک رمز لطیف، اس میں ایک لطیف رمز ہے، نیز ارشاد فرماتا ہے: ''**ویطوفُ علیهم غلمان لهم كانهم لؤلوء مكنون** (سورہ طور پ ۲۷) اور

ان کے خدمتگار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے۔ ان مذکورہ آیات میں اللہ نے خصوصیت کے ساتھ بچوں کا ذکر کیا ہے، کیا معنٰی؟ جنت میں نعمتیں ہیں، نہریں ہیں حوریں ہیں یہ سب کچھ ٹھیک ہیں، یہاں غلمان یعنی بچوں کی کیا ضرورت تھی؟ یہ اطفال معانی ہیں، ان رموز کو اہل معانی لاھوت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ پیر کو چاہئے کہ کم از کم ان رموز کو سمجھ کر یا سمجھنے کے بعد ہی مرید کو علم معرفت عطا کرے ورنہ طفل معانی کے علوم کے بغیر سب کچھ بس قصہ خوانی ہو جاتی ہے۔

(۶) طفل معانی کی اصطلاح کو صوفیان کرام نے مذکورہ جنتی بچے اور موتی کی نسبت سے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ یہ بچے اور موتی انوار لطافت اور پاکیزگی میں بے مثال ہوتے ہیں۔ یہاں جسمانی بچہ کی مثال مجازی ہے، نہ کہ حقیقی۔ بلکہ اس کا اطلاق حسن و جمال کی نسبت پر ہے نہ کہ روحانی کیفیت کی نسبت پر! کیونکہ طفل معانی کی نسبت اور تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے نہ کہ غیر اللہ سے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**سترون ربکم کما ترون القمر لیلة البدر**'' عنقریب تمہیں تمہارے رب کا دیدار ہوگا جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ اس کے دیدار سے کیا حال ہوگا اس کو اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ''**وجوہ یومئذ ناظرة**'' اس دن بکثرت چہرے تر و تازہ ہونگے۔

سوال: ۔**نوم العالم خیر من عبادة الجاهل** (عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے) اس حدیث پاک کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ۔ جاہل عناصر کا غافل پتلا ہوتا ہے اس کی عقلِ ظاہر نفس ہے اور نفس عناصر پر حکمراں ہے جاہل کے عناصر نفس کی رعایا ہے اس عناصر کی حرکت و عبادت نفس کو محظوظ کرنے کے لئے نفس کے حکم پر ہوتی ہے۔ عالم کا قلب عالم ہوتا ہے! جاہل کا جسم اور عقل عالم ہوتے ہیں۔ لہٰذا جسم و عقل کے عالم ہونے میں اور قلب کے عالم ہونے میں بہت زیادہ فرق ہے۔

عالم حق کا قلب نور توحید سے زندہ اور پائندہ رہتا ہے جسم سوجاتا ہے مگر قلب ہرگز نہیں سوتا! جسم جب تک جاگتا رہتا ہے حرف الفاظ اور آواز سے ذکر و عبادت کرتا ہے۔ اور جب سو جاتا ہے تو ذکر و عبادت سے غافل ہو جاتا ہے مگر عالم جب تک جاگتا رہتا ہے حرف و الفاظ اور آواز کے ساتھ عبادت کرتا ہے اور

جب سوجاتا ہے تو جاہل کی بہ نسبت عالم کا قلب بغیر حرف الفاظ اور آواز کے عبادت میں مشغول رہتا ہے۔اس لئے حدیث قدسی میں ہے ایسے عالم کیلئے ''الانسان سری و انا سرہ'' یعنی انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں کہا گیا ہے ایسے عالم کا ظاہری استاد ظاہری انسان ہوتا ہے اور باطنی استاد خود اللہ ہوتا ہے۔ایسے عالم کا ظاہری علم علمِ شریعت ہوتا ہے اور باطنی علم علمِ معرفت ہوتا ہے! یعنی ایسے عالم کا جسم شریعت پر اور قلب طریقت پر ہوتا ہے۔ایسے عالم کی شریعت طریقت کی گواہ اور طریقت شریعت کی گواہ ہوتی ہے ایسے عالم کے دین میں شریعت اور طریقت کا تضاد منافقت ہوتی ہے

لہٰذا ایسا عالم اپنے ایمان پر دو گواہ رکھتا ہے۔ایک شریعت مطہرہ دوسرا طریقت منوّرہ! ایسے عالم کا ظاہری علم شریعت کی نگرانی کرتا ہے اور باطنی علم خود اس کے قلب کی نگرانی کرتا ہے۔ایسے عالم کا ظاہری علم امام العمل ہوتا ہے۔ایسے ہی علم وعمل کے تعلق سے آپ ﷺ نے فرمایا: **العلم امام العملِ والعمل تابعهٗ** یعنی علم عمل کا امام ہے اور عمل اسکا تابع ہے۔اور باطنی علم علم تفکر ہے جو اس کے قلب سے تعلق رکھتا ہے۔اسی علم قلب کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**تفکر ساعة خير من عبادة سبعين سنة**'' یعنی ایک ساعت کی فکر ستر سالہ عبادت سے افضل ہے۔یہاں فکر سے مراد مراقبہ ہے اور علم فکر علم معرفت الٰہی ہے۔اس لئے عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے افضل ہے۔ایسا عالم وعارف کامل ولی اللہ ہوتا ہے۔ایسے عالم کو قرب حق میں عظیم پرواز میسر آتی ہے ایسے عالم کو شہباز کہتے ہیں ایسے عالم کی پرواز اپنے باطن میں ہوتی ہے۔ایسے ہی عالم کے تعلق سے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' **نظرة الى العالم احب الیّ من عبادة سنةٍ صيامها وقيامها**'' یعنی عالم کامل کی طرف دیکھنا میرے نزدیک سال بھر کے روزے اور نماز جیسی عبادت سے بہتر ہے حقیقت میں انسان کامل جسے کہتے ہیں ایسے ہی عالم کو کہا گیا ہے۔یہی عالم اللہ کا محبوب وحبیب ہوتا ہے۔ایسا ہی عالم رب کا محرم اور عروس ہوتا ہے اس لئے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' کہ اولیاء اللہ ہی اللہ کے عرائس ہیں۔جس طرح عروس یعنی دلہن کو اس کے محرم کے سوا کوئی نہیں جانتا اس طرح لباس بشری میں پوشیدہ اولیاء اللہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

سوال:۔اولیاء اللہ کی زیارت کس لئے کی جاتی ہے؟

جواب:۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا''**القبور روضة من رياض الجنة اوحفرة من حفر النيران**''،یعنی قبریں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہیں یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔اس حدیث پاک میں اللہ کے دوستوں کی قبور کو جنت کا باغ اور دشمنوں کی قبور کو جہنم کا گڑھا قرار دیا ہے۔اس لئے اولیاء اللہ کے مزارات کو صاف ستھرا رکھا جاتا ہے ماحول کو خوشبودار بنایا جاتا ہے،اس جنت کے باغ کو آباد وخوشنما رکھا جاتا ہے۔کیونکہ جنت ویرانے کا نام نہیں ہے کون کم بخت چاہے گا کہ جنت کے باغ کا دیدار وزیارت نہ ہو،کون خوش نصیب یہ چاہے گا کہ نہ جنت کے باغ کا دیدار ہو،نہ جنت کی خوشبو محسوس ہو اس لئے خوش نصیب حضرات جنت کے باغوں کی طرف سفر کرتے ہیں،جنت کی خوشبو سے روحانی حظ محسوس کرتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا''اگر تم کسی بات پر پریشان ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو''،اس لئے خوش نصیب مسلمان جنت کے باغ میں جا کر جنتی یعنی اللہ کے دوست سے مدد بھی مانگتے ہیں،انشاءاللہ مدد ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا''**ان اولياء الله لايموتون بل ينتقلون من الدار الى الدار**''،بےشک اللہ کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں (یعنی جنت کے باغ میں) منتقل ہوجاتے ہیں۔یہاں عقل کیا کہتی ہے،جب کئی لوگ! دنیا کے زندہ،جاہل وعالم امیر،غریب،کافر،مسلمان،مشرک،مؤمن وغیرہا سے مدد مانگنے کو مدد لینے کو تو جائز کہتے ہیں۔اس کے برعکس مؤمن متقی،صالح،شفیق،دردمند،جنت کے باغ میں زندہ رہنے والے اللہ کے دوست سے مدد مانگنا،مدد لینا کس طرح ناجائز ہوسکتا ہے؟ ہم زندہ نما مردہ سے تو مدد لے سکتے ہیں،مگر زندہ اہل بقا سے جنت کے باغ والے سے مدد لینا کس طرح ناجائز ہے؟ دنیا دار اہل فنا جس میں بھلے برے،کافر مؤمن سبھی شامل ہیں ان سے مدد مانگنا عین دین اسلام ہے تو اولیاء اللہ اہل بقا جنت کے باغ کے زندہ جنتی سے مدد مانگنا شرک کس طرح ہوجاتا ہے؟ یا صاف بتادو کہ یہ رمز کیا ہے؟

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ''الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون ،، (سورہ یونس) خبردار! یہ اللہ کے دوست ہیں، بے خوف اور بے غم ۔اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے اپنے دوستوں کی کیفیت کا شاہد ہوا! اب ازروئے انصاف بتادو جوخوف اور حزن وملال کا مارا ہوا ہے، وہ کس کے پاس جائے گا؟ جوخود خوف زدہ ہو، کیا اس کے پاس جائے گا، یا اس کے پاس مدد کیلئے جائے جوخود بے خوف ہو اور دوسرے اس کا خوف کرتے ہیں، اس کے پاس جائے گا؟ ایک غمگین یا غم کا مارا ہوا، کیا دوسرے غمگین، غم کے مارے کے پاس جائے گا؟ یا اس کے پاس جائے گا جوخود بے غم ہو۔ اگر تم کہتے ہو کہ سیدھے سیدھے اللہ سے مانگو، تم اللہ کی قسم کھا کر بتادو کہ کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ اگر ہوتے ہو تو اللہ شافی ہے، اللہ ہی سے مدد مانگو کہ وہ تمہیں شفاء دے دے یا دوا گولی دیدے، دنیا میں روپیہ، ضرورت کی اشیاء غیر اللہ سے کیوں مانگتے ہو، سیدھے سیدھے اللہ سے مانگو، اللہ سے کہہ دو''ایاک نعبد و ایاک نستعین ''، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے تم یہ دلیل لاتے ہو کہ نمک جیسی چھوٹی سی چیز یا جوتے کا تسمہ بھی اگر ٹوٹ جائے تو غیر اللہ سے نہ نمک مانگو نہ جوتے کا تسمہ مانگو۔ بے شک یہ حدیث پاک ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے یہ حدیث پاک کس سے، کب، کیوں اور کس بات پر فرمائی۔ مجسم رحم وکرم، شفیق ورفیق نبی کریم ﷺ نے سینکڑوں مرتبہ امت کو تاکید فرمائی کہ غرباء، یتامیٰ، مجبور، مظلوم، بیمار، عیال دار، فقراء ومساکین کی مدد کرو۔ آپ نے حاجت مند سے سیدھے سیدھے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ اے تونگرو! اے رئیسو! اے صاحبان نصاب! تم ہرگز کسی کی مدد نہ کرو کیونکہ مدد کرنا اللہ ہی کا کام ہے اگر تم مدد کرو گے یا نمک یا جوتے کا تسمہ بھی کسی کو دو گے تو تم بھی مدد کرنے والے اور اللہ بھی مدد کرنے والا ہو جائے گا ۔دو مدد کرنے والے کس طرح ہو سکتے ہیں لہٰذا مدد کرنا شرک ہو جائے گا۔ اللہ نے بارہا ضرورت مند لوگوں کی امداد کا مطالبہ کیا ہے، کیا وہ خود مدد نہیں کرسکتا تھا؟ معاذ اللہ یہاں تعطل لازم آئے گا۔

اے اللہ کے بندو! مذکورہ حدیث میں نمک اور جوتے کا تسمہ کی قید، مدد بھی نہ لینے کی تنبیہ ہے، یہ کس سے کہا جارہا ہے؟ کیا تمام غیر اللہ سے یا کچھ مخصوص لوگوں سے؟ ہاں کچھ مخصوص لوگ نبی کریم ﷺ

کے خلاف یہودیوں سے رشوت لے کر سازش کرتے تھے یہ وہ منافق تھے جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی مسجد سے نکال دیا تھا، اور ان لوگوں نے اپنی ایک الگ مسجد بنالی جسکو اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مسجد ضرارہ سے یاد کیا ہے، جس کو ڈھانے کا حکم اللہ نے قرآن میں خود دیا ہے۔ اور آج بھی یہ نمک اور جوتے کا تسمہ غیر اللہ سے نہ مانگنے کی تنبیہ اور اعلان کچھ مخصوص مساجد کے خطبات میں اعلان کئے جاتے ہیں۔

الغرض: نمک اور تسمہ والی حدیث میں صوفیان کرام کیلئے ایک سبق پوشیدہ ہے کیونکہ صوفی خود کے عناصر ونفس سے مردہ اور اللہ کی صفات وذات کے انوار سے زندہ رہتا ہے نمک سے مراد نمک کھانے کیلئے نہیں کھانے میں لذت کیلئے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ لذت کے ایک مجموعہ کا نام نمک ہے لہٰذا ایسے حضرات کیلئے اللہ نے فرمایا: ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' تم اللہ کی عبادت کرتے ہو اور اللہ ہی سے مدد مانگو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''عبادت کا معنی ہے اللہ کو پہچاننا ہے'' معلوم ہوا کہ کوئی چیز مانگنی ہوتی ہے تو ہم اسی سے مانگتے ہیں جس کو ہم صرف جانتے ہی نہیں پہچانتے بھی ہیں اس آیت کریمہ میں اللہ فرمارہا ہے اے میرے دوست! تو مجھے پہچانتا ہے تو مجھ ہی سے مدد مانگ کیونکہ تو خود سے فانی ہے خدا سے باقی ہے باقی ہی سے مدد مانگنی چاہئے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''نمک یعنی لذت سوائے اللہ کے کسی سے نہیں مانگنی چاہئے وہ لذت کیا ہے جو اللہ عطا کرے گا؟ لذت دیدار ہے دوسرا لفظ تسمہ سے مراد جوتے کو پاؤں سے باندھ کے رکھنے کی چیز ہے۔ یہاں حضور علیہ السلام فرمارہے ہیں'' کہ اگر اللہ کی راہ میں تیرے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو، اللہ کی راہ میں غیر اللہ سے مدد نہ لے کیوں جوتے اور تسمہ کا سہارا لے رہا ہے، یہ سوال بھی اللہ پر چھوڑ دے تاکہ تجھے اور تیرے قدموں کو اللہ کی حفاظت کا تسمہ میسر آجائے۔ اس حدیث پاک میں ایک نصیحت ہے کہ اللہ کے سالک کو دنیا اور سامان دنیا زیب نہیں دیتا۔ ایک دن اصحاب صفہ کا ایک صوفی انتقال کر گیا تو نبی کریم ﷺ وہاں پہونچے اور ارشاد فرمایا'' اس فوت شدہ صوفی کی تلاشی لو، تلاشی لینے پر صوفی کی جیب سے دو دینار نکلے آپ نے وہ دو دینار اپنے دست مبارک میں لے کر تمام اصحاب صفہ سے فرمایا اے صوفیو! اس صوفی کے پاس دو دینار تھے یہ دینار نہیں دراصل یہ دو داغ ہیں جو صوفی کے دامن پر لگے ہیں۔ اس حدیث پاک سے اندازہ کرلو کہ یہ نمک اور تسمہ والی نصیحت کس کے لئے ہے یہ خواص کے لئے

ہے، نہ کہ عوام کیلئے جو خواص ہوتے ہیں نہ وہ یہودیوں سے مدد لیتے ہیں نہ منافقوں سے مدد لیتے ہیں نہ غیر اللہ سے مدد لیتے ہیں کیونکہ یہ راہ حق میں ہوتے ہیں۔ حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''راہ حق میں خلق نہیں اور راہ خلق میں حق نہیں،، یہ قول بھی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، اور نمک وتسمہ بھی غیر اللہ سے نہ مانگو کی تشریح کرتا ہے۔

حاصل بحث:

اللہ تعالیٰ کی ذات فانی نہیں باقی ہے تو اللہ کے دوستوں کی ذات فانی کس طرح ہوسکتی ہے فنا تو نفس کے لئے ہے اور ان کا نفس تو مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے اور اس کی ذات ذات الٰہی کے نور سے زندہ ہوجاتی ہے اور زندہ رہتی ہے۔ چاہے زمین پر ہو یا قبروں میں اولیاء اللہ قبروں میں کیا کرتے ہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، اور اس حدیث پاک کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اخذ کیا ہے ''**الانبیاء والاولیاء یصلون فی قبورھم کما یصلون فی بیوتھم**'' ترجمہ انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام اپنی قبروں میں ایسے ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے وہ اپنے گھروں میں پڑھتے تھے۔ یہ نماز بغیر حرف و آواز کے، بغیر حرکت کے ادا ہوتی ہے اس نماز کو صلوات الوسطیٰ کہتے ہیں، صلوات الوسطیٰ کیا ہے؟ مراقبہ ہے۔ مراقبہ کیا ہے؟ نماز دائمی ہے۔ نماز دائمی کس طرح ادا ہوتی ہے؟ قالب کی حرکت سے نہیں دل کی زندگی سے ادا ہوتی ہے۔ اس نماز کو ذکر قلبی اور نماز قلبی کہتے ہیں اور یہ نماز موتوا قبل ان تموتوا مرنے سے پہلے مرنے کے بعد ادا ہوتی ہے یہ نماز مرنے سے پہلے ہرگز ادا نہیں ہوتی اگر کوئی اس نماز کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کذّاب ہے اس نماز کا وقت لی مع اللہ وقت ہوتا ہے اس نماز کا امام حضرت عشق ہوتے ہیں اس نماز کا قبلہ حضرت باری تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ اسلئے نماز میں پہلے ثناء پڑھی جاتی ہے، ثناء میں نمازی اللہ کی ذات کی طرف اپنا رخ کرلینے کا اعتراف کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں سے مدد طلب کرنا شرعاً جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی نماز جنت کے باغوں میں ادا ہوتی ہے۔ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ حالت نماز میں کسی سے مدد مانگنا جائز نہیں! بے شک ان کے دربار میں، یا جنت کے باغ میں جا کر کوئی شخص اللہ کے دوست کے وسیلے سے کچھ مانگتا ہے

تو یہاں اللہ کے دوست نہیں دیتے مگر اللہ ضرور سنتا ہے اور مدد فرماتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اذا تحیرتم 'فی الامور فاستعنوا من اھل القبور'** اگر کوئی حاجت درپیش ہو تو اہل قبور سے استعانت طلب کرو یہاں نبی کریم ﷺ کن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کی اجازت مرحمت فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ خود ہی خلاصہ فرماتے ہیں کہ اہل قبور میں بعض قبریں جنت کے باغات ہوتے ہیں جو اولیاء اللہ سے متعلق ہیں بعض قبریں جہنم کے گڑھے ہوتے ہیں، یعنی جو انبیاء اور اولیاء کے دشمن ہوتے ہیں ان کی قبریں جہنم کے گڑھے ہوتے ہیں اب مدد کس سے مانگی جاتی ہے اور مدد کون کرتا ہے، خود ہی فیصلہ کرلیں۔ اہل قبور اولیاء اللہ سے، اہل شریعت شریعت کے مطابق مدد طلب کرتے ہیں۔ اہل طریقت طریقت کے مراتب کے لحاظ سے مدد لیتے ہیں یعنی یہاں مراقبات وغیرہ کرتے ہیں، یا علم دعوت کی راہ سے، دعوت قبور میں مصروف ہوکر اہل قبر سے روحانی مدد لے کر، مزید مراتب حاصل کرتے ہیں۔ قبر اولیاء اللہ کوئی عام قبر نہیں ہوتی بلکہ بارگاہ الٰہی ہوتی ہے، اور بارگاہ الٰہی سے ظاہری و باطنی ہر طرح کی مدد دی جاتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں نمک سے مراد لذت اور تسمہ سے مراد باندھ کر رکھنے والی چیز ہے۔ لذت سے مراد لذت دیدار باندھ کے رکھنے والی چیز تسمہ سے مراد پاؤں کی زنجیر ہے یعنی دنیوی پاؤں کی زنجیر مت مانگو، بلکہ اللہ سے ہی محبت کی زنجیر مانگو۔ ایسے ہی حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حسب حال فرمایا: ''**اذ سألت اعطیت**'' میں جو مانگتا ہوں مجھے دیا جاتا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے اللہ کا دوست جب اس حال کو پہچانتا ہے تو کیا نبی کریم ﷺ نہیں فرمائیں گے کہ اس حال کو پہنچنے کے بعد خواہ نمک ہو خواہ جوتے کا تسمہ جیسی حقیر چیز ہو صرف اللہ ہی سے مانگو۔ اس حدیث پاک میں کس حال کو پہنچے ہوئے کیلئے نصیحت ہے آپ خود غور فرمائیں اگر ہم جیسے دنیادار ملعون دنیا کے دیوانے اس حدیث پاک کو اپنے آپ پر منطبق کرلیتے ہیں تو کیا گمراہی نہیں آئے گی؟ فقہ کا اصول ہے ہر حکم کا احوال ظاہر و باطن الگ ہوتا ہے، جسے ضدی اور حاسد لوگ پڑھ کر گمراہ اور گمراہ گر ہوتے ہیں۔

☆☆☆

﴿بابِ ششم﴾

رمزِ فنا و بقا:

یہ کلمہ طیب لا اِلٰہ الا اللہ ۔ مقدس ترین مرقعٔ توحید ہے، اور توحید بحرِ بے کنار ہے۔ راہِ توحید کی ابتدا ''لا'' ہے یعنی نفی ہے سالک اگر مخلص ہے پیر کی توفیق سے خود کو ''لا'' کے نیچے لے آتا ہے لا کی تجلیات میں نفس سے فانی ہو کر روح سے باقی ہو جاتا ہے۔ یہ ''لا'' کیا ہے،؟ حقیقت میں یہ ظاہری و باطنی صراط مستقیم کی ابتدا ہے۔ لا کے بعد اِلٰہ ہی الا اللہ کی طرف پہلا زینہ ہے۔ اور الا اللہ تک پہنچتے پہنچتے بندہ قطرۂ توحید پھر بحرِ توحید میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ''لا'' کے نیچے خود کی نفی کئے بغیر یا بغیر شرطِ فنا کے کسی کی مجال ہے کہ اس راہ میں قدم رکھے!

لآ اِلٰہ الا اللہ میں لا کیا ہے! مجاز ہے اور مجاز فانی ہے ''اِلٰہ'' کیا ہے؟ حقیقتِ صفت ہے یہاں انسان تخلقوا باخلاقِ اللہ ! اللہ کی صفات کو (اپنے اندر) پیدا کرو کے مطابق سالک کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہوتا ہے یا مثلاً صاحبِ ارادتِ ہو تو مظہر ''مرید'' طالِبُ اللہ ہو تو مظہرِ طالب وغیرہ پھر جب سالک مزید ترقی کرتا ہے تو معرفت اِلَّا اللہ سے آشنا ہو کر عارفِ توحید پھر غرقِ توحید ہو جاتا ہے کیونکہ الا اللہ صفات کی حقیقتوں کی حقیقت ہے معلوم ہوا کہ سالک ''لا'' کے نیچے مجاز کی نفی کے بعد اِلٰہ سے صفت کا مظہر بن کر الا اللہ کی توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔

کلمہ ''لا'' نفی ہے نفی کس کی؟ نفی مجاز کی! مجاز کیا ہے؟ مجاز خود کے ہونے کا تصور ہے۔ یہ تصور کا وجود کیا چیز ہے؟ عناصر کی ظاہری عقل ہے۔ عناصر کی ظاہری عقل کیا ہے؟ نفسِ

امارہ ہے۔ نفسِ امارا کیا ہے؟ قلب حقیقی کی ظاہری روشنی ہے جس کو عرفِ عام میں عقل کہتے ہیں ایسی عقل کی کاریگری کا نمونہ یہ دنیا، یہ مادی ترقیات یہ مادی علوم کی نیرنگیاں ہیں۔ لہٰذا یہ عقل یعنی نفس خود کے انجام سے غافل ہمیشہ خود کے باہر دیکھتا ہے۔ خود کے باہر آراستگی کا متمنی رہتا ہے خود بھی فانی ہے اور فانی اشیاء فانی دنیا کی طرف اس کا رُجحان رہتا ہے۔ نفس خواہ عالمِ دنیا ہو عالمِ دین اسکے لئے **العلم حجابٌ اکبر**، علم بہت بڑا حجاب ہے کہ مطابق ہمیشہ خُدا اسے حجاب میں رہتا ہے۔ اس لئے اِس فانی اور مجازی شاطر نفس کو ''لا'' کے نیچے نفی کرنا ہی معرفتِ ذاتِ انسانی ہے۔ جس نے ''لا'' کے نیچے خود کی نفی کیا وہ خوش نصیب انشاء اللہ ایک دن ''اِلٰہ'' کے صفات سے گزر کر ''اِلَّا اللہ'' کی توحید تک رسائی پالے گا آج کل بعض کور چشمی، علم و عرفان ناشناس، بے پیرے پیر کلمہ طیب یا کلمۂ توحید کو العیاز باللہ کلمہ مغلظہ یا دو کفر چار شرک کا مجموعہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں! ان کی الجھی ہوئی عقل کے مطابق کلمۂ توحید لا اِلٰہ الا اللہ کلمۂ نفی اثبات ہے۔ خدا کی قسم یہ کلمۂ مقدس خود توحید ہے، اور توحید نا کسی کی نفی کرتی ہے نہ اثبات! کیونکہ ہر چیز توحید میں ملیا میٹ ہے! دونوں عالم کی ہر چیز کو توحید گھیرے ہوئے ہے۔ کونسی ایسی چیز ہے جو توحید سے باہر ہے جس کی نفی خود توحید کرتی ہو! یا کونسی ایسی چیز توحید سے باہر ہے۔ جس کا اثبات خود توحید کرتی ہو! معلوم ہوا کہ نفی و اثبات کے مجموعہ کا نام کلمۂ توحید نہیں، یہ کلمۂ توحید ہے اور اس کا اثبات بھی وہ خود ہے۔ نفی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! توحید میں مجاز اور حقیقت دونوں گم ہیں، مجاز کی عقل مجازی ہوتی ہے، حقیقت کی عقل حقیقی ہوتی ہے۔ توحید کی شہادت توحید ہی میں عقل کو فنا کرنے کا نام نفی ہے جس سے من عرف نفسہ' کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔

بعض بحث و مباحثہ پسند چند حضرات تو یہاں تک سوال اٹھاتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ رب العزت نے کلمۂ توحید پڑھا تو نفی کس کی کیا؟ اور اثبات کس کا کیا؟ اے غافل نابالغ پیر

کے مرید! اگر یہ کلمۂ نفی و اثبات ہوتا تو ماننا پڑتا کہ اللہ کے سوااللہ کے مدِّ مقابل کوئی دوسرا تھا جواللہ کی ضد بنکراللہ کے سامنے موجود تھا جس کی نفی خوداللہ کررہا ہے اور یہ بھی ماننا پڑتا کہ نعوذ باللہ اللہ کے سامنے کوئی اور اللہ بھی تھا جس کا اثبات خوداللہ کررہا ہے! کیا یہ ممکن ہے؟ ہرگز نہیں یہ محض ایک خیال ہے! گمراہ کن پروپیگنڈہ ہے۔ اللہ رب العزت ہم مسلمانوں کوایک وہ دعائے مخصوصہ مانگنے کا سلیقہ سکھارہا ہے جوزبان خاص وعام ہے۔ **ربنا آتنافی الدنیاحسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً وّقناعذاب النار ○** اے اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطافرمااورآخرت کی بھی بہتری عطا فرما تاکہ ہم عذابِ جہنم سے محفوظ ہوجائیں! کیا یہاں کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی یہ اعتراض کرسکے گا کہ یہ آیت اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو پہنچانے سے پہلے خود پڑھا! ہم پوچھتے ہیں اللہ نے کس رب سے اپنی دنیا کی بہتری کی دعا مانگی، کس رب سے آخرت کی بہتری کی دعا مانگی؟ معاذ اللہ کیا اللہ بھی عذابِ جہنم سے محفوظ ہوجانے کی دعا مانگ رہا ہے؟

نعوذ باللہ من ذالک یہ ناممکن ہے! اسکا معنی ظاہر ہے کہ اللہ ہم بندوں کودعا مانگنے کا سلیقہ سکھارہا ہے بالکل اِس طرح اللہ نے کلمۂ توحید خود پڑھ کرتوحید کے حق ہونے کا گواہ بن کرہمیں توحید کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ اِس لئے ہمیں توحید کے مظہر یعنی کلمۂ طیبہ کوہمارے لئے پیش کیا یہ اس کا کرم اورنوازش ہے۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کا شکرگذار ہونا چاہئے ہمیں علماء کاملین یعنی اولیاءِ کاملین کاشکرگذار ہونا چاہیے کہ ہمیں مذکورہ مقدس برگزیدہ ہستیوں کی توحید تک پہنچنے کا راستہ کلمۂ توحید کی ''لا'' سے یعنی نفی کی صورت میں پیش کیا جسکی حقیقت سے آشنا حضرات ''لا'' یعنی **موتوا قبل ان تموتو!** مرنے سے پہلے مرجاؤ کی موت سے آشنا ہوکر''لا'' کے نیچے''لا'' ہوکر منزل تک پہنچتے رہتے ہیں انشااللہ یہ سفرصبح قیامت تک جاری رہے گا!

اے طالب اللہ! لا اِلــٰہ اِلا اللہُ! کلمۂ توحید ہے اورتوحید کی پہلی شرط فنا ہے فنا کیا ہے؟

خود کی نفی اورخدا کا اثبات ہے! خود کی نفی کس طرح کریں؟ بس''لا'' کے نیچے آکر''لا'' ہوجانا چاہیے!''لا'' کے نیچے ''لا'' کس طرح ہوسکتے ہیں؟ بس آسان ہے اگرتو کامل پیر رکھتا ہے تو وہ تجھے عقلِ ظاہر سے یعنی نفس سے آزادی مہیا کروائے گا! اب یہاں تو نہیں ہوگا بس وہی رہے گا! راہِ فنا کیا ہے؟! لا اِلہٰ اِلا اللہ ہے! راہِ بقا کیا ہے؟ ! لا اِلہٰ اِلا اللہ ! ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ تو خود کی نفی بھی لا اِلــہٰ اِلا اللہ سے کرسکتا ہے۔ خدا کا اثبات بھی لا اِلــہٰ اِلا اللہ سے کرسکتا ہے۔ فنا سے بقا تک کا سفر لا اِلــہٰ اِلا اللہ سے شروع ہوکر لا اِلــہٰ اِلا اللہ پر ہی ختم ہوتا ہے تو سالک بقاباللہ ہوجاتا ہے۔ یہ مقام کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ کامل مرقبات سے حاصل ہوتا ہے ورنہ نادان انسان کلمۂ طیب کوکچھ کا کچھ سمجھ کریا نفسانی عقل کی تاویل بازی سے الجھ جاتے ہیں! **العلم حجابٌ اکبر!** اس کا اپنا علم ہی اسکی عقل پر پردہ بن کر پڑجاتا ہے!

وَمـاَ تـوفیقـیِ اِلاَّ بـاللهِ! اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا! ارشادِ گرامی ہے: **یا ایھَّاالذّین آمنوا اتّقُو اللہ و ابتغُو االیہ الوسیلۃُ و جاھِدُو افیِ سبیلہِ لَعَلَّکُم تُفلِحُون !** اے ایمان والواللہ سے ڈرواوراس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ (جو) تمہیں (نفس کے خلاف) جہادکرنا سکھائے ممکن ہے کہ تم فلاح پاجاؤ!

وسیلہ کیا ہے؟

تمام علماءِ کاملین کا اس پراتفاق ہے کہ وسیلہ سے مراد یہاں نبی کریم ﷺ اورآپ کے مُتّبعین کامل علماء کرام ہیں نیز وسیلہ سے مرادمرشد کامل ہے۔ مرشد کامل کیا کرتا ہے؟ مرشد کامل نبی کریم ﷺ کے اس فرمان عالی شان'' **اَلطالبُ عندالمرشدِ کاالمیت بین یدیِ الغاسل**'' کے مطابق کامل غسال کی مانند ہوتا ہے اورمرید میت کی مانند! تو معلوم ہوا کہ مرشد کے پاس مرید کومیت کی

مانند جانا چاہیے تاکہ مرشد مرید کو ہر نجاست سے پاک کر کے اللہ تک پہنچادے۔ مرشد کامل کیا کرتا ہے؟ کلمۂ طیب کے ''لا'' کے نیچے لاکر مرید کو ''اِلہٰ'' کے صفات میں سے صفتِ مرید کا مظہر بنا کر الاّاللہ کی طرف پیش قدمی کرواتا ہے اور اللہ اس پیر کے وسیلے سے مرید کو اپنی جانب، توفیق وہدایت کے ساتھ راستہ عطا کرتا ہے۔ توفیق کیا ہے؟ توفیق مرشد کامل کی ذات کو کہتے ہیں، توفیق مُوتُوا قبل ان تموتُوا ! موت سے پہلے مرجانے کو بھی کہتے ہیں۔ جسکے بعد سالک بہشت میں داخل ہوجاتا ہے۔ بہشت کیا ہے؟ بہشت تصوف کی اصطلاح میں عقلِ محمدی ﷺ کو کہتے ہیں یعنی مظہرِ جمال کو کہتے ہیں، تمام انبیاء اور اولیاء کرام بہشتِ جمالِ کل محمدی ﷺ میں پوشیدہ رہتے ہیں! اس سے زیادہ فقیر گفتگو نہیں کرسکتا! بس اس بہشت میں دیدارِ لقاءِ الٰہی حاصل ہوتا ہے، اس مقام کے تحت ارشادِ باری تعالیٰ ہے! اَلَااِنَّ اَولیاءَ اللہِ لاخوفٌ علیھِم وَلاھُمْ یَحزنُونَ ! خبردار بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے نہ وہ غم زدہ ہوتے ہیں!

دیدارِ لقاءِ الٰہی کیا ہے؟

نورِ توحید میں پوشیدہ ایک نور کی صورت ہے بحرِ توحید میں غرق ایک گوہرِ مقصود ہے جس کو غوطہ خور کامل جس کو غریقِ توحید بنکر حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں! اِنَّ اللہ خلق اٰدم علیٰ صورتہِ ،ان اللہ خلق اٰدم علیٰ صورت اِلرحمٰن ، بے شک آدم کو اللہ نے اپنی صورت پر پیدا کیا! بے شک اللہ نے آدم کو رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا! یہاں آدم کیا ہے؟ اسم انسان ہے۔ اس اسم انسان کا وجود کیا ہے؟ خلق الانسان فی احسن تقویم ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا! یہ انسان کیا ہے؟ الانسان سرِّی وَاَناَ سِرّہُ ! انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں! یہی راز اسرارِ ربوبیت ہے کہ جس کی مثال آیاتِ نور میں پوشیدہ ہے۔ وہ صورت

کیا ہے؟ صورتِ رحمانی ہے! یہ صورت کیسی ہے؟ یہ صورت نورانی ہے! یہ کہاں ہے؟ یہ پردہ راز میں ہے۔ پردۂ راز کو کس طرح پہچانیں؟ ظلمت کو دیکھ کر! ظُلمت میں کیا پوشیدہ ہے، ظُلمت ''لا'' کی یعنی نہیں کی مانند ہے؟ آج کی سائنس بھی ثابت کرتی ہے کہ دراصل ظُلمت کا وجود ہے ہی نہیں معلوم ہوا کہ ظُلمت ایک پردہ ہے، جس میں انسان اور انسان کا راز ہے۔ اس راز کو کس طرح حاصل کریں؟ ناظر پیر کی نظر سے۔ ناظر پیر کیا کرتا ہے؟ علمِ حاظرات وناظرات کا استعمال کرتا ہے۔ ارشادِ گرامی ہے! سُبحٰن الّذِیْ اَسریٰ بِعبدِہٖ لَیْلاً مِنَ المَسْجِدِالْحَرَامِ O پاک ہے وہ ذات جو اپنے پاک بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے لے گئ! اِس آیت کریمہ میں ظاہری اور لغوی معنٰی کے ساتھ باطنی معنٰی بھی پوشیدہ ہے۔ یعنی وجود نبوی ﷺ کی پاک مسجد سے راتوں رات یعنی دنیا ایک تاریک رات کی مانند ہے اس سے یعنی ظُلمتِ دنیا سے آپکے نورِ مبارک کو لے گیا! کہاں تک لے گیا؟ بس یہی جاننے کا نام علم ہے!

اس علم کے مقام سے گذرنے کے بعد لقاءِ اِلٰہی کا دیدار میسر آتا ہے! اس مقام تک صرف وہ کامل پیر جو حضورِ غوثِ اعظم کے زیرِ قدم ہے، پہنچتا ہے اور جِسے چاہے اسے پہنچا سکتا ہے! یہ قادری اسرار، یہ قادریِ علوم اسے مبارک ہو جو حضور غوثِ اعظم کا غلام ہے۔ یہ لقاءِ اِلٰہی کیا ہے؟ اَوَّلَ ماخلق اللہ نوری، اَوَّلَ ماخلق اللہ روحی، اَوَّلَ ماخلق اللہ عقلی ، اَوَّلَ ماخلق اللہ قلمی ! اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔ اللہ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا۔ اللہ نے سب سے پہلے میری عقل کو پیدا فرمایا۔ اللہ نے سب سے پہلے میرے قلم کو پیدا کیا! سبحان اللہ قادری کامل پیر نبی کریم ﷺ کے نورِ کُل سے نور جز کے مانند ہوتا ہے، نور روح سے نورِ روح جز نورِ عقلِ کُل سے نورِ عقلِ جز اور قلمِ کل سے علم جز حاصل کیا ہوا ہوتا ہے۔ ان چاروں انوار کے مجموعہ کا نام انسان ہے نہ کہ عرفی انسان! اسی انسان کے تعلق سے ان اللہ

خلق آدم علیٰ صورته ہم نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا! کہا گیا ہے۔اسی انسان کامل کی شناخت پر **من عرف نفسه فقد عرف رَبّهٗ** کا انحصار ہے جب تک اس انسان کی پہچان حاصل نہیں ہوتی تب تک رحمٰن کی پہچان نہیں ہوتی! جب تک اس انسان کا دیدار نہیں ہوتا اس وقت تک رب کا دیدار حاصل ہوتا ہے نہ عرفان! بس اس ظلماتی وجود اور دنیا کو ترک کردے! کامیاب ہوجائے گا!

نابینا پیر برائے نام پیر ہوتا ہے اس حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا! عالم فقیہ سب کچھ بن سکتا ہے مگر انسان کے مرتبہ پر اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کوئی قادری حضور غوثِ اعظم کا غلام، اس کی رہبری نہ کرے۔ یہ تمام علوم کی اصل علمِ شریعت ہے علمِ شریعت کے بغیر یہ مراتب کا حصول ناممکن ہے لہٰذا علمِ شریعت دودھ کی مانند ہے اور دودھ میں دہی، چھاچھ، مکھن اور گھی کا وجود پوشیدہ ہے اگر دودھ کا مزا لینا ہے یا دودھ کی معرفت جاننا ہے تو سب کو الگ الگ کرکے ذائقہ دیکھ اور بتا کہ دودھ کیا ہے بس غٹا غٹ دودھ غٹ کر گیا زندگی میں نہ مکھن چکھا، نہ گھی تو ذائقہ کیا خاک بتائے گا؟ اے ڈبّے کے نابالغ پاؤڈر کا دودھ پینے والے بچے، تجھے کیا معلوم کہ مکھن اور گھی کا ذائقہ کیا ہوتا ہے۔قادری ماں کی آغوش میں چلا جا! وہاں تیری پرورش بھی ہوگی اور مکھن و گھی کا مزا بھی چکھے گا! قادری فقراء کاملین لقائے الٰہی کے دیدار سے مشرف اور اہلِ دِل ہوتے ہیں! اہلِ دنیا نہیں! یہ دل سے دل تک راہ بنالیتے ہیں!

اے طالب اللہ اسی انسانِ کامل کے دیدار کو دیدار کہتے ہیں، اسی انسانِ کامل کی صورت اختیار کرنے کا نام اولیاء اللہ ہے اسی انسان کامل کو نور، روح، عقل، قلم، علم اور قلب کہتے ہیں! اسی کا دیدار خدا کا دیدار ہے، اسی کا دیدار مصطفیٰ ﷺ کا دیدار ہے یہ صورت تیری شہ رگ سے قریب بھی ہے یہی صورت بصیرت سے قریب بھی ہے شاید تو اسی لئے اس کے دیدار سے محروم ہے کیونکہ

یہ صورت تیری بصارت سے بھی قریب ہے جا کسی ناظر پیر کی خدمت میں چلا جا ممکن ہے وہ تجھے اس کا نظارہ نظر سے کرادے۔اے نابینا تو نے کیا کبھی آئینہ دیکھا ہے اگر نہیں دیکھا تو دیکھ وہ صورت عکس کے مانند بھی ہے معکوس کی مانند بھی ہے۔علم کی عین سے عین میں نور بھرا اس کا نظارہ کر پھر عین سے یقین حاصل کر شاید تیرے یقین کو حق حاصل ہوجائے! عارف جب تیرے باعکس آئینہ کو دیکھتا ہے تو وہ خود کو نہیں قلب وروح کو دیکھتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَمن یَرْجو القاء ربّهٖ فلیعمل عملاً صالحاً وَلا یُشرک بعبادۃِ ربّه احدا**۔ جو بھی لقاءِ الٰہی کا دیدار چاہتا ہے اسے چاہیے کہ صالح عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے! اِس ارشادِ گرامی میں ایک نصیحت ہے! بس اگر تو دیدار، لقاءِ الٰہی چاہتا ہے تو خود کی نفسانی عقل کو اور عناصر کی تپش کو، یا وسوسہ جات کو اس کے ذکر و یاد میں کسی کو بھی شریک نہ کر ورنہ مشرک ہوجائے گا! پس ایسا ذکر ایسا مراقبہ اختیار کر کہ راہِ دیدار میں کوئی شریک نہ ہونے پائے انشاء اللہ راہ آسان ہوجائے گی! اے اللہ کے بندے اللہ نے تجھے آنکھ جیسی نعمت عطا کی ہے، اللہ کا دیدار بہتر ہے یا علم، عمل، حسن اور حسنِ دنیا؟ فقیر اس علم کو اس لئے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ علم حق ہے اور حق کا چھپانا بھی گناہ ہے یعنی باطل کے اظہار کے برابر ہے۔اگر میں نے حق کو چھپایا تو میں باطل پرست گنہگار حتّی کے کافر بھی ہوجاؤں گا! اس لئے میں سمجھا رہا ہوں، سمجھ لے اور عمل کر، نیک عمل کر، یعنی مراقبہ کر شاید تیرا محروم اثاثہ تیرے ہاتھ آجائے!

اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ کا دیدار ظاہری آنکھ سے ممکن ہے تو وہ جھوٹ کہتا ہے۔اللہ بے مثال ہے اُس کا دیدار بے مثل نظر و آنکھ سے ہی ممکن ہے اور بے مثل آنکھ صرف قلب کی ہوتی ہے ظاہری آنکھ کیا ہے چشمِ قلب کا مجاز ہے مجاز سے حقیقت کی طرف پیش قدمی تو ہوسکتی ہے مگر مجاز حقیقت نہیں بن سکتا تا وقتیکہ مجاز فنا ہوجائے! اور حقیقت آشکار! لوگ ذکر کرتے ہیں تصور کرتے ہیں تصور کے

ساتھ نماز پڑھتے ہیں مثالی تصور میں بے مثال کس طرح سما سکتا ہے؟ معلوم ہوا کے تصور سے دیدارِ الٰہی ممکن ہی نہیں! اگر کوئی دعویٰ کرے کہ میں نے خدا کا دیدار ظاہری آنکھ سے کیا ہے! تو یہ دعویٰ لغو اور بہتان ہے! حقیقت سے بہت دور گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔

مراتبِ حضور کیا ہے؟

مراتبِ حضور کلمۂ طیب لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رّسول اللہ سے حاصل ہوتے ہیں! حضور کا پہلا مرتبہ توحید اور معرفتِ توحید ہے دوسرا مجلس محمدی ﷺ کا شرف ہے۔ جو شخص ان دو مراتب کی حضور سے محروم ہے اس غیر حاضر کو ''حضرت'' کا لقب بس مجاز ہی مجاز اور دکھاوا ہے خدا محفوظ رکھے ایسے القاب سے جس سے مراتبِ حضور پر فائز حضرات کا وزن آج کے ملقب کے برابر نظر آئے! حاضر، حضور اور حضرت دراصل یہ القاب نہیں یہ مراتب ہیں جیسے ہم غوث قطب، اوتاد اور ابدال وغیرہ کہتے ہیں۔ مگر مراتب کو القاب کی طرح استعمال کر کے ہم نے ایک معتبر و غیر معتبر کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے! خدا ایسے غیر معقول القابات سے محفوظ رکھے! جسکو حضوری مع اللہ اور حضوریٔ مع الرسول اللہ حاصل ہوتی ہے دراصل ایسے ہی شخص کو حضور اور حضرت کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کو حضوریٔ توحید اور نورِ معرفت حاصل رہتی ہے۔ ایسے شخص کو حضوریٔ نورِ معرفت اور حضوریٔ لقا حاصل ہوتی ہے۔ ایسا شخص فنا فی اللہ باقی باللہ اور حاضرِ مجلس محمدی صلِ اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اس لئے ہم ایسے شخص کو حضرت اور حضور وغیرہ کہتے ہیں! ایسے شخص کو یقین کے کم از کم تین درجات سے تین قسم کے علوم حاصل ہوتے ہیں (۱) علم الیقین سے علمِ نفس جس سے حقیقت نفس عناصر کے ساتھ کھل جاتی ہے۔ (۲) عین الیقین سے علم روح اور سرّ حاصل ہوتا ہے، جس کو انسان اطمینانِ قلبی کے ساتھ حاصل کرتا ہے اور یہ سبق انسان بغیر استاد کے محض پیر کی تلقین

سے یعنی نظر سے پڑھتا ہے جسکو علمِ ناظرات بھی کہتے ہیں۔ (۳) حق الیقین سے علمِ قلب حاصل ہوتا ہے، جس سے انسان عالم القلب ہو جاتا ہے، اسی علم پر تصدیق بالقلب کا انحصار ہے، ان مذکورہ تینوں علوم کے حصول کا نام تلقین ہے ورنہ برائے نام کلمہ کی تلقین یا کلمہ سے نفی اثبات کا اخذ کرنا یہ سب کچھ عرفیت ہے نہ کہ حقیقت! ارشاد ربانی ہے: ۔وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ یعنی عبادت اپنے رب کی اس وقت تک کر یہاں تک کہ تجھے یقین کی منزل حاصل ہو!۔۔۔۔۔علمِ یقین تلقین سے آتا ہے تلقین کامل پیر سے حاصل کرنا فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے! فَاسۡتَقِمۡ کَمَآ اُمِرۡتَ استقامت حاصل کر جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الاستقامۃُ فوق الکرامۃ یعنی استقامت کرامات سے افضل ہے۔ تو پیر جسے کہتے ہیں وہ صاحب استقامت ہوتا ہے صاحب استقامت ہی صاحب ایقان ہوتا ہے۔ اے طالب صادق اسی طرح قائم رہ! سبحان اللہ اگر صادق مرید پیر کے حکمِ تلقین پر اگر قائم رہا انشاء اللہ چند دنوں میں مراد کو پہنچ جائے گا! مگر پیر پر فرض ہے کہ علمِ تلقین کا استعمال بڑی حکمت کے ساتھ کرے۔ ارشاد ربانی ہے: اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحسنۃ! یعنی تم اپنے رب کے راستہ کی دعوت دو حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ! اِس راہ میں مرید کو مُوتوا قبل ان تمُوتُوا! سے فنا فی اللہ یا فنا فی التوحید ہونے تک صرف چند ہفتے ثابت قدم رہنا ہوتا ہے، انشاء اللہ آگے خدا خود ہدایت فرمائے گا!

اے طالب اللہ تیرا خدا ھُوالاوّل ھُوالاٰخر ھُوالظّاھر ھُوالباطِن ہے۔ تو کیا ہے؟ تیرا اوّل کیا تھا؟ تیرا آخر کیا ہے؟ تیرا ظاہر کیا ہے؟ تیرا باطن کیا تھا؟ کیا اسقدر بھی علم حاصل کرنا تیرے لئے دشوار ہے؟ کیا تو کم از کم من عرف نفسہ کا علم بھی حاصل نہیں کرنا چاہتا! نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا! اَوّلَ ماخلق اللہ نوری و کُلِّ خلائق مِنۡ نوری! اللہ نے سب سے

پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات کو میرے نور سے پیدا کیا! سبحان اللہ! تو اللہ کے نور کا نور ہے۔ یہ تیرا اول ہے اگر تو نور کا نور ہے تو تیرا آخر بھی نوری ہونا چاہیے، تیرا انجام بھی نور ہی ہونا چاہیے تیرا ظاہر بھی نور ہی ہونا چاہیئے اور تیرا باطن بھی نور ہی ہونا چاہئے! تیرا اول نور ہے جو تیرے قلب میں پوشیدہ ہے، تیرا آخر نور ہے جو تیرے قلب سے جدا ہو کر تیرے نفس کی محبت میں اُلجھا ہوا ہے، تیرا ظاہر نور ہے جو تیری پُر فریب دنیا کی محبت میں گرفتار ہے تیرا باطن نور ہے جو تیرے روح اور قلب کی جستجو میں ایک نارسا مرید کی طرح بھٹک رہا ہے یہ تیرے ارادوں میں پوشیدہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے! **والتقیم ُکماَ اُمِرتُ وَلاتَتَّبعُ اھوائھُم!** جیسا تجھے حکم ہوا ہے اس پر قائم رہ خواہشات کی پیروی نہ کر! اے طالب اللہ! اگر تو حکمِ الٰہی پر قائم رہا تو نبی کریم ﷺ کے حکم پر قائم رہے گا اگر نبی کریم ﷺ کے حکم پر قائم رہے گا تو مرشدِ کامل کے حکم پر قائم رہے گا! اللہ نور ہے، نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نور رہیں اور تو آپ ﷺ کا نور ہے۔معنیٰ ظاہر ہے کہ تو مرتبہ نور پر قائم رہ! ارشاد باری تعالیٰ ہے: **ولا تکلّمُ النَّفسُ اِلاّ بِاذنہ فمِنہُ شقیٌ و سعیدٌ!** اس کی اجازت کے بغیر نفس سے کلام نہ کر کیونکہ ان میں بعض شقی ہوتے ہیں اور بعض سعید! اگر تو اس حکمِ الٰہی پر قائم رہا تو تیرا آخر سعید ہو جائے گا! کیونکہ تیرے باہر کی دنیا میں کروڑوں ایسے ملیں گے جو صرف نفس کے مظاہر اور پیکر ہوں گے کوئی کوئی ایک مظہر قلب و خیر ہوگا! **کُونُوامع الصادقین** سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ! کے مطابق سچوں کے ساتھ ہو جاؤ! ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لَایُکلّفُ اللہ نُفساًاِلاَّ وُسّعَھا** :یعنی اللہ ربّ العزت کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا! معلوم ہوا کہ اللہ تجھے اور تیرے ظاہر کو تیری طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا! تو لوگ کس منہ سے کہتے ہیں کہ اللہ کا راستہ صراطِ مستقیم بہت کٹھن ہے! معاذ اللہ، کیا اللہ اپنے ہی مذکورہ حکم کے خلاف کرے گا؟ ہرگز نہیں بس اپنی طاقت کے مطابق اللہ کے راستہ میں اسی کے نام کے ساتھ پہلا قدم رکھ راستہ

ظاہر ہو جائے گا نیز تیری حقیقت بھی ظاہر ہو جائے گی! ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وعداللہُ حقّ انہ لاتخلِفُ المیعاد** اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا! بس اے طالب اللہ! اللہ کی وعدوں پر نظر رکھ، اور آگے بڑھ انشاء اللہ تیرا باطن بھی نور بنکر مرتبہ نور پر آ جائے گا!

الفقر فخری

فقر میرا فخر ہے (حدیث) اس مقام تک کس طرح پہنچا جائے؟ اے طالب اللہ **لا اِلٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ! لا اِلٰہ الّا اللہ** توحید ہے۔توحید کیا ہے؟ ایک بحرِ بے کنار ہے جس کے بیان کے لئے نہ حرف نہ لفظ نہ عبارت ہے اور نہ اشارے و کنائے ہیں۔توحید وہ فقر ہے جس پر نبی کریم ﷺ کو فخر ہے۔توحید تیری نظر پر عیاں بھی ہے تیری نظر سے نہاں بھی ہے، اس بحرِ توحید میں سلطان الفقر نام کا گوہرِ مقصود چھپا ہوا ہوتا ہے۔ مقام فقر معرفتِ توحید سے حاصل ہوتا ہے اور فخری کا مقام معرفتِ فقر سے حاصل ہوتا ہے اور معرفت مرنے سے پہلے مرکر **من عرف نفسہ** سے گذر کر حاصل ہوتی ہے۔

فقر اور فخری کا انتہائی عظیم مرتبہ سلطان الفقر کی معرفت سے حاصل ہوتا ہے۔سلطان الفقر کیا ہے؟ سلطان الفقر یہ نہیں کہ سیاہ لباس پہن لے! تو سیاہ لباس پہنا تو کیا ہوا! جیسے جیتے جی کوئی انسان کفن اوڑھ کر شہر میں گھومنے لگے تو اسے پاگل و دیوانہ سمجھ کر سنگسار شروع کر دیں گے کیونکہ کفن اوڑھنا زندہ کا کام نہیں بلکہ مردہ ہی کفن پہن سکتا ہے کچھ ایسی ہی مثال تیرے اس سیاہ لباس کی ہے۔اے عرفی پیر تیرے تن پر **موتوا قبل ان تموتوا** یعنی مرنے سے پہلے مرے بغیر یہ سیاہ لباس اچھا نہیں لگتا! یہ رسمِ سیاہ پوشی اچھی ہے مگر اس قدر بھی اچھی نہیں کہ لوگ اک ناواقف کو واقف سمجھیں! تیرا یہ لباس سلطان الفقر کا غلاف نہیں بلکہ ہجر و فراق کی نشانی ہے۔

مذکورہ مراتب کا علمِ یقین حاصل کرنے کے لئے میں نے بیس سال دربدر کی خاک چھانی ہے، لباسوں سے دھوکا بھی کھایا ہے مگر پایا کچھ نہیں آخر کار کامل پیر روشن ضمیر سرکار سید عبدالسلام شافعیؒ کا رازدار غلام بن گیا تو بس قادری سمندر سے کچھ قطرے نصیب ہوئے۔ میرا پیر دو دھاری تلوار کی مانند تھا جو مریدوں کے نفوس کو ہر طرف سے کاٹ کر رکھ دیتا تھا عرفی پیر گھروندے میں پوشیدہ سانپ کی طرح ہوتے ہیں، اگر ہاتھ ڈالیں تو کیا یہ ڈسے بغیر رہیں گے؟ یقین معرفت بھی بڑی احتیاط سے حاصل کرنا چاہیئے۔ اس راہ میں ہم نے بھوک پیاس نیند کے جارحانہ حملے برداشت کئے ہیں، تب جا کے ہم نے علمِ معرفت کے انمول جواہرات کمائے ہیں، جسے ہم بڑی فراخ دلی سے صفحۂ قرطاس کی نذر کر کے اللہ کے بے چین بندوں تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں! اے اللہ کے بندو اِس راہ میں، شہوانی خواہشات، غصّہ، غضب، حرص، حسد، لالچ، غرور و تکبر کو فنا کر دو، ظاہری حواس خمسہ کی خواہشات کو زندہ درگور کر دو! چار عناصر کے آٹھ نشوں سے پرہیز کرو، کیونکہ اسلام میں نشہ حرام ہے بس محبت کرو۔ ہر ایک سے محبت کرو، محبت دین ہے محبت ایمان ہے محبت عرفان ہے محبت قرآن ہے محبت جان کی جان ہے یہ راستہ نفرتوں کا نہیں ہے۔ حرص و حسد عداوتوں کا نہیں ہے۔

ورنہ جان لو! محبت کے بغیر نہ عبادت ہوتی ہے نہ خدا خوش ہوتا ہے محبت کے بغیر شریعتِ مطہرہ کا وقار برقرار نہیں رہ سکتا محبت کے بغیر تمہارے ظاہری اعمال خواہ دلنشین و دلکش کیوں نہ ہوں سب کچھ فضول ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ پتھر پانی میں صدیوں رہنے کے بعد نرم و ملائم ہو جائے گا؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ مچھلی ساری عمر پانی میں رہنے سے بدبو چلی جائے گی؟ ہرگز نہیں! خواہشات کے سمندر میں اگر غافل دل پڑا ہے تو وہ پتھر کی مانند ہے جو کبھی ملائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو ''محبت'' ملائم و نرم نہ کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے! اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ

اَنْفُسَکُمْ! کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو! بغیر محبت کے تم لاکھ تقریر کرو لاکھ تحریریں لکھو کچھ خاص اثر نہیں ہو سکتا! محبت سے محبت کرو محبت ہی زندگی کا سرمایہ ہے! محبت کے بغیر تمام عبادات کا اثر دل پر نہیں ہو سکتا! محبت کے بغیر دوستی سے میں بیزار ہوں محبت کے بغیر جو ملتا ہے وہ ادھ کچا دوست ہوتا ہے۔ محبت کے بغیر مرید کا رشتہ پیر سے آدھا کچا آدھا پکا ہوتا ہے۔ ایسے مرید سے جو پیر راضی رہتا ہے وہ بھی آدھا کچا آدھا پکا رہتا ہے۔ آدھی کچی آدھی پکی دنیا کی محبت نفرت سے بدتر ہے۔ آج کل لوگ خدا سے نہ محبت کرتے ہیں نہ خدا کی محبت میں یقین رکھتے ہیں۔ بس مانتے اور جانتے ہیں، پہچانتے نہیں! پہچاننے والوں سے خدا اس قدر قریب ہے کہ بس حُسنِ ظن رکھا اور خدا حاضر!

جس دل میں خدا کی محبت نہیں ہوتی وہ مردہ دل اس قدر زہریلا ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر اگر تبرک بھی رکھو تو زہر ہو جائے گا! ایسے شخص کا کھانا کیا، کھلانا کیا؟ متبرک شخص کا جھوٹا بھی تبرک ہوتا ہے۔ غرور، تکبر، ریا اور دکھاوے کی نیکی اور نیک اعمال تمام کے تمام اس آگ کی طرح ہیں جو ابراہیم خلیل اللہ کے لئے دہکائی گئی تھی! کولو میں تل ہی نہیں اور بیل کو دوڑایا تو کیا خاک تیل نکلے گا؟ بغیر محبت کے ہر کام ہر عمل سمندر میں نمک گھولنے کے برابر ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں! اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے! اے غافل انسان کیوں اس آخرت کی کھیتی میں نفرت کے عداوت کے حرص و حسد کے، قتل و غارت گری کے، دشمنی و نفاق کے، غرور و تکبر کے بیج بو رہا ہے۔ آخرت میں کیا کاٹے گا؟ کیا پائے گا؟ اے غافل انسان ظالم اعمال سے توبہ کر، اب بھی وقت ہے خودکشی مت کر اللہ کی طرف خود کو رجوع کر ورنہ کل پچھتانے سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا! اللہ رحیم و کریم ہے! ارشاد فرماتا ہے! اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ! تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا! اے اللہ کے بندے شیر اور بکری کی چال اور حال میں بہت فرق ہوتا ہے، اِس طرح

تیرے نمائشی اعمال میں اور کامل فقیر کے حال میں بہت فرق ہوتا ہے!

اے نادان طالب! نہ خود کی تلاش کر نہ خدا کی تلاش کر بس ایسے پیر کی تلاش کر کہ جس میں تجھے خدا نظر آئے! پیر کے ہاتھ پر اگر تو بِک چکا ہے تو اپنی جان کو بھی پیر کے حوالے کر دے، پیر جان کی جان بن جائے پھر وہ کُن کہے گا، بس تجھے ایک نئی جان ملے گی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لِسانُ الفقرءِ سیف الرحمٰن فقیر کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے! یہ تلوار کیا ہے؟ امرِ کُن ہے، پس فقیر جس بات پر کُن کہتا ہے وہ دیر یا سویر ہو کے رہتی ہے۔ کامل پیر کا مرتبہ مت پوچھ کہ وہ رات اور دن کی مانند ہوتے ہیں، یعنی اس رات کی مانند جو دن کی آغوش میں چلی جاتی ہے، کبھی دن کی مانند جو رات کی آغوش میں چلا جاتا ہے، یعنی جب قلب میں ہوتا ہے تو خدا سے ہمکلام ہوتا ہے کبھی قالب میں ہوتا ہے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے قلب خدا میں مشغول اور قالب خدمتِ خلق میں مشغول رہتا ہے قلب مشاہدہ حق میں مشغول قالب شریعت پر معمور ہوتا مردہ دل جسم کی زندگی کو عزیز رکھتا ہے زندہ دل قلب کی زندگی پر قربان ہو جاتا ہے یہ مرتبہ کامل کو اللہ کی محبت میں حاصل ہوتا ہے۔

موت اور معرفت

مردہ دل کی موت! کُلّ نفسٍ ذائقۃُ الموت کے مطابق موت کا مزا خدا سے چکھنے کے بعد ہوتی ہے، زندہ دل کی موت موتوا قبل ان تموتوا! مرنے سے پہلے مر جاؤ کے مطابق مرنے سے پہلے مر کر ہوتی ہے۔ یہ موت انسان کو مراقبہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ذکر و اذکار سے حاصل ہوتی ہے! یہ موت اَلموت جسرُ یُوصِلُ الحبیب الی الحبیب (حدیث) موت ایک پُل ہے جو ایک دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے اِس موت کا حصول کس طرح ممکن ہے؟ بس ارکان شریعت پر عمل پیرا ہو کر حتی المقدور نفل نمازیں ادا کرو! ایک خالص توبہ کرو پھر مراقب

ہو جاؤ انشاء اللہ مرنے سے پہلے مر جاؤ کے مقام پر نفس آ کر عارضی موت مر جائے گا پھر یہاں سے روحانی سفر شروع ہو جائے گا! جب سالک اس سفر میں کامیاب ہو کر مقامِ فلاح یعنی مقامِ توحید پر آ جاتا ہے تو حضرتِ عیسیٰ علیہ اسلام کی مانند دستِ شفاء کا حامل اور مردوں کو زندہ کرنے والا ہو جائے گا! ایسے انسان کی روح کا عالم مت پوچھیئے بس یہ خود ایک نمونۂ بہشت ہو جاتی ہے۔ ایسے انسانِ کامل کے لئے دین و دنیا! دنیا و عقبیٰ سب برابر ہوتے ہیں۔ ایسا انسان ہر طرف اسی کا نظارہ کرتا ہے، ایسے ہی انسان کے لئے فَاَینَما تولُوْ فثمَّ وَجہُ الله ! تم جسطرف رُخ کرو گے وہاں ذاتِ الٰہی ہے۔ کہا گیا ہے ایسا ہی انسان جہات ستہ کی ہر شئی میں اپنے رب کا دیدار کرتا ہے۔ اس آیتِ کریمہ سے آج کے کچھ نابالغ پیر غلط سلط تاویلات کے ذریعہ کچھ عجیب و غریب نکات پیش کر رہے ہیں اِس آیتِ کریمہ میں جو حکم ہے عوام پر نہیں بلکہ خاص الخواص پر ہے۔ عام مرید کو چاہیے کہ اس حکم میں تاویل بازی کی کوشش نہ کرے ورنہ خسر الدنیا والاٰخرۃ کے مصداق ہو جائے گا! اس آیتِ کریمہ میں تم جس طرف رخ کرو گے ادھر اللہ کی ذات ہے! سے کیا مراد ہے یہ دنیا عالمِ ناسوت ہے، ناس سے مراد عام لوگ! اِس عام لوگوں کی دنیا میں اللہ اپنے صفات کے ساتھ ان اللہ علیٰ کلِّ شئیً محیط کی شکل میں ان گنت صفات کے ساتھ ظاہر ہوا ہے! جب سالک اپنے سفر کی ابتداء ناسوت سے شروع کرتا ہے تو ناسوت میں اسم ذات مع صفات اللہ کی یاد کرتا ہے۔ ناسوت سے ملکوت میں داخل ہوتا ہے تو اسمِ ذات لِلّٰہ کی صورتِ قدرت کو دیکھتا ہے! ملکوت سے جبروت میں پہنچ کر اسمِ ذات لَہٗ کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے! جبروت سے لاھوت میں پہنچتا ہے تو اسمِ ذات ھُو کے جلوؤں میں مُتحیر ہو جاتا ہے۔ اس مقام تک رسائی پانے کے بعد واصل جس طرف رُخ کرتا ہے رُخ زیبائے الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے ہر چیز میں ہر حال میں دیدارِ الٰہی کرتا ہے۔ ایسے کامیاب و بامراد سالک لاھوت کیلئے اللہ جل شانہ نے قران مجید

میں ارشاد فرمایا: **اجسامهم فی الدنیاو قلوبهم فی الاٰخرة الصلوٰة فی قلوب الدائمین** (ترجمہ ان کے جسم دنیا میں ہیں اور دل آخرت میں ان کے قلب دائم الصلوٰۃ ہیں۔ سبحان اللہ اِس ارشاد پاک میں لاھوت ولا مکاں کے سیاح سے متعلق خبر دی گئی ہے۔ ایسا شخص مذکورہ احوال کے مطابق جس طرف رخ کرتا ہے دیدارِ الٰہی کرتا ہے اس لئے واصل سیاح پر یہ فرضِ دائمی ہے۔ اسی مقام کی نسبت سے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا **من لم یودّ فرض الدوام لم یقبل اللہ فرض الوقت** (ترجمہ جو شخص فرض دائم ادا نہیں کرتا اللہ اس کا وقتی فرض قبول نہیں کرتا) اس لئے کئی عشاق اولیاء اللہ نے کہا ہے کہ ایک لمحہ بھی اگر میں اُس سے محجوب رہوں تو میں کافر ہو جاؤں گا! بعض نے کہا ہے ایک لمحہ بھی اگر میں اپنے رب سے مجور و محجوب رہوں تو میں مر جاؤں گا! اسی لئے حضرتِ رابعہ بصریؒ نے کہا کہ میں اگر اپنے رب کو نہ دیکھتی تو عبادت ہی کیوں کرتی؟ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس خدا کی عبادت نہیں کرتا جو مجھے نظر نہیں آتا! بس ہر لمحہ ہر گھڑی ہر پل پل محوِ دیدار رہنا ہی فرض دائمی ہے! علم ناشناس لوگوں نے اِس حدیثِ پاک کی حقیقت کو نہ سمجھ کر تاویل بازی کے ذریعہ نہ جانے کس کس مقام پر اور نہ جانے کس کس مضمون کی غیر معقول صحت پر منطبق کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ہم بھی عالمِ معرفت ہیں۔

لہٰذا فرض دائمی نہ ذکر ہے نہ فکر! اور نہ مراقبہ! اور نہ ان سب اشغال کے ذریعہ ممکن ہے کہ مطلوبہ فرضِ دائمی ادا کیا جا سکے! کیونکہ انسان انسان ہے دائماً کسی بھی شغل میں اور نہ ذکر میں مشغول رہ سکتا ہے اور نہ کسی کو مشغول رکھ سکتا ہے! کیونکہ یہ سب فطرت کے خلاف ہوگا! مذکورہ حدیثِ پاک میں قلب کی فطرت کے عین مطابق خواص سے یہ تقاضہ کیا جا رہا ہے نہ کہ عوام سے کہ تم جس طرف رخ کرو گے ادھر اللہ کی ذات ہے! یہ معمولاتِ قلب ہیں قلب کی حقیقت صاحبِ قلب ہی جانتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **رَأیتُ ربیّ فِیْ قلبی** ! میں نے میرے

رب کو اپنے قلب میں دیکھا! قلب وہ ہے جو دونوں عالم میں کہیں نہیں سما سکتا بلکہ دونوں عالم ملکِ قلب کے ایک گوشہ میں سما سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت کریمہ اور حدیثِ رُخِ الٰہی! صاحبِ قلب کے لئے اور صاحبِ قلب جس طرف بھی رخ کرے گا دیدارِ الٰہی سے سرفراز ہوگا اور فرض دائمی ادا کرتا رہے گا! مذکورہ آیت کریمہ اور حدیثِ پاک کو آج کل کے پیروں نے ایک ہتھیار کی طرح استعمال کر کے اپنی پیری کے بھرم کو بچائے رکھا ہے۔ غلط تاویل بازی کا شکار نہیں ہونا چاہیے! آج کل کئی ایسے پیر ہیں جو صرف کتابی تقلید کرتے ہیں کتابوں میں تحقیق نہیں کرتے! ایسے ہی لوگوں نے علوم صوفیاء کو اجاڑ کر اپنی دنیا کو آباد کر رکھا ہے! علومِ صوفیاء کو صوفیٔ باصفا توفیقُ اللہ سے حاصل کرنا چاہیے نہ کہ نہ سمجھ میں آنے والی کتابوں سے۔

بلکہ علم وہ ہے جس کو مکمل تحقیق اور تصدیق سے بیان کیا گیا ہو! علم کو کنہہ کن سے یعنی پیر کی نظر سے حاصل کرنا چاہیے کیونکہ کنہہ کُن لُوحِ محفوظ کا ضمیر ہوتی ہے۔ علم اگر حق ہے حق کی اشاعت سے حق کی شان واضح ہوتی ہے اور رحمٰن راضی ہوتا ہے علم اگر حق ہے تو ایسا عالم حق گو ہوتا ہے جس کا بیان باتاثیر ہوتا ہے۔ علم دراصل عرفان ہے صرف جاننے کا نام علم نہیں جاننے کو تو جانور بھی اپنی ضرورت کے مطابق جانتے ہیں! صرف جاننے کا نام علم کس طرح ہو سکتا ہے؟ علم خدا کو پہچاننے کا نام ہے! علم گناہوں اور نفسانی خواہشات سے روکنے کا نام ہے علم فانی سے نکل کر باقی کے قریب ہو جانے کا نام ہے علم دنیا سے دور اور خدا سے قریب کرنے کا نام ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ علم اور عالم کا رخ آج کل کس طرف ہے! علم ادب ہے! **العلم کُلّھا ادب** علم سراسر ادب ہے ادب سے حیا حیا سے اخلاص اخلاص سے صفا اور صفا سے صدق کا مقام حاصل ہوتا ہے یہاں پر تصدیق بالقلب کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے ورنہ مذکورہ اوصاف کے بغیر صرف علم رکھنا یا جان لینا کس طرح کافی ہو سکتا ہے؟ ہاں اگر عقل میری بات سے متفق ہے تو صرف جاننے والا عالم

زن زیور اور زمین کے فساد میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ اگر وہ علم کا سرمایہ رکھتا ہے تو اس سے اور کمانے کی تمنا کرے گا! دنیا اور مالِ دنیا کمانے کے لئے علم کا استعمال کرے گا! تو اللہ کا باغی ہو جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَاتَشْتَرُوْا بِاٰیَاتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ میری آیات کو تھوڑی سے قیمت کیلئے مت بیچو! کے مطابق اگر بیچا تو یہ بغاوت ہوگی اور بغاوت سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ علم وہ نہیں جس کو انسان سے طالب طلب کرے بلکہ علم وہ ہے جسے طالب میں خود خدا قبول کرے! کیونکہ علم اللہ کے لئے ہے اور معرفت بندے کے لئے ہے! لہٰذا انسان کو طالبِ علم نہیں طالبِ عرفان ہونا چاہیے ذرا غور کرو شیطان نے اللہ سے علم طلب کیا! اللہ نے عطا بھی کیا آخر انجام کیا ہوا؟ تیرے لئے علم کا معنیٰ عرفان ہے اللہ کے لئے عرفان کا معنیٰ علم ہے۔ تو انسان ہے تجھے چاہیے کہ تو اللہ سے عرفان مانگے اور اللہ تجھ میں علم دیکھے۔ ارشاد ربانی ہے: وَجَاھِدُوْفی اللہ حقِّ جھادِہٖ ھواحببتُکم وماجعل علیکم فِیُ الدِّیُنِ من حرج ! ترجمہ اللہ کی راہ میں (نفس کے خلاف) کوشش کرو اس نے تم سے محبت کیا ہے تمہارے دین میں کوئی حرج نہیں ڈالا!

اللہ کی راہ میں نفس کے خلاف جہاد کرنا کیا آسان ہے؟ نہیں تو یہ کام کب ممکن ہو سکتا ہے؟ جب تو اپنے آپ کو پہچان لے گا! اگر اپنے آپ کو پہچان لے گا تو تیرے ہی پہچان میں اس کی پہچان پوشیدہ ہے۔ نفس کے خلاف مجاہدہ کب تک کریں! صرف اپنے آپ کو پہچاننے تک کریں کیونکہ سالک کے سامنے یہی من عرف نفسہٗ کا مرحلہ ہی بہت کٹھن ہے! بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی سے ایک اور مراد یہ بھی ہے کہ خود کی پہچان حاصل کرنا بہت کٹھن ہے ہاں اگر تو کامل پیر رکھتا ہے یہ کام بہت آسان ہے اگر تو نہیں جانتا یا پہچانتا تو تیرا پیر تجھے تیری پہچان سے آگاہ کرے گا! تیری اپنی پہچان سے رب کی پہچان حاصل ہوگی اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے تو بھی اللہ سے محبت کر اللہ نے جب تیرے دین میں خلل اور حرج نہیں ڈالا تو تو کیوں خلل و نفاق ڈالکر دین کو فرقوں میں بانٹ رہا

ہے؟ کیا یہ کام خدا کے خلاف نہ ہوا؟ کیا تو خلل ڈال کر خود کا خدا نہ ہوا؟

اے بھائی یہ علم ہی کی نیرنگیاں ہیں یہ فانی پر چھائیاں ہیں اس کا پیچھا مت کر علم اللہ کی صفت ہے اللہ کی صفت کا استعمال اللہ کے دین کے خلاف مت کر یہ اللہ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے! ابھی وقت ہے توبہ کر اور اس کی معرفت کے حصول میں کوشش کر! ہم ذکر کر چکے ہیں علم اللہ کیلئے ہے اور معرفت بندے کے لئے جب بندہ میں معرفت روشن ہو جاتی ہے تو اللہ اسکے عرفان میں خود ایک نور کو نمودار کرتا ہے جسے علم کُن کہتے ہیں جب ایسا عارف کُن کہتا ہے ہر چیز ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''العلم نقطۃٌ و کثرتھا بالجھال ''علم ایک نقطہ ہے اس کی کثرت جہلاء کے پاس ہے۔ جاننا چاہیے اکثر و بیشتر کثرتِ علم جہل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لہٰذہ عرفان حاصل کرنا چاہئے۔

اہل نظر پیر کا مقام:

ناظر پیر جب اپنے مرید پر نظر کرتا ہے تو اسکے ازلی حصہ کے مطابق اللہ کی جانب ہدایت کرتا ہے اگر وہ گناہوں سے آلودہ ہے یا اسپر ذکر و اذکار اثر نہیں کر رہے ہیں یا مراقبات کھلتے نہیں ہیں تو اس کے سینہ اور قلب پر قلمِ تصورِ اسم اللہ ذات سے مشقِ مرقوم وجودیہ کرتا ہے یعنی اس کے سینہ اور قلب پر اسم اللہ تحریر کرتا ہے تو انشاء اللہ شرحِ صدر ہو جاتا ہے پھر وہ مرید کو نصیحت کرتا ہے کہ سورتِ الم نشرح کا ورد رکھے! انشاء اللہ چند ہی دنوں میں مرید کا باطن روشن ہو جائے گا! رَأَیتُ ربِّی فیِ قلبی (حدیث) کے مطابق اپنے قلب میں رب کا دیدار کرے گا مجلسِ محمدی صل اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہوگی! طالب اللہ انبیاء اور اولیاء کی ارواح سے ملاقات کر سکے گا!

پیر مرد کامل ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو ایک نظر سے یا علم ناظرات سے حضوری قلب عطا کر سکتا

ہے اگر وہ چاہے تو مرید کو غرق نور کر کے کامیاب کرسکتا ہے مگر فی الزمانہ احتیاط کے ساتھ مریدوں کی تربیت انکی اپنی زندگی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ مرید کو ایکبارگی کشش سے دوچار ہونا پڑے اور مرید کی دنیا کام کی ہی نہ رہے۔

ناظر پیر کی نظر قرب و وصال حضوری و کمال کے سوا کسی چیز کو تسلیم نہیں کرتی ناظر پیر لازوال ملکِ قلب میں سلطان الفقر کے دیدار میں ہر لمحہ مصروف رہتا ہے یہ ملکِ قلب بھی عجیب ہے جس کا ظاہر ''دم'' اسمِ ذاتِ ھُو کا مظہر ہے اسکا باطن بحرِ بے کنار توحید ہے اور توحید لاالٰہ الّا اللہ کا مظہر ہے اسی بحرِ توحید میں سلطان الفقر محمد رسول اللہ کے نام کا گوہر مقصود ہے۔ یہ ملکِ قلب بھی عجیب ہے! اس کا عکس یا مجاز ظاہری سینے کا قلب ہے جس پر قالب کی حیات کا مدار ہے یہ ملکِ قلب بھی عجیب ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: رَأیت ربی فی قلبی! میں نے اپنے رب کو اپنے قلب میں دیکھا اس قلب کی باطنی حقیقت بھی عجیب ہے نہ یہاں دم ہے نہ سانس ہے اور نہ نفس و روح ہے بس یہ قلب ہے دونوں عالم کو گھیرے ہوئے۔ اگر یہ قلب نہ ہو تو دونوں عالم تاریک ہو جائیں اگر یہ قلب نہ ہوتا تو دونوں عالم کی حقیقت کس چیز میں سماتی! کیا بتاؤں کہ قلب کی باطنی حقیقت کیا ہے؟ اے طالب اللہ یہ معمہ بھی اسرارِ ربوبیت سے تعلق رکھتا ہے کیسے لکھوں؟ کیا لکھوں؟ قلم عاجز ہے بس اِس قدر جان لے کہ توحید اور قلب میں کوئی فرق نہیں! بس قلب ایک نور ہے اور یہ لکھنے سے نہیں دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اِس قلب کی تحقیق و تصدیق میں نہ عقل کام آتی ہے نہ علم کام آتا ہے عالم کا علم چاہے تو ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کا استاد بن جائے مگر قلب کی معرفت علم کے ذریعہ نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ صرف توفیق خداوندی اور عنایتِ مرشِد کامل سے ہی ممکن ہے وہ بھی ایسا مرشد جو علمِ حاضرات و ناظرات رکھتا ہو یہ مقام کسی بھی مرید کو اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک پیر سے تصدیق بالقلب کا معمہ حل نہیں ہو جاتا! آج کل پیر اس راہ کی

صرف باتیں کرتے ہیں مرید کو علم اور راز نام کا میٹھا شربت پلا کر بندۂ بے دام بنا لیتے ہیں۔ نہ یہ علم ہے نہ یہ راز ہے کامل پیر بغیر علم کے راز نام کے بغیر صرف تصور سے مقام عطا کرواتا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو میدانِ معرفت میں گم کر لیا سمجھو اسے اپنے وجود کے سیماب کو کشتہ بنا کر وہ اکسیر بنالیا جو تانبہ کو سونا بنا دیتی ہے۔ ایسے گم گشتہ کے قدموں میں علم کی ظاہری ندی بہتی ہے ایسا عارف ۔۔۔۔''ھل من مزید''۔۔۔۔ کے نعرے بلند کرتا ہے ایسا عارف ذکر و فکر، شغل و اشغال اور مراقبات و مکاشفات کی ہر تکلیف سے آزاد رہتا ہے ایسے عارف عالم کا ہاتھ دستِ قدرت ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''یَدُاللہِ فوق ایدیُھِم'' اس کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے کا مصداق بن جاتا ہے۔ ایسا ناظر پیر آج کو کل کی طرح روشن دیکھتا ہے! یعنی کل کے عالمِ ازل کو آج دیکھتا ہے کل کی الستُ بربکم کی آواز آج بھی سنتا ہے اور اس کی روح بلیٰ، بلیٰ کے نعرے لگاتی ہے۔

ناظر پیر کی توجہ:

کامل ناظر پیر کی توجہ بھی کامل ہی ہوتی ہے وہ جس پر توجہ دیتا ہے اسکی کایا ہی پلٹ جاتی ہے۔ توجہ کی تعریف یہ ہے کہ ''تا'' پردہ ہے وجہٗ چہرہ ہے! توجہ کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! ''اتقوا فراسة المومن'' مومنِ کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے! کامل پیر جب کسی چیز پر توجہ ڈالتا ہے اسکی قلبی روحانی نفسانی حتیٰ کہ جسمانی کیفیت بھی بدل جاتی ہے توجہ ایک مشق کا نام ہے جو مشقِ وجود یہ سے ہاتھ آتی ہے اسی علم توجہ کو آج کل سائنٹفک طریقے سے حاصل کر کے سفلی طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جسے ماڈرن سائنس بھی اپنا ایک شعبہ مان چکی ہے۔ ہندوستانی محققین کے ساتھ ساتھ یورپین اس علم کو ہپناٹیز، مسمیرزم، ریموٹ ویوئنگ کے نام پر حاصل کر کے نفسانی ترقی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اِن فنون کو بیماریوں سے نجات

دلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں! ان علوم کی خالص اصل ہمارے دین کے اولیاء کرام کے علوم اور زندگیوں میں پوشیدہ ہے افسوس اسطرف ہماری توجہ ہی نہیں جاتی کیونکہ اس فنِ مشق وجود یہ میں تھوڑی سی محنت ہوتی ہے۔ ہم شاید اس قدر کاہل ہو گئے ہیں کہ ہر آسان کام جو اپنے مفاد میں ہوتا ہے اس میں اپنے آپ کو ماہر تو کر لیتے ہیں مگر صوفیان کرام کے ان علوم پر توجہ نہیں دیتے کیونکہ اس میں تھوڑی محنت درکار ہوتی ہے۔ اگر تم علمِ توجہ کسی پیر سے نہیں سیکھنا چاہتے تو کسی ماہر ڈاکٹر سے مجازاً ہی کیوں نہیں سیکھ لیتے جس کو بعد میں ہم اس مجاز کو حقیقت میں بدل سکتے ہیں۔ سفلی اور اصلی توجہ میں کیا فرق ہے؟ سفلی توجہ میں نفس کی آگ سے دیکھا جاتا ہے اور اصلی توجہ میں اللہ کے نور سے دیکھا جاتا ہے! سفلی توجہ سے جسمانی بیماریوں اور جسم پر قابو پایا جاسکتا ہے اصلی توجہ سے قلب و روح کی کیفیت بدل دی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے علم توجہ کی نسبت سے ہمیں بارہا دعوت دی ہے اور امت کو بارہا آگاہ کیا ہے پھر بھی ہم اِس طرف توجہ نہیں دیتے نہ ہمیں کوئی پیر اس علم کی طرف دعوت دیتا ہے۔ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! **تَفَكُّرُ سَاعَةً خيرٌ من عبادت الثّقلين** ایک ساعت (۴۵ منٹ کی) کی فکر دونوں جہاں کی عبادت سے افضل ہے۔ اِس ارشادِ نبوی ﷺ میں تفکر کیا ہے؟ توجہ کیا ہے؟ اس توجہ کی ایک ساعت اس فکر کی ایک ساعت کا اس قدر فیض ہوتا ہے کہ صاحبِ تفکر یا صاحبِ توجہ اور متوجہ کو دونوں جہاں کی عبادت سے بڑھ کر ثواب ملتا ہے۔ آج بھی کسی کو کوئی ہپناٹائیز کرتا ہے تو کم از کم ۴۵ منٹ کی ضرورت ہوتی ہے، اس توجہ کے تعلق سے کہا گیا ہے۔

اک لحہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سال طاعت بے ریا

یعنی اللہ والوں کی صحبت میں اک ساعت گزارنا سو سال کی عبادت بے ریا سے بہتر ہے۔

یعنی صحبتِ صالح کی ایک ساعت یعنی ۴۵ منٹ کا وقفہ اگر کسی نے کسی صاحبِ توجہ و تصرف کی خدمت میں گذارا تو سو سالہ عبادت سے بہتر وقت گذارا۔ آج کل اِس مفہوم کا شعر سُنا کر پیر اپنی اہمیت اور بزرگی کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جاننا چاہیے کہ یہ قولِ معتبر کسی روکھی سوکھی صحبت کی صحت پر منطبق نہیں کیا جاسکتا؟ کیونکہ یہ فیض حاصل کرنے کے لئے صرف صحبت نہیں صحبت صالح درکار ہے۔

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ''**اَلنھَا یة ھی الرجوع الی البدیت**'' ابتدا کی طرف پلٹنا ہی انتہاء ہے۔ اس حدیثِ پاک مین انتہا اور ابتدا اور ابتدا اور انتہا کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ یہاں غور کرنے کا مقام ہے اے سالک تیری انتہاء تیری آخرت اور تیرا حقیقی سفر یہی ہے کہ تو وہاں رجوع کر یا اسی طرف سفر کر کہ جہاں سے تیرا سفر شروع ہوا تھا تا کہ تیری ابتداء اور انتہاء کی دوئی مٹ جائے انتہاء! ابتداء ہو جائے اور ابتداء انتہاء ہو جائے! تا کہ **لا ابتداء لا انتہا** خدا کے ساتھ تیری ابتداء ہو جائے۔ کیا تو جانتا ہے کہ تو ابتداء اور انتہاء کے درمیان الجھ کر اپنی حقیقت کو بھول گیا ہے! تو انتہاء کو ابتداء میں کس طرح تبدیل کرے گا؟ بہتر ہے کسی کامل صاحب توجہ و تصرف پیر کی صحبتِ صالح میں چلا جا تیرا پیر تجھ پر ایسی نظر ڈالے گا جو اللہ کے نور سے ہوگی تجھ پر ایسی توجہ دے گا جس سے تیرا ظاہر و باطن ایک ہو جائے گا۔ ابتداء تیرا باطن ہے انتہاء تیرا ظاہر ہے! ظاہر کو باطن میں فنا کر دے۔ مگر تو کس طرح فنا کرے گا؟ یہ کام تو کامل پیر کی ہدایت کے بغیر ناممکن ہے! بہتر ہے کسی کامل کا ہاتھ تھام لے۔ مذکورہ حدیثِ پاک میں بھی تفکر توجہ کی اہمیت و افادیت بیان کی گئی ہے۔ کامل فقراء کی صحبتِ صالحہ اور محبت کے تعلق سے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''**لِکُلِّ شئی مفتاحٌ مفتاح الجنت حُبّ الفقراء**'' یعنی ہر شئی کے لئے ایک کُنجی ہوتی ہے جنت کی کُنجی فقراء کی محبت ہے۔ اے طالبِ خدا فقراء کاملین کی محبت کے بغیر تو جنت میں کس

طرح جا پائے گا؟ کیونکہ جنت کی کُنجی فقراء کی محبت میں پوشیدہ ہے۔ اگر فقیر جنت کا دروازہ نہ کھولے تو تُو کس طرح جنت میں داخل ہوگا فقراء کی محبت یعنی فقراء کی شفیق نظر میں یہ کُنجی پوشیدہ ہوتی ہے وہ اگر پوری توجہ سے ایک نظر تجھ پر ڈال دے تو تُو جنت کا حقدار ہو جائے گا۔ کیا تو رسمی ہی سہی شاعری نہیں سُنا جس میں شعراء چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ ایک نظر ادھر بھی نظر کرم کر دو، نگاہِ کرم کر دو یہ سب کچھ کیا ہے؟ شاعر کس نظر کی بات کر رہا ہے؟ پیارے یہ وہی نظر ہے جسے توجہ کہتے ہیں! یہ وہی نظر ہے جس میں اللہ کا نور شامل ہوتا ہے بلکہ یہ نظر اللہ کے نور سے ہوتی ہے۔

کامل توجہ کے فیوض:

کامل توجہ کے فیوض و برکات بے شمار ہیں کامل توجہ سے متوجہ کا روم روم، بال بال، جسم کے ہفت اندام اور ہر رگ و ریشہ کلمہ **لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ مُحمّد رسول اللّٰہ** پکارنے لگتے ہیں! ۱۹ ویں صدی کے ابتداء میں ایک صوفی تھا جس نے ایک بیل پر توجہ دی اور بیل دل پھٹ کر مر گیا! مردہ جانور کھانے والے کچھ لوگ بیل کو لے گئے جب اسے کاٹا گیا تو اس کا گوشت ہر رگ و ریشہ اس قدر خوشبودار تھا کہ محلّہ بھر اس کی خوشبو پھیل گئی۔ یہ ہے توجہ کے تاثیرات، فقط ایک توجہ سے سالک کا باطن روشن ہو جاتا ہے، روح کو وہ سب کچھ یاد آتا ہے جو وہ بھلا بیٹھی تھی! کامل کی توجہ سے متوجہ سالک مجلس محمدی صل اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاتا ہے، ارواحِ انبیاء اور اولیاء سے ملاقات بھی کرتا ہے اس توجہ کے حصول کے لئے مشق اور مشقِ وجود یہ ضروری ہے مشق کے طریقے ہم نے اپنی کتاب صحیفہء اسرار میں بیان کیا ہے جس کا جی چاہے، کتاب پڑھ لے اور مشق کے طریقے سیکھے اور دوسروں کو سکھائے!

کامل توجہ سے متوجہ پر علوم ظاہری و باطنی کھل جاتے ہیں۔ کامل توجہ سے انسان مردہ کو زندہ،

زندہ کو مردہ کر سکتا ہے توجہ کا اختیار اللہ نے کامل فقراء کو دیا ہے۔ وہ اختیار کیا ہے؟ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے! یُخرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیّتِ وَ یُخرِجُ الْمَیِّتِ من الْحَیِ۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ قلب اور نفس دن اور رات کی مانند ہیں، دن اور رات ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے! مگر ایک دوسرے کے پیچھے ضرور لگے رہتے ہیں، خدا کی قدرت بھی دیکھیئے روزِ زندہ و تابندہ کو، مردہ، تاریک رات کی کوکھ سے نکالتا ہے، اِسی طرح روزِ زندہ و تابندہ سے، مردہ رات کو نکالتا ہے، اس ارشادِ گرامی کے مطابق کامل پیر زندہ قلب کو مردہ نفس سے جدا کر دیتا ہے یا مردہ نفس کو زندہ قلب سے جدا کر دیتا ہے۔ اِس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مرشدِ کامل قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ کر دیتا ہے۔ سبحان اللہ ایک کامل پیر اپنی توجہ سے چاہے تو مرید کے قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ کر سکتا ہے یا قلب کو مردہ اور نفس کو زندہ کر سکتا ہے اور اس بحث میں صرف توجہ کا کمال ہے ایسی کامل توجہ کے اثرات بھی کامل اور حیرت انگیز ہوتے ہیں عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز روشن ہو جاتی ہے، جسے اہلِ توجہ کامل پیر میسر نہیں ایسے مرید کو کیا کرنا چاہیئے؟ توجہ کی ابتداء میں چلا جانا چاہیے یعنی تصور سے اپنا سفر شروع کرنا چاہیئے۔ مثلاً تصور اسم اللہ ذات سے سفر جاری رکھنا چاہیئے جس کو توجہ اور تصرف کے انعامات کی تمنا ہے اسے چاہیئے کہ ہماری کتاب صحیفۂ اسرار پڑھ کر کسی ایک مشق میں مہارت حاصل کرے اور مشقِ وجود یہ کر لے انشاءاللہ! اللہ کی توفیق سے توجہ کا حصول ہوگا! اسلام حق ہے، ایمان حق ہے انبیاء کرام حق ہیں اور اولیاء اللہ حق ہیں تو علم تصوف، علمِ تصور، علمِ تفکر اور علمِ توجہ بھی حق ہے صوفیاء اگر حق ہیں تو صوفیاء کے علوم اور راستہ بھی حق ہے۔ فی الزمانہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے لسانی اور جسمانی خدمات واعظ و بیانات تبلیغی اجتماعات تبادلۂ خیالات، مذاکرات نشریات، وغیرہ وغیرہ بہت ہو چکے! آج کا زمانہ عملی ثبوت چاہتا ہے، صرف علمی ثبوت مطمئن نہیں کر سکتا! لھٰذہ روحانیت کے علمبرداروں کو روحانیت

کے میدانِ کارزار میں اتر کر یہ ثبوت دینا ہوگا کہ علمِ روحانیت حق اور ہر جدید ترقی سے افضل ہے کیونکہ آج کی سائنس بھی علماء روحانیت کا منہ چڑا رہی ہے! لہٰذا سائنسی کارناموں سے بھی زیادہ حیرت انگیز کارنامے علمِ روحانیت کے ذریعہ کر دکھانا ہوگا! تاکہ آج کی سائنس کو بھی پتہ چلے کہ اسلام جسے کہتے ہیں ہر سائنس کی ماں ہے۔

علمِ توجہ کا کمال:

ارشادِ ربانی ہے: اُوۡفُوۡا بِعَھۡدِیۡ اُوۡفِ بِعَھۡدِ کُمۡ ترجمہ تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہدوں کو پورا کروں گا! اس ارشادِ گرامی میں عبرتناک تنبیہہ موجود ہے لھٰذہ اللہ رب العزت فرماتا ہے تم میرے عہد کو پورا کرو! یعنی الست بربکم کے جواب میں ہمارا اللہ سے وعدہ کرنا اور ''بلیٰ'' کہنا یاد کرو!۔۔۔اگر ہم نے اللہ سے وعدہ کیا ہے تو ہمیں نبھانا ہوگا اور ہمارا سفر اللہ ہی کی جانب ہونا ہوگا نہ کہ غیر اللہ کی جانب! جو اللہ سے کیا ہوا وعدہ وفا کرتا ہے اللہ اسی کو ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ صفتِ ھادی کا مظہر بنکر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے، ایسے کامل کو اللہ اپنی جانب سے عجیب وغریب کمالات بھی عطا کرتا ہے اسکی نظر کو توجہ کی تاثیر، لسان کو حمد وثناء سے تاثیر اور روح کو کرامات کی تاثیر اور قلب کو تصور کی تاثیر عطا فرماتا ہے، ایسے کامل انسان کا وجود مسعود ہوکر اکسیر بن جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡھَہٗ اللہ وَھُوَ مُحۡسِنٌ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ترجمہ جو اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے وہ نیکی کرتا ہے اس نے ٹھیک مضبوط رسّی کو پکڑ لیا ہے!

توجہ کی تاثیر:

حضرت صابر پیا کلیری رحمتہ اللہ علیہ کی شادی ہوئی آپ دولہا تھے حُجرۂ عروسی میں آپ داخل ہوئے آپ کی دلہن تشریف فرما تھی پس آپ نے نظر ڈالی اور دلہن جل کر خاک ہوگئی! یہ ماجرہ کیا ہے؟ یہ توجہ کی ہی تاثیر ہے قوتِ توجہ آپ کے وجود پر غالب تھی! حضرت بختیار کاکیؒ پر نعوذ باللہ زِنا جیسا گھناؤنا الزام لگایا گیا عدالت میں پیشی ہوئی آپ کے پاس کوئی گواہ نہ تھا بادشاہ سے آپ نے کہا میرے پاس اِس الزام کے خلاف کوئی گواہ نہیں البتہ ایک گواہ ہے اگر اجازت ہو تو میں پیش کردوں؟ بادشاہ نے کہا پیش کرو پس آپ نے حاملہ عورت کے حمل سے مخاطب ہوکر فرمایا اے حمل تو ہی گواہی دے کہ تو کس کا حمل ہے! حمل نے گواہی دی کہ آپ بے قصور ہیں میری ماں بدکار رہے دوسروں کے بہکاوے میں آکر اس نے آپ پر بہتان باندھا ہے جب کہ میں فلاں بن فلاں کا حمل ہوں! یہ ماجرہ کیا ہے؟ یہ بھی توجہ ہی کا کمال ہے۔ اسی طرح خواجۂ اجمیر رحمتہ اللہ علیہ نے اناساگر کو حکم دیا کہ ایک کُوزے میں سما جا! پس اناساگر سمٹ کر سما گیا! یہ ماجرہ بھی توجہ ہی کا مرہونِ مِنت ہے۔ اِس طرح کئی واقعات ایسے ہیں جن کو کرامات پر محمول کرلیا جاتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے! لَقد کُرّمنا بنی آدم یعنی ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی! اولیاءاللہ کو یہ شرفِ عزت اللہ کی جانب سے عطا ہوتا ہے جو توجہ تاثیرِ نفس کی طرف سے عطا ہوتی ہے اُس کو استدراج کہتے ہیں! توجہ کیا ہے توجہ کا تعلق امرِ کن سے ہے اس لئے توجہ کو تصوف کی اصطلاح میں کُنہہ کُن کہتے ہیں! اور حقیقت امرِ خدا سے ثابت ہے کہ خدا نے کُن کہا فیکون سے پہلے علم توجہ کا ظہور ہوا علمِ توجہ سے فیکون کا ظہور ہوا۔ معلوم ہوا کہ کُن اور فیکون کے درمیان توجہ کُنہہ کُن بنکر برزخ قرار پاتی ہے اگر توجہ سے روحِ سالک مقام قرب ووصال تک پہنچتی ہے لقاء الٰہی کے دیدار سے مشرف ہوتی ہے تو لقائے الٰہی کیا ہے، سرِّ محمدی ﷺ ہے اور سرِّ محمدی ﷺ کیا ہے؟ یہ ایک نور ہے جو چشم وبصارت سے بہت قریب

ہے! مگر اندھے کے لئے بہت دور ہے اسی کی تحقیق اور تصدیق پر حقیقت میں ایمان کا دارومدار ہے! صاحبِ قلبِ صفا اگر آئینہ بھی دیکھتا ہے تو سرِّ محمدی ﷺ سے واقف ہو جاتا ہے عکس اور معکوس کے ملاقات کے راز کو عارف وواصل باللہ خوب پہچانتے ہیں نفس کے پرستاروں کو عکس اور معکوس کے وصل کی لذت کیا معلوم!

قلبِ صفا کیا ہے؟

قلب وہ نہیں جو سینے کے بائیں طرف لٹکا ہوا ہے بلکہ قلب ایک نُور ہے جس میں توحید اور حق جلوہ نما ہے، جس کے تعلق سے حضرت سلطان باھوؒ نے فرمایا:

قلب اک نوراست بود در لامکاں
دیدۂ دیدارش خدا با دل عیاں

(ترجمہ: دل ایک نور ہے جو لامکاں میں ہے اس کے دیدار کرنے والے پر خدا عیاں ہو جاتا ہے)
اس مقام تک وہی پہنچتا ہے جس کا پیر بینا ہو! اس مقام کو نابینا کیا جانے؟ ایسے اندھے کے تعلق سے ہمارے علاقہ کے قطب الاقطاب سرکار حضرت شاہ قادریؒ ہلگوری نے کیا خوب فرمایا ہے۔

من کان حق نے کہا پڑھ یوں قرآن میں
اندھے دلوں کو نیں خبر مردہ مرجانا عبث

یعنی اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں جیتے جی اس جہاں میں اپنے دیدار کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا۔۔۔
ترجمہ جو اس دنیا کا اندھا ہے وہ آخرت کا بھی اندھا ہے اور راستہ سے بھٹکا ہوا ہے۔

استغفار نبی کیا ہے؟

اے طالب اللہ۔۔۔۔دل کیا ہے؟ اور کہاں ہوتا ہے؟ دل اک نور ہے جو لامکاں میں ہوتا ہے لامکانی مکاں میں کیا سمائے گا؟ اہلِ قلب صفا کی آنکھ قلبِ نور سے ٹھنڈک محسوس کرتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا! نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے! ٹھنڈک بصارت کی طرف دلالت کرتی ہے معلوم ہوا کہ نماز نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کی بصارت کی مانند ہے، جو نماز کا دشمن ہے وہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کا دشمن ہے! معلوم ہوا کہ قلب صفا کا مرتبہ تارک نماز کو ہرگز میسر نہیں آسکتا! قلب صفا وہ ہے جس پر اللہ رب العزت ایک دن میں ستر مرتبہ تجلی فرماتا ہے، اسلئے نبی کریم ﷺ دن میں ستّر مرتبہ توبہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔ پہلی تجلی ہوئی تو سمجھے یہ خوب ہے اور دوسری تجلی ہوئی تو فرماتے یہ خوب تر ہے، پھر اسغفار پڑھتے پھر تجلیات میں محو ہو جاتے! معلوم ہوا کہ بوقتِ تجلیات بھی استغفار پڑھنا آپ ﷺ کی سُنّت ہے!

دل کیا ہے؟ دل اک نور ہے! اسی نور میں حضور پُر نور ہیں اسی دل کی حضوری کو صوفیانِ کرام نے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا! جو کوئی محرم قلب ہوتا ہے وہ محرمِ حق ہوتا ہے اس کا وجود مسعود اور مغفور ہوتا ہے۔ صاحبِ قلبِ صفا اک رکعت کے دو سجدوں کے درمیان دیدارِ لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ رکعت ایک رکوع ایک سجدے دو کیوں؟ اللہ خوش بختوں کو دو سجدوں کے درمیان کرم فرماتا ہے۔ جو خوش نصیب دو سجدوں کے درمیان دیدارِ لقائے محبوب کرتا ہے اسی کی نماز کو نمازِ راز کہتے ہیں! نماز بہتر ہے یا ذکر بہتر ہے؟ نماز بہتر ہے کیونکہ نماز سے نفس رسوا ہو جاتا ہے، بغیر نماز کے ذکر کرنے سے تکبر وغرور پیدا ہوتا ہے اس لئے ہر معتبر سلسلے میں وقتی نمازوں کے علاوہ کئی نفلی نمازوں کی شدت کے ساتھ تاکید کی گئی ہے جو شخص نمازوں کی پابندی کے بغیر ذکر و اذکار میں مشغول ہو جاتا ہے، وہ ایک دن ضرور بدعت اور استدراج میں پھنس جاتا ہے۔ سالکین کے لئے

حتی المقدور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا انتہائی ضروری ہے نمازوں سے خصوصاً دوسجدوں کے درمیان نمازی کو ایک ایسا حال عطا ہوتا ہے جو زندگی بھر کے سماع سے نہیں حاصل ہوسکتا! اِس لئے قادری سلسلے میں سماع کے برخلاف نمازوں کو اہمیت دی گئی ہے۔ اے سالک اگر تجھے ذکر نفلی نماز سے افضل نظر آتا ہے تو اسم اللہ ذات سے اپنے کو مست بنا لے کیوں اتنی ضربیں لگاتا ہے؟ اس سے بہتر ہے کہ تو ایک دم ایسا کھینچ کہ تیرے لئے عالمِ ناسوت مردہ ہوجائے! دوسرا دم ایسا کھینچ کہ تو عالم ملکوت کو روشن دیکھ سکے، تیسرا دم ایسا کھینچ کہ تجھ پر عالمِ جبروت کی قوتوں کا اثر نہ ہو چوتھا دم ایسا کھینچ کہ تو عالمِ لاہوت کا سیاح بن جائے تاکہ تو مقام فنا سے نکل کہ توحیدِ مطلق کا دیدار کرسکے! دم کی کئی اقسام ہیں، مثلاً دمِ علمی، دمِ عملی، دمِ عقلی، دمِ نفسی، دمِ علمِ نور، دمِ عقل نور، دمِ روح نور، دمِ قلب نور وغیرہ وغیرہ۔ اے سالک تو پیر کامل کے بغیر ان دموں میں کس طرح تمیز کرسکے گا کہ کون سا دم کس مقام سے تعلق رکھتا ہے؟ اس لئے ذکر کا کرنا بھی پیر کامل کی ہدایت کے بغیر گمراہی سے محفوظ نہیں ہوسکتا! جو پیر کامل ہوتا ہے اسکے جسم وجان، عقل وروح، نفس وقلب سب ایک جان ہوجاتے ہیں اور وہ اپنی جان کو محبوب کے حوالے کرکے واصل ومقرب ہوجاتا ہے، باتوں کو وعظ و نصیحت تقریر وبیان کو بحث ومذکرات کو، قوتِ علمی کو اپنی جان کا بوجھ مت بنا، اپنی جان کو خموشی کے کفن میں لپیٹ کر جانِ محبوب کے حوالے کردے تاکہ تو سخن کُن سُن سکے اور تیری جان اللہ کو دیکھ کر "اللہُ اللہ" کرسکے۔ یہ دنیا لوگوں کا جنگل بن گئی ہے! ہر کوئی دنیا دنیا کررہا ہے، بہت ایسے لوگ ہیں جو طوطے کی طرح اللہ اللہ کررہے ہیں اے سالک تو بھی طوطوں کی محبت میں طوطا نہ بن انسان بن!

اے جانِ عزیز! تو بادشاہ کے گھر میں ملکہ کی طرح نہیں کسی کامل فقیر کے گھر میں کنیز کی طرح رہ لے شاید تجھے تیری جان کا اثاثہ مل جائے! عشق کے بغیر ہر عبادت ہر نیک عمل، ہر کارِ خیر

دیوار پر لگی خوش نما کاغذی تصویر کی مانند ہوتے ہیں شہد کو دیکھنے سے ذائقہ نہیں معلوم ہوتا چکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اس لئے اس کا عشق دل میں ہوتا ہے اور دل کا پتہ پائے بغیر عشق کی خوشبو کس طرح پائے گا؟ جب تک دل سے عشق کی بازی نہیں کھیلی جاتی تب تک عشق کا مقام سمجھ میں نہیں آتا سر دیکر العِشق ھُو اللہ! العِشق ھُو اللہ کے نعرے لگا سانسوں پر نظر رکھ اسم اللہ ذات کی دودھاری تلوار تیرے سینے پر چل رہی ہے اور اس کو عشق چلا رہا ہے۔ اس عشق کے ہاتھوں شہید ہوجا تاکہ تیری ذات اس کی ذات میں گم ہوجائے دل اگر مریض ہے، دل کے مریض کے لئے عشق سے بہتر کوئی دوا نہیں، عشق دل کے امراض کو جلا دیتا ہے عشق انمول ہے! اسے جان دے کر مول لینا ہوتا ہے، اے اللہ کے بندے دونوں جہاں میں عشق کے سوا اور کیا ہے؟ لباسِ عشق پہن لے "انت اناو انا انت" ہوجائے گا! دوئی مٹ جائے گی، کفر واسلام، زندگی اور موت کے ہر چکر سے آزاد ہوجائے گا! تو وہاں پہنچ جائے گا جہاں نہ روز وشب ہونگے نہ جہات ستہ، جب تُو وہ! وہ تُو ہوجائے گا تو قرب وبعد کا گمان بھی نہیں ہوگا!

مرشدِ کامل اور کُنہہ کُن:

مرشدِ کامل کُنہہ کُن سے یعنی توجہ کامل سے پانچ حواس کو پانچ دنوں مین کھول دے گا! جب ظاہری حواسِ خمسہ کی جگہ باطنی خمسہ لے لیتے ہیں تو تُو ہر کام یعنی اُسی کے کام اسی سے کرسکے گا! **لایعرف اللہ الاّ اللہ**، اللہ کے سوا اللہ کو کوئی نہیں پہچانتا مرشد کامل، کامل توجہ سے ازل اور ابد کو بخوبی پہچانتا ہے، دن اور رات کی تخلیق کے اسرار کو پہچانتا ہے، موسمِ بہار اور موسمِ خزاں سے عبرت حاصل کرتا ہے دونوں عالم کی ہر چیز کامل مرشد کے دل میں بکھرے ہوئے ذرات کی مانند ہوتی ہے، کامل مرشد کامل توجہ سے کسی بھی ذرہ کی طرف متوجہ ہوکر اگر کُن کہہ دے تو انشاء اللہ وہ ہوکے

رہتی ہے اے طالب اللہ! اللہ کے کُن کہنے سے تیری ذات بھی ایک کُن ہے پھر کُنہہ کُن سے یعنی توجہ سے نا آشنا ہے تو تیرے کُن ہونے کا معنٰی ہی فوت ہوجاتا ہے انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنا کر پیدا کیا ہے یہ شریف کیوں ہے؟ صرف اِسی لئے کہ ہر چیز کُن کے کہنے سے ایک کُن ہوئی، مگر حضرتِ انسان کُنہہ کُن کے اثرات سے کُنہہ کُن کے علوم کو اپنے اندر محفوظ رکھتے ہوئے فیکون کا درجہ لئے ہوئے ہے! اگر علم توجہ حضرت انسان کو کُنہہ کُن سے حاصل نہیں یا حاصل کر کے بھول گیا ہے تو عام مخلوق میں اور حضرت انسان میں کیا فرق رہ جائے گا؟ علمِ توجہ سے ہی حضرتِ انسان اشرف ہے اگر حضرت انسان کو کُنہہ کُن کا علم ہوتا تو کیا انسان دین کے بہتر ٹکڑے کرتا؟ علم اچھا ہے مگر علم کی جان علمِ توجہ ہے کیوں کہ حضرتِ انسان کُنہہ کُن کے ساتھ کُن ہے نہ کہ کُنہہ کُن کے بغیر! اگر کُنہہ کُن کا علم ہمارے علماء کو ہوتا تو کیا ایسے حالات پیدا ہوتے؟ علمِ کُنہہ کُن فرض ہے ورنہ اس کے بغیر علم بس علم ہے جس کے متعلق نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اَلعِلُمَ حِجَابٌ اکبر یعنی علم بہت بڑا حجاب ہے! حجابی علم سے مراد، اللہ اور بندے کے درمیان حجاب ہے! حجابی علم سے اکتسابِ ثواب تو ہوسکتا ہے، خدا تک رسائی کا ذریعہ نہیں ہوسکتا! جو راہِ حق میں کُنہہ کُن کے بغیر بے جان علم کو صرف کیا وہ بے عرفان ہے عرفان کے بغیر ہر علم نمائش ہے نمائش ریا کا دوسرا نام ہے! علم توجہ کے بغیر علم دنیا تک تو پہنچ سکتا ہے خدا تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں ثابت ہوسکتا! کُنہہ کُن کا علم وہ ہے جس سے دنیا کی حقیقت عیاں ہوجاتی ہے جب اہلِ علم کی دوستی دنیا اور سامان دنیا سے ہوجاتی ہے تو دین کا معیار گر جاتا ہے۔ صاحبِ توجہ پیر کا دوست صرف اللہ ہوتا ہے، صاحبِ توجہ پیر کا مقام بے توجہ عالم نہیں جانتا کیونکہ صاحب توجہ پیر صاحبِ دل ہوتا ہے علم صرف دل لگی کو جانتا ہے یہ دل کی لگی کو کیا جانے؟ علمِ دل لگی صرف فتوٰی دیتا ہے، دل کی لگی پر خدا تقوٰی دیتا ہے۔ عالم کا لباس، تہذیب، وضع قطع، اس کا علم اور ہے! صاحبِ توجہ کا لباس شریعت، تہذیب عشقِ رسول،

وضع قطع خدمتِ خلق اور علمِ نافع ہوتا ہے! عام عالم کا جسم صحت مند خوراک کا رسیا اور تنومند ہوتا ہے! صاحب علمِ توجہ کا جسم نحیف مگر قوی، علم سے زیادہ توجہ مضبوط آنکھیں سرخ چہرہ حیرت مین ڈوبا ہوا، ہر لمحہ آہیں بھرتا ہوا، غمِ یار میں غمگین یا وصلِ یار میں شاداب رہتا ہے عام عالم کو دنیا محبوب اور مرغوب ہوتی ہے، خاص عالم کو دنیا پریشانیوں کا گھر ایک قید خانہ کی مانند نظر آتی ہے۔ کیونکہ اس کا مکان لامکان ہوتا ہے! عام عالم علم میں یا علم سے خدا کو جانتا ہے مگر خاص عالم توجہ کا ''تا'' ہٹا کر ''وجہ'' کو دیکھتا ہے۔

خاص عالم اس مقام میں ہوتا ہے جہاں نہ جسم و جان، علم و کمال، قرب و وصال، نہ رستہ نہ منزل نہ مقام ہوتے ہیں! عام عالم مذکورہ اشیاء کا متمنی مگر اضداد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ عام عالم عشق ومحبت کی صرف بات کرتا ہے مگر خاص عالم وہاں ہوتا ہے جہاں نہ عشق ومحبت ہوتے ہیں نہ کون و مکاں کا تصور ہوتا ہے! خاص عالم، علم کی، عمل کی، عشق کی، عین کی عین ہوتا ہے، عام عالم کیا جانے کہ عین کیا ہے عین؟ اللہ کا ایک راز ہے، عین مصطفٰے ﷺ کا دمساز ہے، عین کو وہی جانتا ہے جو عین سے وابسطہ ہوجاتا ہے عین کی حقیقت کو ایسے لوگ کیا جانے جنکے متعلق اللہ رب العزت نے فرمایا:

لھم قلوب لایفقھون بھالھم اعین لّا یبصرون بھا، ولھم اٰذان لّا یسمعون بھا. اولٰئیک کالا نعام بل ھم اضَلَّ اُولٰٓئیک ھم الغفِلون ۔ان کے دل تو ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں اُن کے کان ہیں لیکن وہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ وہ بھی گمراہ اور سب غافل ہیں! اے عام عالم ظاہر اشیاے کا جاننا یا جانکاری دینا، موجود علم میں محنت کر کے یا تحقیق کر کے نئی بات نکالنا، اور اپنی فوقیت پر بزرگی کی مہر ثبت کرنا بزرگی نہیں ہے موجود اور نظر آنے والی اشیاء پر محنت کیا ہے؟ یہ کوئی بڑا کمال نہ ہوا! کمال تو یہ ہے کہ موجود مگر نظر نہ آنے والی خفیہ چیزوں کی حقیقت کو دیکھتا ہے، خفیہ مقامات کے علوم حاصل کرتا تو

کوئی اور بات ہوتی!۔۔۔کاش تو اللہ کے محبوب محمد مصطفٰے ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر حضوری کا علم سیکھتا! مگر ایسا نہ ہوا پھر بھی علم پہ غرور میرے بھائی یہ کمال نہیں زوال ہے! خدارا ابلیس کے انجام سے سبق حاصل کر علم اِلٰہی کو اِلٰہی سے علمِ رسول ﷺ کو رسولِ پاک ﷺ سے سیکھ! ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَامَّا السائلَ فلا تنهر** !اور سائلِ حق سے نظر نہ پھیرو کہ مطابق ہر سالک حق کو عطا کیا جائے گا حاضر باش ہوجا۔

جو عالم کُنہہ کن سے علم سیکھتا ہے وہ کامل بھی ہوتا ہے اور عامل بھی ہوتا ہے! آج کل علم کے عالم، اور علم سے جاہل لوگ بھی اپنے آپ کو عامل اور کامل بنا کر پیش کر رہے ہیں یہ نادان نہ اعمال کو جانتے ہیں نہ کمال کو! نہ یہ عامل ہیں نہ کامل۔ عامل کسے کہتے ہیں؟ کامل کو! کامل کسے کہتے ہیں؟ صاحبِ علم کے اعمال علمِ توجہ کے بغیر نہ اعمال خالص ہوتے ہیں نہ کمال حاصل ہوتا ہے! عامل و کامل جو ہوتے ہیں وہ کامل اولیاء اللہ ہوتے ہیں عامل و کامل جو ہوتے ہیں بازار میں بکنے والی ریڈی میڈ تعویذات کے پلندوں کو استعمال کر کے مالِ دنیا کمانے کو حرام تصور کرتے ہیں کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **لاَتشتَروا باٰیاتیِ ثمناً قلیلا** ! میری آیات کو تھوڑی سے قیمت پر مت بیچو! عامل اور کامل جو ہوتے ہیں اللہ کے منع کردہ افعال کا کرنا حرام تصور کرتے ہیں! المختصر عامل و کامل بازاری تعویذ بازوں کو نہیں کہتے بلکہ عامل و کامل اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے شاگرد ہوتے ہیں۔علم توجہ کے استاذ۔۔۔۔لوحِ محفوظ کے پڑھنے والے لوحِ قلب کے غماز ہوتے ہیں آج کے بےتوجہ جہلاء نے، بے تکے، بے سند، عملیات کی وہ کتابیں جو صرف چند سکّوں پر بکتی ہیں خرید لیتے ہیں اور منتر پھونک دیتے ہیں تو کیا وہ عالم، عامل و کامل بن جائیں گے؟ یہ پیشہ قانوناً بھی جرم ہے اللہ کے نزدیک تو جرم ہی نہیں کھلی بغاوت ہے اس لئے عہدِ رفتہ کے بزرگوں نے عملیات کو کبھی اختیار کیا کبھی ترک کر دیا! خوب جان لو! اے بازاری کتابوں کے عامِلو! اندر جال کے کالے

جادوگرو! چاہے لاکھ کتابیں پڑھ لو تمہارا منتر تمہیں خسر الدنیا والاٰ خرہ بنا کر رکھ دے گا! شارٹ کٹ راستے سے دولت کمانے کی تمنا سے توبہ کرو! یہ کام تمہارا نہیں ہے یہ کام کامل اولیاء اللہ کا ہے، کامل اولیاء اللہ عامل و کامل ہوتے ہیں، ان کو علمِ توجہ کا کمال حاصل رہتا ہے ان کو علمِ توجہ کے اعمال حاصل رہتے ہیں! علم توجہ کے بغیر انسان کامل عالم نہیں بن سکتا تو تمہاری کیا اوقات ہے کہ تم عامل و کامل بن جاؤ؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دنیا مکر ہے اسے مکر سے ہی حاصل کیا جاتا ہے! خدارا ابھی وقت ہے اس کام سے توبہ کرلو مکار بن کر اللہ کے بندوں کے ساتھ مکروفریب نہ کرو! مکار بن کر رسول اللہ ﷺ کی امت سے مکاری مت کرو میں نے ایسے بازاری عاملوں کا انجام دیکھا ہے، اگر رجعت ہوگئی تو ایسے لوگ پاگل ہوکر در بدر بھیک مانگ کر ہلاک ہوچکے ہیں! عامل کے لئے عمل کیا ہے علمِ توجہ ہے اور یہ کُن یعنی ''ہوجا'' کی کُنہہ یعنی حقیقت سے ہوتا ہے علم کی تعریف ہی دراصل امرِ کُن اور کنہہ کُن یعنی توجہ سے ہے ورنہ کُن کی کُنہہ کے بغیر علم مردہ ہے۔اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا! **وَمَنُ تنزه بغیر علم فی اٰخر عمرهُ اومات کافرا** !ترجمہ جس شخص نے بغیر علم کے زہد (عمل) کیا وہ آخر عمر میں دیوانہ یا کافر مرا! نعوذ باللہ علم کے بغیر جس نے زہد اختیار کیا یا عمل کیا تو آخر عمر میں رجعت میں پھنس کر دیوانہ یا کافر ہوکر مر جائے گا! یہ تنبیہہ مصطفٰے ﷺ ہے! اگر علم ہی نہیں تو عمل کس پر کرو گے! اگر صرف علم ہے یا علمِ کُنہہ کن نہیں اور عمل کیا عامل بنا تب بھی یہ گمراہی ہے کیونکہ ایسا شخص بے جان علم رکھتا ہے، جب کہ جان تو علمِ کُنہہ کن ہے! جو عالم علمِ کنہہ کن نہیں رکھتا وہ شیخی بگھار رہے! عالمِ کُنہہ کن ہی حقیقت میں عالم عامل کامل ہے جو بارگاہ مصطفوی ﷺ کا حاضر باش ہوتا ہے۔

علم ایک لذت کا نام ہے جو دل میں پیوست رہتی ہے جب عالمِ کامل علم کا دیدار کرنا چاہتا ہے تو کُنہہ کن یعنی ہوجا کہتا ہے تو وہ چیز ہوکر ہی رہتی ہے، یہاں علم کی کیا مجال کے عالم کے

خلاف کرے! ہاں عالم مگر آج کل علم کے خلاف ضرور کرتے ہیں! جس عالم کا علم لقائے محبوب تک نہ پہنچائے بس وہ صرف علم ہے جو جاننے کے کام آتا ہے، جس عالم کا علم جیتے جی حیّ القیوم کے دیدار سے مشرف نہ کرائے وہ بس علمِ نام و نمود ہے اے اللہ کے بندے علم توجہ حاصل کر اس علم سے علم وحدت کا حصول ہوتا ہے، یہ وحدت کیا ہے؟ یہ وحدت کلمۂ طیب **لا اِلٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ** کے انوار کا ایک مجموعہ ہے، یہ وحدت "انا انت و انت انا" کا نور ہے یہاں دوئی نہیں صرف وحدت ہی وحدت ہے اس وحدت میں دونو عالم کی ہر چیز کی حقیقت گم ہے جیسے دودھ میں ملائی، دہی، چھاچھ، مکھن، گھی وغیرہ وغیرہ گم رہتے ہیں! اے سالک تو صرف وحدت کا نام سنا ہے یا پڑھا ہے سن کر پڑھ کر تو وحدت کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوسکتا! یہ وہ مقام ہے جہاں عقل کی بیساکھی کے سہارے جایا نہیں جاسکتا! اِس مقام کی سواری صرف عشق ہے، وحدت وہ ہے جہاں عشق، عاشق اور معشوق میں کوئی فرق ہی نہیں ہوتا یہ مقام حیرت ہے وحدت کے علم کو پڑھ کر سمجھنا اور ہے، مقامِ وحدت سے علمِ دیدار حاصل کرنا اور ہے۔ اے اللہ کے بندے تجھے کیا بتاؤں کہ یہ وحدت کیا ہے، تو اور تیری آنکھیں صرف اپنے باہر دیکھتے ہیں، تو اپنے آپ سے کہہ دے کہ ذرا اپنے اندر دیکھے ذرا اپنی آنکھ سے کہدے کہ وہ اپنے اندر دیکھے پھر تجھے وحدت کا علم بخوبی ہوجائے گا!

اے طالب اللہ اگر تو صرف اپنے باہر دائرہ شریعت میں رہ کر اپنے وجود کی حفاظت کرتا ہے تو تُو پرہیزگار، نیکوکار ہوگا ثواب حاصل ہوگا فرشتہ صفت کہلائے گا مگر محجوب ہی رہے گا! حدیثِ قدسی میں اللہ جل شانہٗ نے اپنے پیارے محبوب نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا! **وجُودُکَ حِجابٌ بینی و بَیْنَکَ** یعنی اے پیارے تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان حجاب ہے! اے سالک اس حدیث قدسی سے پتہ یہ چلا کہ یہ عناصر کا وجود اللہ اور بندے کے درمیان حجاب ہے

کیونکہ عناصر کی حقیقت آگ ہے! کب تک حجاب میں رہے گا؟ پیر کامل کا ہو جا واصل باللہ ہوجائے گا! لوگ اگر کہتے ہیں کہ ہم قیامت میں اسکے دیدار سے مشرف ہوجائیں گے تو کہنے والوں کو کہنے دے تو آج ہے موت سے پہلے موت سے گذر جا! قبر کے مرحلوں سے گذر جا! قیامت سے پہلے قیامت سے گذر جا! اور اسکے دیدار سے سرفراز ہوجا یعنی تو ذاتِ الٰہی کو تیرے بعد گذرنے والے ہر واقعہ سے پہلے گذر کر دیکھ لے! یہ دیکھنا بھی عجیب دیکھنا ہے بغیر ظاہری آنکھ سے دیکھنا ہے! یہ مقام نفس کی موت کے بعد حاصل ہوتا ہے!

عارف عین سے علم پڑھتا ہے الستُ بربکم کے الف سے سنتا ہے بشر کے "با" سے روح بلیٰ کہتی ہے! لامکانی کو مکان کب اچھا لگتا ہے لامکان کی محبت جب تیز تر ہوجاتی ہے تو ھائے ھُو کے نعرے لگاتا ہے، دنیا کی محبت کا زنگار عارف کے دل پر اثر نہیں کرسکتا جس طرح تیزاب میں ہر چیز جل جاتی ہے اسی طرح ہر چیز کی محبت عارف کے دل تک پہنچتے پہنچتے جل جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّلاَ یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا**! پس جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہے، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے! پس جس کے دل میں دنیا بھر کے وسوسے اور خواہشات، زنگار کی شکل میں قلب میں پوشیدہ رہتے ہیں اُس قلب کو حضوری کا شرف کس طرح حاصل ہوسکتا ہے؟ کسی بھی قسم کی عبادت میں یہ قلب کس طرح حاضر ہوسکتا ہے؟ اگر قلب ہی عبادت سے غائب ہے تو قالب کی حرکت کیا معنیٰ؟ آج کل کچھ لوگوں کو شرک و بدعت بہت نظر آتے ہیں شرک کی کئی اقسام میں دو ہی قسم کے شرک معتبر ہیں (۱) شرکِ جلی (۲) شرکِ خفی! شرکِ جلی تو ظاہر ہے جسے برائے نام مسلمان بھی نہیں پسند کرتا! رہا شرکِ خفی کا سوال یہ شرک تمام قسم کے شرک کی ماں ہے۔ پہلی قسم کے شرک کا تعلق انسان کی ظاہری عقل اور ظاہری جسم و

زبان سے ہے دوسرے قسم کے شرک کا تعلق انسان کے قلب سے ہے جب قلب ہی ہماقسم کے خواہشات کے بتوں کا بتکدہ ہے تو عقلاً ایسے انسان سے دوستی کرنے والا محبت کرنے والا بھی مشرک قرار پائے گا! کیوں کہ ایسا انسان چلتا پھرتا بتکدہ ہوتا ہے۔

پتہ نہیں آج کل لوگوں کو شرک کے معنیٰ سمجھے بغیر شرک کی حقیقت کو جانے بغیر شرک کا فتویٰ صادر کرنے کا حق کہاں سے میسر آ گیا ہے؟ شرک وہ نہیں جو تم کہہ رہے ہو شرک یہ ہے جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ غلاظت ہے، شرک وہ نہیں جو اللہ کے دوستوں کی محبت میں نظر آتا ہے بلکہ شرک تو دل میں غیروں کی محبت کو بسا لینا ہے۔ اے نادان انسان شرک و بدعت کے مفتی دوسروں پر فتویٰ دینے سے پہلے کیا کبھی تو نے خود پر خود میں غور کیا ہے تیری آنکھ کان اور زبان سے زیادہ قریب تیرا دل ہے، تیرے دل میں ہی دل سے قریب ہزاروں خواہشات کے بت ہیں تعجب کی بات ہے بتکدہ ہی دوسروں پر شرک کا فتویٰ دے رہا ہے کیا کبھی غور کیا تیری روح تیری ذات تیرے قلب سے بھی زیادہ قریب تیری رگِ جان سے بھی قریب تیرا خدا ہے خدا کی موجودگی میں خواہشات کے بتوں کے ساتھ تو کیا کر رہا ہے؟ خدا افضل ہے کہ خواہشات کے بت؟ تیری آتی جاتی سانس ہر بار اعلان کر رہی ہے کہ خدا تیری شہہ رگ سے زیادہ قریب ہے، پھر بھی تو غافل ہے! اور تجھے اتنی فرصت کہاں سے مل گئی کہ تو دوسروں پر شرک و بدعت کا فتویٰ صادر کر رہا ہے؟ مومن کامل تو وہ ہے جو خود کو اللہ تک پہنچا کر سب سے جدا ہو جاتا ہے۔

تو ذاکر ہے تیرا مذکور دنیا ہے کیا تو نے دنیا کی محبت سے بڑا بت دیکھا ہے؟ ایسے ذکر و مذکور کو چھوڑ، بے حضور سجدوں سے کیا ملے گا؟ سجدۂ حضور ادا کر اور بارگاہِ حضور میں پہنچ جا! اگر تو آنکھ رکھتا ہے آنکھ پر غور کر دورنگی آنکھ والے آنکھ کو دیکھ کر عبرت حاصل کر حق کی حقیقت تک رسائی حاصل کر کہ حق تیری جان سے قریب ہے تو آنکھ سے کس طرح دور ہو سکتا ہے؟ یہاں فتوے کا علم

کام نہیں دیتا! یہاں عشق کا زور چلتا ہے دیدار کی منزل خالص راز ہے اندھا کیا جانے؟ علم کی اہمیت افادیت اگر ہے تو صرف دیدار سے ہے وہ علم جو اسکے دیدار سے محروم رکھا وہ کیا ہے خالص ایک پردہ ہے علم کا پردہ اٹھا کر دیکھ، آنکھ سے دیکھ پردے میں پردہ نشین ہے! جسم و دل کی وحدت، وحدت کی خبر دے رہی ہے پھر بھی تو غافل ہے۔

عالمِ دیدارِ جمالِ یار:

دیدارِ جمالِ یار خالص علمِ لاھوت کا راز ہے! یہاں قیل و قال کا دخل نہیں رہتا، اس منزل تک نہ علم پہنچ سکتا ہے نہ عمل! اگر اللہ کی توفیق رہبری کرے تو یہاں تک رسائی کی اجازت صرف عشق کو ہے دیدار جمال یار بھی عجیب راز ہے یہاں مرنے سے پہلے مرے بغیر رسائی ممکن نہیں! یہ مقام بھی سخت حیرت انگیز ہے اس مقام کے رموز صفحۂ قرطاس پر نہیں کھل سکتے! یہ رموز صرف قادری مرید کی بصارت پر کھلتے ہیں، قادری کامل کو اپنے ہونے نہ ہونے کا کوئی غم نہیں ہوتا کہ وہ ہر مخفی مقام کو ظاہری آنکھ سے دیکھ لیتا ہے۔ اس دیدار کے لئے چشم بینا نہیں، قلبِ بینا کی ضرورت ہوتی ہے اگر آنکھ ہے دل نہیں، یا آنکھ بینا ہے اور دل اندھا ہے تو دیدار میسر نہیں آ سکتا! شریر آنکھ اور بیقرار دل اس راہ میں قدم نہیں رکھ سکتے لٰھذہ قلبِ مطمئن چاہئے جو اس راہ میں ثابت قدم رہے۔ قلبِ مطمئن وہ ہے جس میں اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا! بے شک یہ قلب ایک نور ہے جس میں اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا! ارشادِ نبوی ﷺ ہے: **اسم اللہ شئی طاھر و لایستقر الا لمکانِ طاھر** ! اسم اللہ ایک پاک چیز ہے جو پاک مکان کے سوا کہیں مقرر نہیں ہو سکتی! اس لئے مومن عالم کی نظر دل پر ہوتی ہے، عام عالم کی نظر علم پر ہوتی ہے دراصل عالم وہ ہے جس کی نظر حق پر ہو نہ کہ غیر حق پر! اگر عالم صفتِ علم کے کمال کو شہرت کو، دولت کو، نام و نمود کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو علم ہی

اسے گمراہ کر کے شیطانی گروہ میں پہنچا دیتا ہے، کیونکہ ایسا عالم صفت علم کا مقید ہوتا ہے اور شیطان بھی صفتِ علم کا مقید تھا عالم کو چاہیئے کہ وہ صفتِ علم سے نکل کر صفتِ حق کی مظہریت اختیار کرے۔ اے سالک اگر تو اللہ سے ملنا چاہتا ہے اسم اللہ کو اپنا رہبر بنالے تاکہ تیرا گذر توحید مطلق یا وحدت میں ہو سکے! مگر ہاں جو تو نے علم حاصل کیا ہے وہ ایک روخہ علم ہے۔ ایک روخہ علم تجھے گمراہی کے کھائی میں دھکیل دے گا جیسے عزازیل علیہ اللعنۃ کو اس کے علم نے ہی مارا! اس لئے خوب سمجھ لو علم دوطرح کا ہے۔

ایک اقرار باالسان اور دوسرا تصدیق بالقلب۔ ان دوعلوم سے کئی علوم نکلے ہیں جو چار اقسام میں تبدیل ہوتے ہیں۔(۱) (۱) علم ناسوت (۲) علمِ ملکوت (۳) علمِ جبروت (۴) علمِ لاھوت۔ چار ہی نفوس بھی ہوتے ہیں (۱) نفسِ امارہ (۲) نفسِ لوامہ (۳) نفسِ ملہمہ (۴) نفسِ مطمئنہ۔ چار ہی عقول ہوتے ہیں (۱) عقلِ ناسوتی (۲) عقلِ ملکوتی (۳) عقلِ جبروتی (۴) عقلِ لاھوتی۔

تشریح علمِ ناسوت:

(۱) علم ناسوت، علمِ نفسِ امارہ ہے اور اس کی عقل بھی ناسوتی ہے یہ علم دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ آج کی ترقی یافتہ، ماڈرن سائنسی ایجادات کی دنیا علم ناسوت کا کرشمہ ہے، اِس دنیا کے علوم تیری پرائی دنیا پر نظر رکھتے ہیں، جائیز کو جائیز، ناجائیز کو ناجائیز، حرام کو حرام اور حلال کو حلال بنا کر پیش کرتے ہیں گویا کہ دین اور علومِ دین اس دنیا میں حق و باطل کے درمیان حدِّ فاصل قائم کرتے ہیں۔ ناسوت سے تعلق رکھنے کے باوجود علم اور عالم کو کچھ ملکوتی اختیار حاصل رہتا ہے اس مقام میں اگر عالم تھوڑا سا بہک جاتا ہے تو دنیا تو دنیا، دین بھی صحیح وسلامت نہیں رہ سکتا۔ لٰہذہ عالمِ

ناسوت میں دین سے تعلق رکھنے کے باوجود اکثر علماء اور پیروں کا مزاج دین کے معیار پر برقرار نہیں رہ سکتا، بسا اوقات دین میں فساد آجاتا ہے، کیونکہ ایسوں کے دین میں دنیا کا مفاد شامل ہوجاتا ہے۔ علم عالم سے ٹکراجاتا ہے، عالم عالم سے ٹکراجاتا ہے، ہزار ہا قسم کے فتوے، مناظرے، مجادلے سامنے آتے رہتے ہیں۔

تشریح علمِ ملکوت:

اس علم کا نفس لوامہ اور عقل ملکوتی ہوتی ہے، عالم اگر ناسوتی علم کے سہارے علمِ ملکوت کا استعمال کرتا ہے تو، ذکر واذکار کا شائق ہوتا ہے، جنات اور موکل کو قبضہ کرنے کے لئے چلہ کشی کرتا ہے، تعویذ بازی کا سہارا لے کر عملیات کی بے سند کتابیں پڑھ کر خود کو عامل کے طور پر پیش کرتا ہے اور عوام کو گمراہ کرتا ہے! کیونکہ اِس مقام کی عقل میں شیطانی دخل بھی ہوتا ہے۔ لٰہذہ آج کل کے نام نہاد علماء جو عامل بن گئے ہیں، ان سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ عملیات کی آڑ میں شیطانی گورکھ دھندہ کرتے ہیں، اس مقام کا نفس لوامہ ہوتا ہے، لوازمات میں مبتلا ہوتا ہے۔ دنیوی لوازمات میں خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

تشریح علمِ جبروت:

اگر عالم، علم کے سہارے ملکوتی عقل سے جب جبروتی قوت حاصل کرتا ہے تو کئی قوتیں حاصل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ استدراج میں پھنس جاتا ہے کیونکہ یہاں بھی شیطان کا دخل شامل رہتا ہے، طرح طرح کے شعبدے دکھاتا ہے۔ خود کو اللہ کا ولی بنا کر پیش کرتا ہے غائب کا حال بتاتا ہے جن بھوت بھگاتا ہے یہاں پہنچ کر انسان عامل وکامل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اِس مقام کا نفس ملہمہ ہوتا ہے طرح طرح کی آوازیں سنتا ہے مگر آوازوں میں فرق نہیں کرسکتا کیونکہ آوازیں نفسانی بھی ہوتی ہیں شیطانی بھی اور رحمانی بھی ہوتی ہیں اگر ایسا شخص حصولِ دنیا کے لئے

اگر دنیا کی طرف رجوع کرتا ہے تو ایسے شخص کو ہرگز ولی نہیں تصور کرنا چاہیئے کیونکہ یہ کرامت نہیں شعبدہ باز استدراج کا پرستار ہوتا ہے فطرت اور عقل کے خلاف کارنامے تو دکھاتا ہے مگر اس کا سفر اللہ کی طرف نہیں ہوتا! مذکورہ تینوں اقسام کے علوم کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **العلم حجابٌ اکبر** یعنی علم بہت بڑا حجاب ہے!

تشریح علمِ لاہوت:

سبحان اللہ حقیقت میں اِسی علم کو **العلم نقطةٌ** علم ایک نقطہ ہے، **العلم نورٌ** علم ایک نور ہے، **العلم نافع** علم نفع پہنچانے کا نام ہے '**العلم امام العمل**' علم عمل کا امام ہے وغیرہ وغیرہ کہا گیا ہے مذکورہ تین اقسام کے علوم اللہ اور بندے کے درمیان حجابات ہیں مگر علمِ لاہوت ہی کو حقیقت میں علم کہتے ہیں اِس علم کا متحمل نفسِ مطمئنہ ہوتا ہے اللہ رب العزت اِس نفس کو محبوب رکھتا ہے اس نفس کی عقل عقلِ محمدی ﷺ کی پرتو ہے اِس عقل و نفس سے کبھی دھوکا یا استدراج نہیں ہوسکتا! یہ مقام صرف اللہ کی توفیق سے عطا ہوتا ہے سالک مذکورہ مقامات سے ترقی کرتے ہوئے جب اس مقام تک پہنچتا ہے! تو کامل ولی اللہ، فنا فی اللہ بقا باللہ ہو جاتا ہے، یہاں پہنچ کر انسان کرامات کا اظہار نہیں کرتا بلکہ جب چاہتا ہے اللہ ہی کرواتا ہے اس مقام پر پہنچنے کے بعد وہ نچلے مقامات کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا! علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہے پرواز میں کوتاہی (علامہ اقبالؔ)

اس مقام کے شہباز کا میلان نچلے مقام کی طرف ہرگز نہیں ہوسکتا نہ اس کے دل میں نچلے مقامات کی خواہش برقرار رہتی ہے! کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **حُبُّ الدُّنیا والدین لا**

یسمع فی قلوب المومن کا لماء والنّار فی اَناءٍ واحدہ ۔ دنیا اور دین کی محبت ایک ساتھ مومن کے دل میں نہیں سما سکتی جیسے ایک برتن میں پانی اور آگ نہیں سما سکتے۔ کیونکہ مذکورہ تین مقامات کے علوم آگ کی مانند ہیں یہاں سے سالک راہِ خدا کو کامیاب گذرنا ہوتا ہے، اگر ان مقامات میں الجھ گیا تو ناری نار پرست اور گمراہ ہو جائے گا۔ مقام لاہوت بالکل پانی کی مانند ہے، اللہ نے اس کو پسند کیا ہے کیونکہ اللہ کا عرش پانی پر ہے جیسا کہ ارشاد ربّانی ہے: **وکان عرشہ علی الماء** اور اسکا عرش پانی پر ہے اور آج بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا! اب قاری کو خود فیصلہ کرنا چاہیئے! کیا واقعی ایک برتن میں آگ اور پانی جمع ہو سکتے ہیں؟ کیا ایک دل میں مذکورہ چاروں مقامات سما سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں!

معرفت وعلمِ غیب:

مرید کو مرشد سے توحید اور توحید کی معرفت طلب کرنا چاہیئے ناظر مرشد ہو تو یہ سب کچھ چند نشستوں میں عطا کرتا ہے ناقص ہے یہ تو راز کی بات ہے، کا بہانہ بنا کر ٹال دیتا ہے یہ ایک طرح کا مذاق ہے جو وہ مرید سے کرتا ہے صاف کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں نہیں جانتا! اگر یہ نہیں جانتا تو پوچھنا چاہیے کہ مرید کیوں کیا؟ بیعت کے نام پر مرید کو کس لئے خریدا! بکنے والے مرید کو کیا ملا؟ بزرگوں نے ایسے پیر اور مریدوں کو بدنصیب کہا ہے! اگر ایسا پیر عالم ہے تو کامل پیر کا دشمن ہوتا ہے، کامل میں نقص تلاش کرتا ہے کاش ایسے پیر علم تفسیر اور علم حدیث پڑھتے اور ان علوم کا ظاہری و باطنی معنٰی جانتے تو وہ ہرگز ایسا نہیں کرتے معاملہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا! کاش ایسے لوگ نفس کا جہل اور شیطان کا فریب ودجل جانتے تو شاید ایسا ہرگز نہ کرتے! کاش عالم پیر کو یہ خبر ہوتی کہ اس کے اپنے دل کی کیا کیفیت ہے، مطمئن ہے یا غیر مطمئن! اگر مطمئن ہے تو ایسا پیر یا عالم لائقِ اتباع ہے۔ ایسے ہی پیر کامل کی صحبت کی ایک ساعت سو سال کی عبادت بے ریا سے بہتر قرار

دیا گیا ہے!علم کیا ہے؟علم ایک انمول موتی ہے!جس کیلئے خواہشاتِ نفسانی کا ختم کرنا ضروری ہے یا جس عالم کی طرف حقیقی علم رجوع کرتا ہے اسکا نفس بے موت مرجاتا ہے۔علم کیا ہوتا ہے؟ کہاں ہے؟ اے اللہ کے بندے میں تجھے اس علم کی خبر تحریر میں دے نہیں سکتا میں مجبور ہوں کیونکہ علم اللہ کا خاصہ ہے،علم اللہ کا راز ہے، میں اِس راز کو فاش نہیں کرسکتا۔قرأتِ علم اور ہے، دیدارِعلم اور ہے، پڑھنا اور ہے، دیکھنا اور ہے۔جس نے علم کو دیکھا اس نے ایک نظر میں سب کچھ پڑھ لیا! قادری طریق میں پڑھایا نہیں بلکہ نظر سے پلایا جاتا ہے۔پڑھنا اور ہے پینا اور ہے۔اے اللہ کے بندے!خواہشات کے بتوں کو توڑ نفس کو چھوڑ اور عالمِ ربانی بنکر علم کا مشاہدہ کر کے بات کو پیش کر! اللہ کے علم غیب کو غائب مت کر ایمان چلا جائے گا!اللہ کے علم کو پیش کرنا اور علم کی روشنی کو پیش کرنا اور ہے۔اللہ کا علم غیب ہے تیرا علم ظاہر ہے،اللہ کا علم غیب ایک موتی کی مانند ہے، تیرا علم اس علم کی تشریح یا روشنی ہے۔ مانا کہ روشنی کا انکار چراغ کا انکار ہے مگر روشنی اور چراغ میں فرق تو ہے؟ سورج کا استعمال ناممکن ہے،سورج کی روشنی کا استعمال چاہے خیر کے لئے کرلو! چاہے شر کے لئے کرلو یہ تمہیں اختیار ہے اسی روشنی کے غلط استعمال سے دنیا میں رخنے پڑنے لگے ۔کاش اس پاک روشنی کا استعمال پاک جگہ کرتے تو انجام یہ نہ ہوتا! آج کل علمِ غیب سے بہت کچھ انتشار بپا ہوا اور ملت منتشر ہوئی! اس مسئلہ کو اٹھا کر کیا ملا؟ کچھ ایسا ہی ہوا

شیخ کہتا تھا احد برہمن کہتا تھا ان حد
نکتہ رس دونو نہ تھے آپس میں جھگڑا ہوگیا (سیمابؔ اکبرآبادی)

علم غیب اور ہے!غیب کو غائب کرنے سے ایمان کہاں رہا!اِس بحث و مباحثہ میں غیب کو اکثر علماء نے غائب کردیا!یہ علم غیب تیری آنکھوں سے غائب ہے تیرے قلب پر تو روشن ہے، اگر یہ علم مردِ مومن کے قلب پر روشن نہ ہوتا تو ایمان کس طرح منور ہوتا!دین ظاہر ہے ایمان پوشیدہ

اور غیب ہے ظاہر پر علم ظاہر ہوتا ہے۔قلبِ غیب پر علمِ غیب وارد ہوتا ہے! ظاہر علم شریعتِ مطہرہ کی پابندی کے لئے ہے باطن علمِ غیب کی معرفت کے لئے ہے زندگی کی ترقی کے لئے اور ظاہری جسم کی بحالی کے لئے ظاہری علم دین ہے۔اور باطن کی ترقی کے لئے و قلب کی بحالی کے لئے باطنی علم کی ضرورت ہے،اس علم کو صاحبِ جسم نہیں جان سکتا،اس کو صاحبِ قلب ہی جانتے ہیں!جو حصول دنیا کے لئے علم حاصل کرتا ہے وہ دین کے نام پر دنیا میں فساد بپا کرتا ہے،اس لئے پیر سے باطنی علمِ غیب طلب کرنا چاہئے!علم کا دیدار طلب کرنا چاہئے!

اگر انسان علم سے بناوٹی اور پراسرار شخصیت کا مالک بننا چاہتا ہے یا علم کی ترویج و اشاعت کے نام پر رشوت طلب کرتا ہے تو وہ جہنمی ہے۔ایسے عالم کو عالمِ سوء کہتے ہیں۔علمائے سوء کی عیاریوں سے باخبر رہنا چاہئے، علمائے کاملین جو رشوت کو نجس تصور کرتے ہیں، ایسوں کی پیروی کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ایسے علمائے کاملین شریعت کے علمبردار ہر دور میں ہوتے ہیں علم کیا ہے کہ نور کے سمندر کا موتی ہے اسکو حیاء وغنا اور شرافت وادب سے حاصل کرنا چاہئے۔ جو اس علم کو حاصل کرتا ہے اس پر غیب تو کیا غیب الغیب بھی کھل جاتا ہے۔اللہ جسے چاہتا ہے، غیب الغیب کے علوم عطا کرتا ہے پتہ نہیں بے خبر، ناعاقبت اندیش مولوی کس منہ سے منہ چڑاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہیں تھا!جبکہ ہندوستان کے مشہور و معروف محقق و مجدد سرکار شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ غیب نبیِ کریم رؤف الرحیم ﷺ کو تسلیم کیا ہی بلکہ آپ نے تو ایک ادنٰی امتی کے لئے بھی علم غیب الغیب تسلیم کیا۔

اے طالب اللہ! اگر تو پیر رکھتا ہے تو اپنے پیر سے غیب ہی نہیں غیب الغیب کا علم بھی حاصل کرنا!اس کو اصطلاحات میں پڑھ کر سمجھنے کی کوشش نہ کرنا دیکھ کر قبول کرنا اگر اللہ چاہا تو یہ علم غیب جو ایک اصطلاح ہے وہ بھی گتھی سلجھ جائے گی!نادانوں نے اللہ کی اس غیب والی اصطلاحِ

لغت کے سہارے معنیٰ حاصل کرنے کی کوشش کی اور بہک گئے۔ یاد رکھو غیب وہ اصطلاح ہے جو صرف کامل پیر کھول سکتا ہے۔ ڈکشنری کا عالم کیا جانے؟ اصطلاحات ولغات کے الجھڑوں والے عالم کو کیا خبر کہ علمِ غیب کیا ہے؟ اور غیب الغیب کیا ہے؟

تقرب الی اللہ کیا ہے؟

تقرب الی اللہ کیا ہے؟ کون مقرب ہوسکتا ہے؟ کس کو اللہ کا مقرب کہتے ہیں، مقرب قرب سے ہوتا ہے قرب وصال کی طرف دلالت کرتا ہے وصل عرفی نہیں حقیقی ہونا چاہیئے وصل حقیقی کیلئے "**موتوا قبل ان تموتوا**" سے گذر جانا ہوتا ہے! مرنے سے پہلے مر کے ہوتا ہے! اللہ کی قربت کا مقام لاہوت ولامکان ہے بندہ، بندہ پن سے نجات پا کر یعنی خود سے خود کو نکال کر خدا کے قریب ہوجاتا ہے اُسے مقرب کہتے ہیں۔ یہ مقام صرف اللہ ہی کے فضل سے حاصل ہوتا ہے یہاں انسانی کوششیں بیکار ہوجاتی ہیں اللہ ہی اپنی طرف طالبِ اللہ کو کھینچ لیتا ہے یہ مقام حیرت انگیز ہوتا ہے یہاں سالک کی ذات پہنچ کر متحیر ہوجاتی ہے، اس مقام میں انا انت وانت انا ہوتا ہے۔ یہاں سالک خدا کا دیدار کرتا ہے تو خود کو پاتا ہے، خود کا دیدار کرتا ہے تو خدا کو پاتا ہے، عارف ومعروف وہی ہوجاتا ہے۔

اے طالب صادق! اِس مقام تک رسائی اگر اللہ چاہے تو تصور تفکر اور توجہ سے ممکن ہے کیونکہ تصور ملکوت تک پہنچاتا ہے! تفکر جبروت تک پہنچاتا ہے! توجہ لاہوت تک پہنچاتی ہے! معلوم ہوا کہ توجہ سے "وجہ" روشن ہوجاتا ہے روشن بھی اسقدر کہ آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں تجلیات کی بارشیں ہوتی ہیں! یہاں موسیٰ علیہ والسلام کا ذوق اور کلیجہ چاہیئے! یہ مقام اسقدر روشن ہے کہ یہاں ذات کا آفتاب چمکتا ہے! لامکاں سے ہر چیز صاف صاف نظر آتی ہے۔ یہاں دیکھنے والی آنکھ

قلب کی ہوتی ہے اندھے قلب کو کیا معلوم کہ لاھوت کیا ہے لامکان کیا ہے؟

یہ وہ مقام ہے جہاں لقائے الٰہی کا دیدار ہوتا ہے یہ مقام بھی نہیں! یہ لامکان ہے کیونکہ مراتب ومقامات کی انتہاء ہوتی ہے مگر لامکان لاانتہاء ہے اگر سالک فقر کے مرتبہ پر پہنچتا ہے تو ہر مقام ہر مرتبہ اسکے لئے چین وسکون کا باعث ہے مقام ومرتبہ منزل کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ فقیر کا حقیقی سفر تو لامکان پر ختم ہوتا ہے، یہاں تک پہنچنے سے پہلے فقیر پر آرام حرام ہے، لامکان وہ ہے جہاں نہ شش جہت ہوتے ہیں نہ زمین وآسمان ہوتے ہیں اور نہ عناصر ہوتے ہیں یہاں جب فقیر عین کو عین سے دیکھتا ہے تو عین نُما ہوجاتا ہے! اے اللہ کے بندے تو کیا جانے کہ عین کیا ہے عین کو عین سے کس طرح دیکھا جاتا ہے عین سے عین نُما کس طرح ہوا جاتا ہے۔ کیا بتاؤں کہ عین کیا ہے؟ تو علم کی عین یا عمل کی عین سے اسے نہ جانتا ہے نہ پہچانتا ہے، اس عین کے دیدار کے لئے عشق کی عین چاہیئے!

اے طالب اللہ عقیدت کی اندھی پٹی آنکھ سے ہٹا کسی کامل ناظر پیر کا مرید ہوجا تاکہ تجھے عین کا دیدار نصیب ہو! اے اللہ کے بندے تو آدمی ہے مگر عدمی ہے، خود کو معدوم کر، اسم اللہ ذات تیری سانسوں کے قریب ہے، خود کو اسمیں غرق کردے یہاں بارِ امانت اٹھالے، کیا تو نے دیکھا ہے قطرہ سمندر سے مل کر سمندر کو اپنے آپ میں سمو لیتا ہے یا خود سمندر بن جاتا ہے اک عام مسلمان تجھے دیکھ کر، تیری خلقت کو دیکھ کر خدا کو جان لیتا ہے کیا تو اپنے آپ میں دیکھ کر خدا کو نہیں پہچان سکتا؟ تیری تخلیق ہی اس کی پہچان کے لئے ہوئی ہے۔ اگر خود کو نہیں دیکھ سکتا تو کامل پیر کو کیا دیکھے گا؟ اسے دیکھنے کے لئے، اسے پہچاننے کے لئے اللہ ہی کافی ہے حدیث قدسی میں منقول ہے! **اولیای تحت قبای لایعرفھم غیری!** میرے اولیاء میری قبا میں پوشیدہ ہیں انکا علم میرے غیر کو نہیں ہوتا؟ یہ قباء کیا ہے؟ یہ قبائے اسم اللہ ذات ہے جو تیری سانس سے قریب ہے، وہ اسم "ھُو" ہے، بس یہ قباء پہن لے اللہ تجھے خوب پہچان لے گا؟ تیرا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوگا! تو عام انسانوں میں عام رہے گا یا خواص میں خاص رہے گا! تجھے عوام نہیں پہچانتی تو کیا ہوا تجھے اللہ تو پہچانے گا؟ دنیا، عناصر، زمین آسمان، شش جہت

کو چھوڑ، دیدارِ لقائے یار طلب کر جنت کی تمنا میں عبادت مت کر! کیونکہ جنت سے افضل جنت کا مالک ہے، جنت مخلوق ہے،تو بھی مخلوق ہے خالق کی تمنا کر، نبی کریم ﷺ نے فرمایا!من لہُ المولیٰ فلہُ الکُل ! جس نے مولیٰ کو پالیا اس نے سب کچھ پالیا! کیا اِس سب کچھ میں جنت نہیں ہے؟ طاعت وعبادت سے افضل ایک لمحہ کا دیدار ہے۔

دیدار کے لئے علم حاصل کر،علم ، دیدار الٰہی کی کنجی ہے،علم شریعت مصطفٰے ﷺ کا نور ہے،علم عمل کا سرور ہے،علم عشق کا حضور ہے،اے اللہ کے بندے،علم سے مرید بنتا ہے،عمل سے طالب اللہ بنتا ہے،عشق سے محبوب اللہ بنتا ہے،اب خُود ہی فیصلہ کرلے کہ تجھے مرید بننا ہے، طالب اللہ بننا ہے، یا محبوب اللہ بننا ہے؟ صاحبِ عشق فقیر کی خدمت میں جا تیرے ہونے کا مقصد پورا ہو جائے گا! رونے سے بہتر ہے، آج ہی سنبھل پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

ایسا پیر تلاش کر جو تجھے فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام پر پہنچا کر مجلسِ مصطفوی صل اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے، اگر پیر مرید کو وحدت یا دریائے وحدت سے گذار کر لقائے الٰہی کا دیدار نہ کرائے تو وہ پیر محض رسمی ہے۔ ایسا پیر مرید کو بے دام غلام سمجھتا ہے، مریدوں سے چندے تحفے اور نذرانے وصول کرتا ہے، دنیائے مردار کو محبوب رکھتا ہے، ایسا پیر برائے نام محفلیں سجا کر گانے بجانے میں مصروف رہتا ہے ہاں اگر کوئی پیر مریدوں سے لے کر راہِ خدا میں خرچ کرتا ہے تو وہ کامل اللہ کا ولی ہوتا ہے، خدمتِ خلق ایسے کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔

تمت بالخیر

افکار حضرت سلطان باہو

آنچہ خوانی از علم اللہ بخواں
اسم اللہ با تو ماند جاوداں

ترجمہ: اگر تو علوم سے کچھ پڑھنا چاہتا ہے تو اللہ کے علم کو پڑھ کیونکہ اللہ کا نام تیرے ساتھ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

ذکر از لقا فکر از بقا
ایں چنیں عالم بود علم از خدا

ترجمہ: لقا سے ذکر اور بقا سے فکر حاصل ہوتا ہے ایسے عالم کو خدا کا علم حاصل ہوتا ہے۔

ہر عبادت ہر ثواب بہر از لقا
علم اللقا من سبق خواندم از خدا

ترجمہ: ہر عبادت اور ثواب لقا کے لئے ہے لقا کے علم کا سبق میں نے اللہ تعالیٰ سے پڑھا ہے۔

ایں قدر قدرت بود قرب از خدا
علم باطنی غیبی وحدت لقا

ترجمہ: یہ اللہ کے قرب کی اور قدرت کی قدر ہے۔ باطن کا علم غیبی اور لقائے توحید ہے۔

ابتدائے دعوت گنج سبق
در تصرف قید آمد ہر طبق

ترجمہ: تیری دعوت کی ابتداء خزانے کے حصول کا سبق یہ ہے کہ تیرے قبضہ اور قید میں چودہ طبق زمیں اور آسمان ہو جائیں۔

ہر کہ کن را یافت کہنہ از کن کشا
جملہ او الہام باید از خدا

ترجمہ: جس نے کن کی حقیقت کو پالیا اس پر کن کے سارے عقدے کھل جائیں گے۔ وہ اللہ کی طرف تمام معاملات میں الہام سے رہبری حاصل کرے گا۔

هر که خواهد معرفت قرب از الٰه
وقت خواندن باتصور کن نگاه

ترجمہ: جو کوئی اللہ کا قرب اور اس کی معرفت چاہتا ہے وہ اپنے ورد و وظیفہ کے وقت تصور شیخ کرے۔

قال من برحال من احوالِ من
ہرکہ عامل نیست اعوت لاف زن

ترجمہ: میرا قال کلام حال و احوال کے مطابق ہوتا ہے جو کوئی عامل نہیں ہے اس کا دعویٰ شیخی مارنے کے مترادف ہے۔

عارفاں را روز وشب بر حق نظر
با نظر ہرگز بہ بینم بے نظر

ترجمہ: عارفوں کی دن رات اللہ پر نظر ہے۔ میں دل کی آنکھ سے اس کو دیکھتا ہوں ظاہری آنکھ کے سوا۔

نفس را گردن بزن بہر از خدا
تا شوی دائم بحاضر مصطفٰی

ترجمہ: نفس کی گردن کو اللہ کے لئے کاٹ دے تا کہ تجھ کو مصطفٰی ﷺ کے دربار کی حاضری ہمیشہ کیلئے میسر آجائے۔

دم کہ از دل یافتہ دم معرفت
مردہ را زندہ کند عیسٰی صفت

ترجمہ: سانسوں میں سے جو سانس تو نے پائے ہیں ان کو معرفت خدا میں صرف کر کیونکہ عیسٰی صفت آدمی مردہ کو زندہ کر دیتا ہے۔

دعوت با دم بخواند بر قبور
اہل دعوت باروحانی شد حضور

ترجمہ: قبروں پر جا کر سانس کا ذکر تا کہ تو عالم روحانیت ہو جائے اور وہ تیرے سامنے حاضر ہو جائے۔

دم ازل دم ابد دنیا ہوا
با یک دمے یک تاشود مردخدا

ترجمہ: ایک سانس ازلی میں دوسرا ابدی میں، دنیا خواہشات ہے تو ایک سانس سے دوسرے سانس تک ایسارہ تا کہ تو مردِ خدا ہو جائے۔

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگا
نگنجد در مقام لی مع اللہ

ترجمہ: فرشتہ کو اگرچہ بارگاہِ خدا کا قرب حاصل ہے لیکن فرشتہ یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ مجھ پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک ہوتا ہوں۔

نہ آنجا دم نہ دل نہ حسد نہ جان است
کہ عین از عین باشد لامکاں است

ترجمہ: نہ اس جگہ سانس ہے نہ دل ہے نہ جسم ہے نہ جان ہے وہ مقام لامکاں! وہاں صرف ذات ہی ذات ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مصنف قبلہ کی جملہ کتب تصوف کی معلومات کے لئے رابطہ کریں

☆ حضرت سید شاہ ولی اللہ قادری ۔ 09845552169
عرف باشاہ پیراں، دھارواڑ

☆ سید فیض ارشد قادری، ہبلی ۔ 09448467215

☆ الفقیر مقبول احمد قادری، دھارواڑ۔ 09945869805

خانقاہ قادریہ ولی اللہیہ، مالاپور دھارواڑ سے شائع شدہ تصنیفات

☆ جواہرُ العرفان (مجاہد ملت حضرت شاہ ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆ ثبوت سماع موتی (مجاہد ملت حضرت شاہ ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆ معرفتِ ذات انسانی (مجاہد ملت حضرت شاہ ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ تفہیمات کلمہ کی کل (مجاہد ملت حضرت شاہ ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ حقیقت پیری مریدی (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ اَلْعلمُ نقطۃٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ صحیفة السرائر فی حقیقة النوادر (صحیفۂ اسرار)
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ العلم نورٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ سبیل النجات من الغمات الی الهدایات (بہت سہل ہے ڈگر پنگھٹ کی)
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

ہماری غیر مطبوعہ تصنیفات انشاءاللہ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آرہی ہیں

☆ روح سماع (شعری مجموعہ) برائے شائقین سماع۔

☆ توحید وتصوف۔

☆ کُنتُ کَنزًا مَّخفِیًا۔

☆ جلوۂ کُن فکاں۔

ہماری کتابیں ملنے کے پتے

۱) الہدیٰ پبلی کیشنز، 2982، کوچہ نیل کنٹھ، قاضی واڑہ، دریا گنج، نئی دہلی۔2
Tel: 011-23260328, Cell : 8010503999

۲) نثار بکڈپو، جی، ۶۷ سٹی مارکٹ بنگلور، پن کوڈ، 560002.
Cell:9845451830.

۳) محمد جاوید، نزد عرفان ہوٹل، نواب صاحب کنٹہ، حیدر آباد، الہند
cell : 09396778163

۴) محمد عبدالقادر تاڑ بند حیدر آباد، الہند
cell : 09985681688

۵) فردوس کتاب گھر، نزد کے سی سی بیانک، رسول پور گلی، دھارواڑ، کرناٹک
Cell:9342211155

۶) سید شاہ ولی اللہ قادری، سجادہ نشیں حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ،
گھر نمبر ۲۴، قادری منزل، قادری گلی، مالاپور دھارواڑ 580008,
Cell: 9845552169, 8088201687

۷) جناب سید شاہد الطاف القادری، سجادہ نشیں آستانۂ عالیہ قادریہ نوریہ
جامع مسجد، پرانی ہبلی، ہبلی، کرناٹک۔
Cell:9448467215,9986323902

حضرتِ مصنف قبلہ کے نمبرات :

09880723671, 09731724654

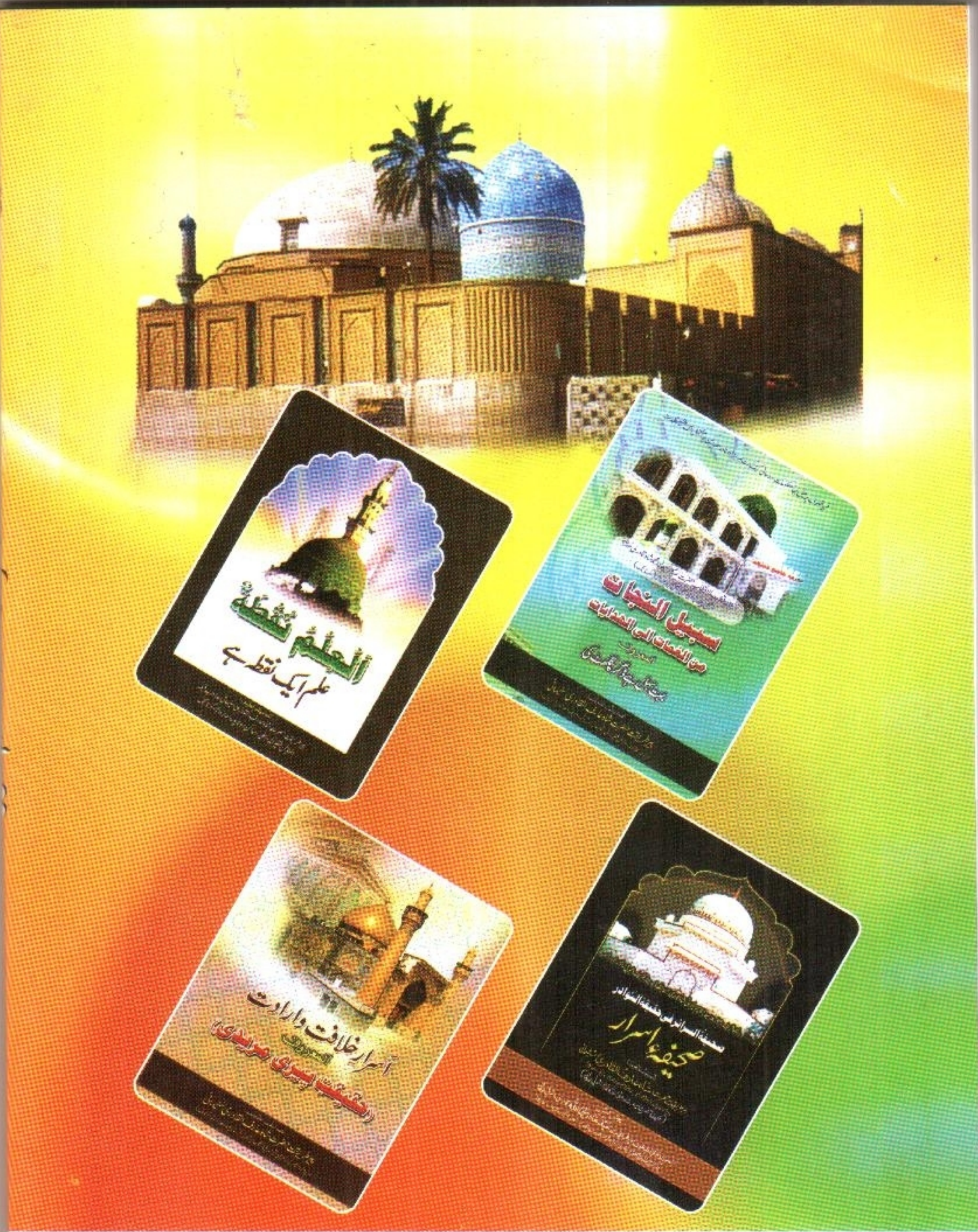

Distributors:
الھدیٰ پبلیکیشنز
alHuda publications
2982, Kucha Neel Kanth, Qazi Wara, Darya Ganj New Delhi-2
Phone: 011-64536120, E-mail: alhudapublications@yahoo.com